ماہنامہ جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

جلد نمبر 21......شمارہ نمبر02...فروری2014......قیمت5روپے

Monthly JEHD-E-HAQ - February 2014 - Registered No. CPL-13

سکھا رہے ہیں محبت، مشین گن سے مجھے

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1

تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ -2

ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

دفعہ - 3

ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 4

کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔

دفعہ - 5

کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ - 6

ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

دفعہ - 7

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

دفعہ - 8

ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

دفعہ - 9

کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 10

ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

دفعہ - 11

(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جاسکی ہوں۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

دفعہ - 12

کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 13

(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ - 14

(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جاسکتا جو خالصتا غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

دفعہ - 15

(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ - 16

(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔

(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ - 17

(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 18

ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19

ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

دفعہ - 20

(1) ہر شخص کو پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ - 21

(۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ - 22

معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔

دفعہ - 23

(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔

(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ - 24

ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

دفعہ - 25

(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔

(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ - 26

(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

دفعہ - 27

(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں

دفعہ - 28

ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

دفعہ - 29

(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو ونما ممکن ہے۔

(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔

(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔

دفعہ - 30

اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

فہرست

خبروں کا چلتا پھرتا خزانہ	7
لیاری کے غیر مسلم شہری عدم تحفظ کا شکار ہیں	8
پاکستان کے انسداد دہشت گردی سے متعلق قانون سازی کے نظام میں خامیاں	9
فوجی بغاوتوں کے حامی گروہ	15
لاہور کی یونین کونسلز میں سیوریج کا ناقص نظام	16
سندھ کے ہاریوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک	17
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا	20
عورتیں	21
جنسی تشدد کے واقعات	22
انڈیا میں غذائی تحفظ	28
اقلیتیں	33
قانون نافذ کرنے والے ادارے	35
تعلیم	36
صحت	37
انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپ کی رپورٹ	39
خودکشی کے واقعات	43
اقدام خودکشی	47
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط	50

زائرین کا قتل قابل مذمت ہے، شہریوں کے تحفظ کے لیے ٹھوس اقدامات کیئے جائیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے کراچی میں واقع ایک مزار میں چھ افراد کے قتل کی شدید مذمت کی ہے اور جنگجو انتہا پسندوں کے ہاتھوں شہریوں کی ہلاکتوں پر قابو پانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مذکورہ چھ افراد کو طالبان نے قتل کیا ہے۔

بدھ کو ذرائع ابلاغ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے کہا ہے کہ کراچی میں چھ نوجوانوں کو بظاہر اس بنا پر قتل کیا گیا ہے کہ انہوں نے مزار کی زیارت کی تھی جو کہ اس بات کا ثبوت ہے اگر کسی مزید ثبوت کی ضرورت تھی کہ آج پاکستان میں زندہ رہنے کا استحقاق صرف ان لوگوں کو حاصل ہے جو سفاک قاتلوں کی اندھی تقلید کرتے ہیں جو طویل عرصہ سے لوگوں میں یہ احمقانہ سوچ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کے اقدامات اور مذہب کے مابین کوئی تعلق استوار ہے۔

اس واقعے میں سفاکانہ بربریت کے متاثرین کا جرم محض مزار پر حاضری دینا تھا۔ نعشوں کے پاس چھوڑی گئی ایک پرچی جس میں خبردار کیا گیا تھا کہ ''جو کوئی بھی مزار کا دورہ کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہوگا'' ح، اس بات کی ضمانت نہیں کہ مزاروں پر نہ جانے والے لوگ قاتلوں کی خون کی ''نہ بجھنے والی پیاس'' سے محفوظ رہیں گے۔ چند برس پہلے عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر ہونے والے بم دھماکے میں آٹھ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ مزاروں پر ہونے والے ایسے حملے پشاور اور ملک کے دیگر علاقوں میں بھی دیکھے گئے ہیں۔ سرکاری حلقوں کی جانب سے مذمت اور ہمدردی کے الفاظ ان متاثرہ خاندانوں یا عوام کی بہت بڑی تعداد کے لیے باعث تسکین نہیں ہیں جو صرف امن کے قیام کے حامی ہیں اور انتہا پسند جنگجوؤں کے ہاتھوں لاحاصل ہلاکتوں کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ ایچ آر سی پی یہ مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت لوگوں کو ایسے مظالم سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک ٹھوس حکمت عملی وضع کرے اور عوام کو اس سے آگاہ کرنے اور اس پر عملدرآمد کرنے کے لیے واضح اقدامات کرے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 08 جنوری 2014]

کراچی پر قبضے کی جنگ کے بھیانک نتائج قابل مذمت ہیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے لیاری سمیت کراچی کے تشدد زدہ علاقوں میں شہریوں کی زندگیوں کو درپیش عدم تحفظ پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ محض سیاسی وابستگی کی بنا پر چار افراد کا قتل اور پانچویں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنائے جانے کے واقعہ پر پایا جانے والا غم و غصہ ہمیں اس امر پر ندامت کا احساس دلانے کے لیے کافی ہونا چاہیئے کہ بندرگاہ والا شہر کس حد تک سیاسی جماعتوں کے ساتھ وابستہ جرائم پیشہ گروہوں میں منقسم ہو کر رہ گیا ہے۔

جمعرات کو جاری ہونے والے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے کہا کہ کراچی میں تشدد اس حد تک معمول کا کام بن چکا ہے کہ اب تو شہریوں کے خلاف پہلے سے زیادہ سنگین مظالم کی اطلاعات بھی خاص توجہ کا مرکز نہیں بنتیں۔ تاہم حال ہی میں لیاری میں محض سیاسی جماعت سے وابستگی کے باعث چار افراد کا قتل اور ان کی خاتون کی عصمت دری کا وقوعہ کئی وجوہات کے باعث پریشان کن امر ہے۔

متاثرین کو بظاہر ان کے خاندان کے سربراہ کی سیاسی وابستگی کی وجہ سے غنڈوں کے گینگ نے علاقے سے بے دخل کیا۔ مجرموں کو پکڑنے کے حوالے سے پولیس افسران نے یہ بات واضح کی کہ اس واقعے کی وجوہات سیاسی نوعیت کی تھیں اور یہ کہ متاثرین نے اپنے گھر واپس جانے کی ہمت کی تھی جس کے ردعمل میں یہ حملہ انتقامی کارروائی کے طور پر کیا گیا۔ مزید براں یہ کہ پولیس بھی متاثرین کی لیاری میں واپسی پر پہلے سے آگاہ نہیں تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کراچی میں لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے پر معمور ذمہ داران گزشتہ ہفتے کے خطرناک حقائق سے بے خبر رہے ہیں۔ پولیس کی جانب سے اس قسم کا موقف اپنانا امن وامان کے قیام کی بنیادی ذمہ داری نبھانے میں ناکامی پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

کراچی پر قبضہ کرنے کے لیے مختلف گروہوں کے مابین جنگ کوئی نئی چیز نہیں ہے لیکن اس حد تک گر جانا اور کسی لڑکی کو اس کے باپ کی سیاسی وابستگی کی بنا پر جنسی زیادتی کا نشانہ بنانا یقیناً ایک نئی چیز ہے۔ چنگیز خان کی مثالیں یاد آتی ہیں۔

اس صورتحال کا الزام واضح طور پر سیاسی جماعتوں پر عائد ہونا چاہیئے جنہوں نے شہر کی لسانی بنیادوں پر تقسیم کی

سرگرم حمایت کی ہے یا اسے خاموشی سے قبول کیا ہے۔ ایچ ار سی پی امید کرتا ہے کہ اب سیاسی جماعتیں کراچی کو اپنے سابقہ یا موجودہ جرائم پیشہ عناصر سے چھٹکارا دلانے کی سرگرم حمایت کریں گی یا کم از کم اس عمل کی مزاحمت نہیں کریں گے۔ ایچ آر سی پی کا ماننا ہے کہ حکومت کراچی میں خون ریزی کے خاتمے میں ناکامی کی صورت میں لوگوں کے زندگی کے حق اور دیگر حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری سے غفلت برت رہی ہے۔ چونکہ اس وقت شہر بدترین افراتفری کا شکار ہے چنانچہ حکومت کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ کم از کم اپنی طرف سے معاملات میں بہتری لانے کی کوشش کر رہی ہے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔09 جنوری 2014]

تحفظ پاکستان آرڈیننس سے غیر قانونی کارروائیوں کو قانونی جواز فراہم کیا جائے گا

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے تحفظ پاکستان (ترمیم شدہ) آرڈیننس 2014 کے نفاذ پر تشویشناک امر کا اظہار کیا ہے۔ کمیشن نے کہا کہ مذکورہ قانون ان حقوق کی خلاف ورزی ہے جن کی آئین میں ضمانت دی گئی ہے اور یہ خلاف قانون سرگرمیوں کو قانونی جواز فراہم کرتا ہے۔ جمعہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے کہا کہ اس آرڈیننس میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں قبول کرنا حقوق کا احترام کرنے والے افراد کے لیے مشکل ہوگا۔ حکام کو کسی فرد کے حراستی مقام یا ایسی حراست کی وجوہات کے بارے میں معلومات فراہم نہ کرے، کسی فرد کو عام جیلوں کی بجائے حراستی مراکز میں نظر بند کرے، مشتبہ افراد کی نئی درجہ بندیاں، مثال کے طور پر ''غیر ملکی دشمن'' یا ''جنگجو دشمن''، کسی بھی مشتبہ فرد کی نظر بندی کی مدت میں توسیع کرنے جیسی دفعات خدشات کو جنم دینے کا بنیادی سبب ہیں۔

ایچ آر سی پی یہ سوال کرنے میں حق بجانت ہے کہ جب عدالت عظمٰی نے سکیورٹی فورسز کی طویل اور بلا اعلان حراستوں کو غیر قانونی قرار دیا تھا اور قانون سازی کرانے کا مطالبہ کیا تھا تو اس نے جس چیز کا مطالبہ کیا تھا کیا وہ اسی قسم کے آرڈیننس تھے؟ حقوق کی توہین کرنے اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو غیر معمولی اختیارات دینے کے لیے غیر معمولی حالات کا حوالہ دینا پاکستان میں جبری گمشدگیوں کے سیاق وسباق کے حوالے سے خاص طور پر تکلیف دہ امر ہے۔ مذکورہ آرڈیننس پاکستان میں جبری گمشدگیوں کے ساتھ مفاہمت کے مترادف ہوگا اور اس سے سزا سے استثنٰی کو تقویت ملے گی۔

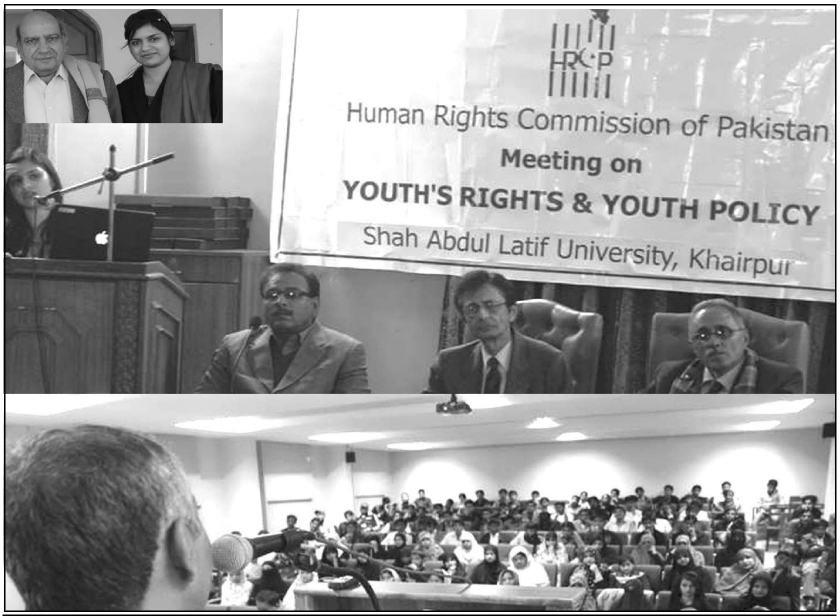

ایچ آر سی پی نے شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور میں ''نوجوانوں کے حقوق اور ان سے متعلق پالیسی'' کے موضوع پر مشاورت کا انعقاد کیا

ایچ آر سی پی پُر امید ہے کہ واضح بے ضابطگیوں کو قانونی جواز دینے کی نیت سے نافذ کیا گیا آرڈیننس عدلیہ کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکے گا۔ ایچ آر سی پی کا خیال ہے کہ نیا آرڈیننس مشتبہ افراد کو ان کے بیشتر حقوق سے محروم کر دے گا، تاہم اس سے ملک کو تحفظ فراہم کرنے یا پاکستان میں وسیع پیمانے پر ہونے والی قتل وغارت کے ذمہ دار عناصر کو جوابدہ ٹھہرانے میں کوئی مدد نہیں ملے گی۔ ایچ آر سی پی کا خیال ہے کہ پارلیمان کی موجودگی میں انتہائی اہم معاملے پر آرڈیننس کے نفاذ کا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ پارلیمان کو متنازعہ قانون کا جائزہ لینے کی اجازت دینی چاہیے تھی۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔24 جنوری 2014]

خضدار میں 15 نعشوں کی برآمدگی کے وقوعے کی تحقیقات کی جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ہفتہ کے روز بلوچستان کے ضلع خضدار سے 15 مسخ شدہ نعشوں کی برآمدگی پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کمیشن نے وفاقی حکومت اور بلوچستان کی صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مقتولین اور ان کے قاتلوں کی فوری شناخت کو یقینی بنایا جائے۔

وفاقی وزیر داخلہ اور بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے نام لکھے گئے خطوط میں ایچ آر سی پی نے کہا کہ نعشیں ناقابل شناخت حد تک مسخ شدہ تھیں۔ ابھی تک مقتولین اور قاتلوں کا سراغ نہیں لگایا جاسکا۔ ابتدائی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 15 افراد تقریباً ایک ماہ قبل ہلاک ہوئے تھے جن کی نعشوں کو جنگلی جانوروں نے نوچا ہوا تھا۔

ایچ آر سی پی نے مطالبہ کیا ہے کہ فوری تحقیقات کی جائیں اور وقوعے کے اصل حقائق جاننے اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کئے جائیں۔ مزید کہا کہ اگر ضروری ہو تو مقتولین کی شناخت معلوم کرنے کے لیے ڈی این اے ٹیسٹ کرایا جائے۔ بلوچستان میں تشدد کی بڑھتی ہوئی لہر، ٹارگٹ کلنگ، لوگوں کو جبری غائب کرنے اور ان کی نعشوں کو ٹھکانے لگانے جیسے واقعات کے باعث اس قسم کی تحقیقات اور زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ ایچ آر سی پی حکومت سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ وہ جبری غائب کئے گئے افراد کے ان رشتہ داروں کے ساتھ تعاون کرے جو یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا مقتولین ان کے عزیز واقارب تو نہیں ہیں۔

ایچ آر سی پی کا وفاقی وصوبائی حکومتوں سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ بلوچستان میں تشدد، لاقانونیت اور ہلاکتوں کے مسئلے کا حل ڈھونڈیں۔ کمیشن نے زور دیا ہے کہ اس حوالے سے باضابطہ قانونی کارروائی اور انسانی حقوق کا احترام کیا جائے اور مسائل کے حل کے لیے سیاسی ذرائع تلاش کئے جائیں۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔27 جنوری 2014]

عقیدے کی بنیاد پر ہونے والے تشدد کے خاتمے کے لیے فوری اقدامات کئے جائیں

بین الاقوامی وفاق برائے انسانی حقوق (FIDH) اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (HRCP) کی جانب

سے منعقد کردہ دوروزہ ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء ورکشاپ نے مطالبہ کیا ہے کہ شہریوں کو مذہب کی بنیاد پر تشدد، ناروا سلوک اور ظلم وستم کا نشانہ بنائے جانے کا سلسلہ ختم کرنے کے لیے فوری اقدامات کئے جائیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے مذہبی اقلیتی گروہوں اور مسلم اقلیتی مسالک کے افراد نے کراچی میں منعقد کردہ ورکشاپ میں شرکت کی اور خود کو درپیش ابتر حالات کا ذکر کیا۔ مذہب کی بنیاد پر ادارہ جاتی بدسلوکی کے ارتکاب میں حکام کے کردار کی نشاندہی کی گئی۔ شرکاء کا کہنا تھا کہ پاکستان برابری، وقار، قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کے تحفظ پر زور دینے والے اقوام متحدہ کے معاہدات کی پاسداری کرنے کا پابند ہے جس کے باوجود حکام انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے معاملات میں ضروری مداخلت نہ کر کے خود کو 'بین الاقوامی میثاق برائے شہری وسیاسی حقوق' سمیت انسانی حقوق کے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کا ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں۔ شرکاء نے کئی سطحوں پر غیر مناسب اور غیر موثر مداخلت کی نشاندہی کی۔

- عقیدے سے بالاتر ہوکر تمام پاکستانیوں کے انسانی حقوق کے احترام، تحفظ اور فروغ پر زور دیا گیا۔ مذہبی عقیدے کی بنیاد پر حقوق کی پامالی کرنے والوں کو سزا سے استثنیٰ حاصل ہونے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ اس سے جرائم کے ارتکاب کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ ایسے جرائم کی مقدمہ سازی میں شریک ججوں اور وکلاء کو لاحق عدم تحفظ کے معاملے کو بھی اجاگر کیا گیا۔
- عدالتی شعبہ میں درپیش مشکلات میں تضحیک مذہب کا قانون اور معاشرے پر اس کے اثرات نمایاں ہیں۔ پاکستان کو چاہئے کہ وہ اس قانون کو ختم کرے یا کم ازکم فوری طور پر حفاظتی انتظامات متعارف کروائے تاکہ شہریوں بالخصوص مذہبی اقلیتی گروہوں کے خلاف اس قانون کا ناجائز استعمال نہ کیا جاسکے۔ اس سے پہلے پاکستان سے یہ مطالبہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلقہ معاہدات میں بھی کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اقلیتوں کے خلاف نفرت انگیز تحریر وتقریر کے خلاف عدالتی کارروائی ہونی چاہئے۔
- قانونی اور عملی لحاظ سے پایا جانے والا ناروا سلوک بھی تشویش کی بنیادی وجہ ہے۔ احمدی ووٹرز کے لیے علیحدہ فہرست کا خاتمہ، ہندوؤں اور سکھوں کے لیے تدوین شدہ قانون شخصی کی عدم موجودگی، مذہبی اقلیتی گروہوں کی موثر نمائندگی میں کمی، آئندہ ہونے والی مردم شماری میں مذہبی اقلیتوں کے خدشات کا ازالہ کرنا اور اقلیتی مذہبی مقامات کا انتظام وانصرام اقلیتوں کو دینا بنیادی مسائل قرار دیا گیا جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
- ادارہ جاتی ناروا سلوک بھی معاشرے میں نفرت کو پروان چڑھاتا ہے جیسا کہ نصاب اور سکول کی کتب میں اقلیتوں کی غیر مناسب نمائندگی میں اصلاح کی فوری ضرورت ہے، کیونکہ پاکستان بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدے کے حوالے سے اس کی تعمیل کا پابندی ہے۔ مذہبی تعلیم اگر کسی ایک مذہب کے حوالے سے دی جاتی ہے چاہے وہ اکثریت کا مذہب ہی کیوں نہ ہو تو اس کو عمومی نصاب سے خارج کردینا چاہئے۔ مذہبی تفریق کے پورے سلسلے میں خواتین اور لڑکیاں دوہرے طریقے سے اذیت کا شکار ہیں، خاص طور پر جبری مذہبی تبدیلی اور جنسی تشدد میں اضافہ ہوا ہے۔ ان مقدمات کی تفتیش اور عدالتی کارروائی ہونی چاہئے۔ خواتین اور لڑکیوں کو محفوظ پناہ ملنی چاہئے اور ان پر ہونے والے ظلم کا ازالہ کیا جائے اور نقصانات کی تلافی کی جائے۔ مظلوم خواتین اور لڑکیوں کے اہل خانہ کے تحفظ کو بھی یقینی بنایا جائے۔
- دیدہ دانستہ طور پر کیا جانے والا ناروا سلوک ایسے حالات کو فروغ دے رہا ہے جن میں مٹھی بھر انتہا پسند عناصر کے دباؤ تلے ملک بھر میں سیاسی تشدد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس قسم کے تشدد پر موثر طریقے سے قابو نہیں پایا گیا۔ بالخصوص انتہا پسندوں کی جانب سے فاٹا میں سکھوں سے جزیہ (تحفظ فراہم کرنے کا معاوضہ) طلب کرنے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ بالخصوص خیبر ایجنسی میں اطلاعات کے مطابق طالبان جزیے کی رقم کی وصولی کا تحریری اقرارنامہ مہیا کرتے رہے ہیں۔

ابتدا میں اقلیتیں ہی تشدد کا نشانہ بنتی تھیں مگر اب سول سوسائٹی اور ترقی پسند عناصر بشمول انسانی حقوق کے مدافعین اور انسانی حقوق کا مطالبہ کرنے والے باشعور شہری اور ان کا دفاع کرنے والے خاص طور پر آزاد میڈیا بھی اس تشدد کی زد میں ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ پاکستانی قوم کی بنیادی اقدار اور اس کی سماجی ومعاشی بقا کو بھی خطرہ لاحق ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ایسے تشدد کا جواب اس کی بنیادی وجوہات کا ازالہ کرتے ہوئے اور تمام پاکستانیوں، چاہے ان کا عقیدہ اور مذہب کوئی بھی ہو، کے انسانی حقوق کے احترام اور برابری کے فروغ کو یقینی بناتے ہوئے دیا جائے۔

ایف آئی ڈی ایچ جس کا مرکزی دفتر پیرس میں ہے، دنیا کا سب سے قدیم انسانی حقوق کا ادارہ ہے، 175 تنظیموں پر مشتمل ایک این جی او ہے اور یہ ادارہ 100 سے زائد ممالک میں کام کررہا ہے۔ پاکستان کا دورہ کرنے والے ایف آئی ڈی ایچ کے وفد میں انسانی حقوق کے چار نامور اراکین شامل تھے جن کے نام یہ ہیں، شوان جابرین، (فلسطین)، روز میری تراجانو (فلپائن)، انتونی میڈلین (فرانس) اور احسان علی فوزی (انڈونیشیا)

پاکستان کا دورہ کرنے والا ایف آئی ڈی ایچ کا وفد اسلام آباد میں وزراء اور اعلیٰ حکام سے ملاقات کرنے کی کوشش کرتا رہا تاکہ ان کی توجہ ان خدشات اور مطالبات کی طرف دلائی جائے جن کی نشاندہی ورکشاپ میں کی گئی تھی۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 28 جنوری 2014]

انسانی حقوق کے پرعزم کارکن میاں نظام الدین کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اپنے سابق سینئر سٹاف ممبر اور انسانی حقوق کے پرعزم کارکن میاں نظام الدین کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ ایچ آر سی پی نے ایک تعزیتی اجلاس میں خلوص کے ساتھ انہیں یاد کرتے ہوئے کہا کہ وہ ''انسانی حقوق کے کارکن سے بھی بڑھ کر'' تھے۔ انہوں نے ایچ آر سی پی اور دیگر بہت سی تنظیموں کے حوالہ جاتی سیکشن کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ وہ اپنے زمانہ طالبعلمی میں بھی انسانی حقوق کے بہادر کارکن تھے۔ جب وہ کسی کام کرنے کا ارادہ کرلیتے تو اس سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ انہیں ہندوستان کی جدوجہد آزادی کے سرگرم حامی ہونے کی بنا پر جیل بھی بھیجا گیا تھا۔

میاں نظام پاکستان ٹائمز، فرنٹیئر پوسٹ اور ویوپوائنٹ کے ساتھ وابستہ رہے تھے اور ان کی آخری پیشہ وارانہ رفاقت ایچ آر سی پی کے ساتھ تھی جہاں وہ اپنے بڑھاپے تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ میڈیا میں ریفرنس سیکشن کے بانی قائد کی حیثیت سے میاں صاحب نے اس میدان میں کئی نسلوں کو تربیت فراہم کی۔

میاں صاحب کی وفات کی خبر نہ صرف ان کے اہل خانہ اور دوستوں کے لیے بلکہ پاکستان اور بیرون ملک انسانی حقوق کے متعدد کارکنوں اور تحقیق کاروں کے لیے بھی نقصان کا باعث ہے جن کے کام میں انہوں نے آسانی پیدا کی تھی۔

ایچ آر سی پی کا عملہ میاں صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے اہل خانہ اور دوستوں سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ میاں صاحب کو اُن کی جانفشانی اور عزم کے باعث ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 15 جنوری 2014]

دھمکیوں کے خلاف ہڑتال

مکران 22 جنوری کو لانگ مارچ کے شرکاء کو ملنے والی مبینہ دھمکیوں کے خلاف بلوچ قوم پرستوں کے مطالبے پر بلوچستان کے مختلف علاقوں میں شٹر ڈاؤن ہڑتال رہی۔ بلوچ قوم پرست تنظیموں کا مطالبہ ہے کہ جبری غائب کئے گئے افراد کی بازیابی کے لیے "وائس آف مسنگ پرسنز" کی جانب سے نکالے گئے لانگ مارچ کے شرکاء کو دی جانے والی دھمکیوں کا نوٹس لیا جائے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(جمال پیر)

انسانی حقوق کے تحفظ پر زور

شہداد کوٹ 10 دسمبر 2013 کو انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر ایچ آر سی پی کے کارکنوں نے ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں انسانی حقوق کے کئی کارکنوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر سماجی تنظیموں کے کارکنوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے میں انسانی حقوق کی پامالی سے انتشار پیدا ہورہا ہے۔ پاکستان میں رہنے والی تمام قوموں کو بغیر کسی، رنگ ونسل اور زبان کے فرق کے بنیادی حقوق دیئے جائیں۔ پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے ایچ آر سی پی کے ضلعی کوآرڈینیٹر نے کہا کہ انسانی حقوق کا تحفظ ریاست کا بنیادی فریضہ ہے۔ ریاست کی طرف سے حقوق نہ دینے سے لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہورہا ہے۔ انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر انسانی حقوق کے حصول کے لیے سول سوسائٹی کی تنظیموں کو بھرپور جدوجہد کا عزم کرنا ہوگا۔ اس موقع پر سائرہ خان، وقار حیدر، ممتاز جعفری نے بھی خطاب کیا۔

(ندیم جاوید)

گھر کو آگ لگادی

بارکھان 30 دسمبر کو ضلع بارکھان میں نیجر رکھنی نیشنل بنک کے گھر کو نامعلوم افراد نے آگ لگادی۔ این بی پی نیجر رسول بخش کھیتران نے بتایا کہ آگ لگنے کے واقعے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، تاہم گھر کا سامان جل کر راکھ ہوگیا ہے۔ انتظامیہ نے مقدمہ درج کرکے ملزمان کی تلاش شروع کردی ہے مگر یہ رپورٹ بھیجنے تک انہیں گرفتار نہیں کیا جاسکا۔

(غلام قادر)

حجام کو اغواء کرلیا

تربت 13 جنوری کو تربت بازار سے ریاض ولد لعل بخش سکنہ گورکوپ کو بعض نامعلوم افراد نے اس کی دکان میں گھس کر اغواء کرلیا۔ اغواء کاروں نے مغوی کو نامعلوم مقام پر منتقل کردیا ہے۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک مغوی کو بازیاب نہیں کروایا جاسکا اور نہ ہی ملزمان کا سراغ لگایا جاسکا ہے۔ کسی تنظیم یا گروہ نے ریاض کے اغواء کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

(نامہ نگار)

نعش کی برآمدگی

زیارت 15 جنوری کو ضلع زیارت کے علاقے چوتیر سے ایک نامعلوم نوجوان کی لاش ملی ہے۔ لاش پر تشدد کے نشانات تھے جسے بظاہر تشدد کرکے ہلاک کیا گیا تھا۔ یہ لاش پہاڑ پر ایک چرواہے کو ملی۔ اس نے لیویز اہلکار کو اطلاع دی جنہوں نے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال بھیج دیا۔ مقتول کی شناخت نہیں ہوسکی تھی اور نہ ہی ملزمان کا سراغ مل سکا تھا۔

(حمیداللہ)

صحافی کو قتل کردیا گیا

لاڑکانہ یکم جنوری کو ٹی این نیوز کے صحافی شان ڈہر اپنے شہر باڈہ میں تقی شاہ محلّہ میں دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اسے ایک فون کال موصول ہوئی جس میں اُسے رپورٹ ملی کہ گاؤں یوسف ڈیرو کی رہائشی بدرز وجہ نظیر کو رورل ہیلتھ سینٹر کے سٹی بلاک میں واقع میٹرنٹی ہوم میں لایا گیا تھا جہاں پر ہسپتال کے عملے کی عدم موجودگی کے باعث مریضہ کی حالت خراب ہوتی جارہی ہے۔ یہ اطلاع ملنے پر شان ڈہر رورل ہسپتال سنٹر پہنچا اور مذکورہ خاتون کو مٹرنٹی ہوم میں داخل کرایا۔ اس وقت ہسپتال کے باہر موجود نجی میڈیکل سٹور بھی بند تھا اس نے میڈیکل سٹور کھلوایا، جو مریضہ کو دوائی دی گئی اس کی ڈبی پر 'فروخت کے لیے نہیں' لکھا ہوا تھا۔ شان ڈہر نے مریضہ اور ممنوع دوائی کی فوٹیج بنائے۔ اس کے فوری بعد شان ڈہر کو ایک گولی لگی۔ شان ڈہر کے ہلاک ہوجانے کے بعد صحافیوں نے سول ہسپتال کے سامنے نعش رکھ کر احتجاجی مظاہرہ کیا دھرنا دیا۔ مظاہرین نے ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ پولیس نے نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک انہیں گرفتار نہیں کیا گیا۔

(عبدالغفور شاکر)

نعش کی برآمدگی

ایبٹ آباد موضع لڑی سیداں کے قریب جنگل سے ایک نامعلوم عورت کی لاش ملی ہے۔ پوسٹ مارٹم کے مطابق خاتون کو جنسی تشدد کے بعد گلے میں پھندا ڈال کر قتل کیا گیا ہے۔ نعش کی شناخت ممکن نہیں ہوسکی۔ پولیس نے نامعلوم افراد کیخلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ مگر یہ رپورٹ بھیجنے تک قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ ملزمان نے اپنے غیر قانونی اقدام سے مقتولہ سے اس کی زندگی کا حق چھینا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ تین اور پاکستان آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(مدنی اعجاز)

غیر قانونی جرگے کا انعقاد

خیرپور 25 دسمبر کو خیر پور کے علاقے پیر گوٹھ میں کھرل اور جودھ برادری کے خونی تنازعہ کا غیر قانونی جرگہ گاؤں فتح اللہ گھمرو میں غلام شبیر گھمرو کی قیادت میں منعقد ہوا۔ کھرل برادری کی جانب سے میاں علی ڈنو اجن، ایاز کورائی جبکہ جودھ برداری کی جانب سے عادل شاہ راشدی اور دین محمد راشد شریک ہوئے تھے۔ خادم حسین کھرل کے گروہ پر خاتون انور جودھ اور اس کی بیٹی حاجاتی اور بیٹے حاجی خان جودھ کا قتل ثابت ہوا۔ خواتین کو قتل کرنے کے سولہ، سولہ لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا جبکہ مرد کے قتل کی رقم آٹھ لاکھ روپے عائد کی گئی۔ مجموعی طور پر کھرل برادری پر چالیس لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا جبکہ پیر بخش جودھ پر اپنی بیٹی شائستہ جودھ کا نکاح کے اوپر نکاح کرنے کے جرم میں چار لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔ اس جرگہ کے شرکاء کے خلاف پولیس نے اب تک قانونی کارروائی نہیں کی۔

(عبدالغفور شاکر)

خبروں کا چلتا پھرتا خزانہ

آئی۔اے۔رحمان

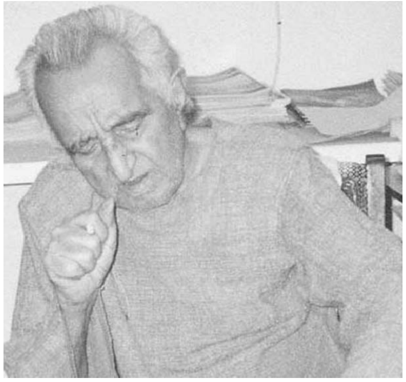

نصف صدی قبل جب ذوالفقار بھٹو نے وزارت خارجہ کا منصب سنبھالا تو انہیں معلوم ہوا کہ وزارت خارجہ میں کافی اہم دستاویزات موجود ہی نہیں ہیں۔ انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ کسی بین الاقوامی پیش رفت پر دوست ممالک (یا کم دوست ممالک) کے بیان کی بنیاد پر ردعمل ظاہر کرنا درست اقدام نہیں ہے۔ نتیجتاً، دی پاکستان ٹائمز کے حوالہ جاتی سیکشن سے مدد طلب کی گئی۔ اور وہاں کے اس سیکشن کے سربراہ 22 جنوری 2014ء بروز بدھ صبح کے وقت لاہور میں وفات پا جانے والے میاں نظام دین تھے جنہوں نے بھٹو کو ناامید نہیں کیا تھا۔

میاں نظام الدین، یا تین نسلوں کے صحافیوں کے لیے نظام صاحب ایک ادارہ تھے جو کہ اپنی نوعیت کا پاکستان میں پہلا اور شاید آخر ہوں۔ آج کے دور کے بہت سے قلم کار جن کا کام رائے بنانا ہے اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ جس موضوع پر وہ رائے دینے جا رہے ہیں اس کا پس منظر اور سیاق وسباق کیا ہے اور حقیقت جاننے کے خواہشمند افراد کے لیے گوگل آسانی سے موجود ہے۔ لیکن اپنے دور میں نظام صاحب ان اشخاص میں سے ایک تھے جنہوں نے انگریزی زبان میں ذمہ دارانہ صحافت کی بنیاد رکھی۔ جیسے جیسے ان کے دستاویزاتی ریکارڈ کے حجم اور نوع میں اضافہ ہوتا گیا اور اس کی اہمیت کو مسلمہ حیثیت ملتی گئی، وہ اس کی محبت میں گرفتار ہوتے گئے اور بالآخر ہر طرح کی معلومات اکٹھا کرنے کے نشے کے عادی ہو گئے۔

خبروں کو دستاویزی شکل میں محفوظ کرنا نظام صاحب کا پہلا پیار نہیں تھا۔ یہ شرف انقلاب کی جستجو کو حاصل تھا۔ ایک ایسا انقلاب جو نہ صرف اس ملک (اُس وقت کے ہندوستان) کو نوآبادیاتی طاقت سے چھٹکارا دلا سکے بلکہ غریب آدمی کو جاگیرداری نظام، لالچی سودخوروں یا آجروں کے استحصال سے آزاد کر سکے۔ ان کو اپنا آبائی گھر چھوڑے اور لاہور میں گھر بنائے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا ہے مگر ترقی پسند سیاستدانوں جو اٹک اور راولپنڈی کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، آزادی اور وقار کے لیے لڑنے والے اس بہادر مہم جو نوجوان نظام کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

ان کی دوسری محبت تعلیم دینا تھی اور نہ صرف انہوں نے اپنے شاگردوں کو انگریزی گرائمر اور ریاضی کلیے پڑھائے بلکہ ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی زندگی کسی مقصد کے لیے وقف کریں۔ غالباً ان بچوں میں سے جن کو انہوں نے پڑھایا طارق علی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، نہ صرف اس وقت وہ چھوٹے بچے تھے بلکہ اس وقت بھی جب وہ اپنی پہلی اہم کتاب لکھ رہے تھے انہوں نے میاں صاحب کی مہربانیوں کو تسلیم کیا۔ اور طارق علی کے چھوٹے بھائی مہر علی جب بھی آسٹریلیا سے وطن واپس آئے تو انہوں نے نظام صاحب کو کال کرنا ایک مقدس فریضے کی طرح سمجھا۔ اور یہ اس محبت کو تسلیم کرنے کی وجہ سے تھا جس سے نظام صاحب نے نوجوانوں کی راہنمائی کی اور حتیٰ کہ اپنے ساتھ کام کرنے والے ساتھیوں کی بھی۔ ایک انسان جس نے نظام صاحب کی بحیثیت استاد قابلیت سے غیر معمولی استفادہ حاصل کیا' وہ نسرین ملک ہیں جنہوں نے نظام صاحب سے شادی کی اور اُن کی انقلابی مزاج کو معتدل کیا۔ وہ بعد میں ایک بہترین استاد ثابت ہوئیں اور اُنہوں نے لاہور میں ہزاروں لڑکیوں کو پڑھایا اور بعدازاں مشہور لیڈی میکیگن سکول کی پرنسپل ریٹائر ہوئیں۔

نظام صاحب نے معمولی سی معلومات بھی حاصل کرنے کے لیے جس کو محفوظ کرنے اور جس کی درجہ بندی کرنے کی ضرورت تھی اُسکے لیے اخبارات در اخبارات اور دستاویزات در دستاویزات کو کھنگالا۔ انہوں نے خود کو مشہور ومعروف ایڈیٹرز فیض احمد فیض، مظہر علی، احمد علی خان، کے ایم آصف، اے ٹی چوہدری اور عزیز صدیقی جیسے افراد کے متوقع تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے تیار کیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ نہ صرف ان کے پڑھنے والے یہ جان سکیں کہ ان کے اردگرد کیا ہو رہا ہے بلکہ یہ بھی کہ آبپاشی (بند ڈیم) کا کام مکمل ہونے کے کئی سال کہ نہریں کیوں بنائی گئی تھیں یا یہ کہ تبت اور گوئٹے مالے میں کیا واقع ہو رہا تھا۔

روڈیشیا کے یک طرفہ اعلانِ آزادی کے بعد جونہی مزید جدید پیشرفت سامنے آتی تو نظام صاحب فوراً اپنے اسسٹنٹ کو بلاتے۔ اور بہت عرصہ تک ان کے پاس ایک ہی اسسٹنٹ رہا۔ ''42-A جلدی لاؤ بھائی'' اور متعلقہ فائل بمعہ اس دن کے مکمل اخباری تراشوں کے ساتھ ایڈیٹوریل لکھنے والے کی میز پر موجود ہوتا تھا تاکہ وہ اس میں سے موضوع کے متعلق مواد لے سکے۔ نظام صاحب ہر چیز قبل از وقت پوری کرنے کے خواہشمند ہوتے تھے۔

پاکستان ٹائمز سے ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے ایک اور کٹھن منصوبے کے بارے میں سوچا مگر مظہر علی خان کے پاس ان کے ہفت روزہ ویو پوائنٹ کے حوالے سے ان کے لیے ایک اور تصور تھا کہ ایک ایسا ریفرنس سیکشن ہو جیسا نظام صاحب نے پاکستان ٹائمز میں چھوڑا تھا۔ نظام صاحب اس موقع پر دوبارہ اٹھے اور تاریخ دانوں اور تحقیق کرنے والے افراد کے لیے نہایت عمدہ معلومات کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ نظام صاحب کے فن سے قلیل المدتی استفادہ حاصل کرنے والوں میں فرنٹیئر پوسٹ اور ڈان کا نام بھی شامل ہے۔ بطور نیوز آرکیوسٹ انہوں نے اپنا آخری قیمتی وقت پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو دیا جہاں انہوں نے 15 سال تک فرائض سرانجام دیئے، حتیٰ کہ بینائی کی کمزوری اور صحت کی خرابی سے مزید کام کرنا ممکن نہیں رہا۔

میاں نظام دین صاحب ایک نہایت ہی محنتی شخص تھے اور ہر شخص سے یہی توقع کرتے تھے کہ وہ بھی ان کی ہی طرح محنتی ہو۔ وہ اپنے کام کی جگہ پر ہمیشہ کام کے شروع ہونے کے وقت سے پہلے ہی موجود ہوتے تھے اور اس وقت تک دفتر میں موجود رہتے جب تک اس دن کا کام ختم نہ ہو جاتا۔ زندگی کے آخری سالوں تک بھی ان کے ذہن میں تعطیلات کو کوئی تصور نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے ریکارڈ کو اپنی زندگی سے زیادہ اہمیت دی۔ کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ ریکارڈ میں سے کچھ اس سیکشن کے احاطے سے باہر لے جائے، اگر کوئی شخص کوئی فائل کام کے حوالے سے لے جاتا اور وقت پر واپس نہ کرتا تو اسے سرزنش کا سامنا کرنا پڑتا۔

یہ بظاہر مشکل نظر آتا ہے کہ پاکستانی صحافت میں کوئی دوسرا نظام دین پھر آئے لیکن کسی بھی شخص کے لیے جو یہ چاہتا ہو کہ ہمارا میڈیا روز بروز ترقی کرے اور معتبر اور بروقت اطلاعات کی بنا پر مضبوط ہو' اُس کی راہنمائی کے لیے نظام صاحب کی شخصیت بہت اچھی مثال ثابت ہو سکتی ہے۔

ایچ آر سی پی میں کام کی نوعیت اخباروں میں کام کی نوعیت سے قدرے مختلف تھی۔ یہاں ان کو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی اقسام کی زمرہ بندی کرنا تھا۔ انہوں نے کامیابی سے بغیر کسی خاص تعاون حاصل کیے 250 موضوعات پر جامع فائل ترتیب دیں۔ وہ تمام معلومات جو ان کے ہاتھ سے گزریں ان کی حیرت انگیز یادداشت میں محفوظ ہو جاتیں اور وہ ضرورت پڑنے پر لوگوں کو مہیا کر سکتے تھے۔ بالآخر وہ ایک اہم خبروں کا چلتا پھرتا خزانہ بن گئے' جس میں سے کوئی بھی شخص کبھی بھی بغیر کھاتہ کھلوائے اپنی منشاء کی خبر نکلوا سکتا تھا۔ یہ بظاہر مشکل نظر آتا ہے کہ پاکستانی صحافت میں کوئی دوسرا نظام دین پھر آئے لیکن کسی بھی شخص کے لیے جو یہ چاہتا ہو کہ ہمارا میڈیا روز بروز ترقی کرے اور معتبر اور بروقت اطلاعات کی بنا پر مضبوط ہو' اُس کی راہنمائی کے لیے نظام صاحب کی شخصیت بہت اچھی مثال ثابت ہو سکتی ہے۔

(اُردو سے ترجمہ' بشکریہ ڈان)

لیاری کے غیر مسلم شہری عدم تحفظ کا شکار ہیں

کراچی ''وہ پانچ افراد تھے'' اس نے ایک بازو میں اپنے کم سن بچے کو تھامتے ہوئے اور دوسرے بازو میں اپنا چہرہ چھپائے ہوئے کہا۔ تین بچوں کی جواں سالہ ماں اور اجتماعی جنسی تشدد سے متاثرہ خاتون نے ایچ آر سی پی کی جانب سے کراچی پریس کلب میں بلائی گئی پریس کانفرنس میں اس طرح سے اپنی تکلیف بیان کرنا شروع کی۔

10 دسمبر کو انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر وہ موسیٰ لین کے قریب واقع اپنے چچا کے گھر جا رہی تھی جب اسے چند افراد نے روک لیا جنہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بھائی کو فون کر کے بلائے۔

''جب میں نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا تو وہ مجھے میری بہن کی سلاٹر ہاؤس میں واقع پرانی رہائش گاہ لے گئے۔ وہ جگہ خالی تھی۔ میری بہن دو ماہ پہلے گھر چھوڑ کر جا چکی تھی۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں اُنہوں نے مجھے بندوقوں اور گرنیڈوں سے دھمکاتے ہوئے مجھ پر تشدد کیا۔ یہ سلسلہ دو گھنٹے تک جاری رہا''۔

اس نے بتایا کہ بعد ازاں وہ اس وقت وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئی جب وہ لوگ اس کو کسی اور ٹارچر سیل منتقل کرنے کے دوران آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

یہ واقعہ 26 اکتوبر کے حملے کے نتیجہ تھا جب لیاری کے جرائم میں ملوث افراد سلاٹر ہاؤس جو کہ اس وقت تک عیسائیوں اور ہندوؤں کا ایک پرامن مسکن تصور کیا جاتا تھا میں داخل ہوئے اور مکینوں کو زدوکوب کیا۔

آج تقریباً 500 خاندان جو وہاں رہتے تھے۔ اُن کے سروں پر چھت نہیں ہے۔ ''ہم ایک سے دوسرے رشتے دار کے گھر منتقل ہوتے رہتے ہیں کیونکہ ہم اپنے گھر واپس نہیں لوٹ سکتے'' روبینہ یوسف نے کہا جس کے خاوند یوسف اقبال کو اس دن قتل کر دیا گیا تھا۔ ''وہ ایک غریب کباڑی تھا اپنی برداری کا خیال رکھتا تھا۔ وہ ان تمام لوگوں کی مشکلات حل کرنے کی کوشش کرتا تھا جو اس سے مدد مانگنے آتے تھے۔ لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے اور اس کے چار کمسن بچے اور بیوی بے گھر ہوگئے ہیں''۔ وہ رونے لگی۔ ''وہ لوگ دوپہر کے تقریباً بارہ بجے آئے۔ بچے اس وقت سکول میں تھے اور میں انہیں لینے کے لیے جانے والی تھی۔ جب چار سے پانچ افراد نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے میرے خاوند کے بارے میں استفسار کیا۔ وہ ان سے بات کرنے کے لیے باہر نکلی لیکن وہ اسے گھسیٹتے ہوئے اندر لے گئے۔

کچھ دیر بعد میں نے گولی کی آواز سنی۔ ایک چھوٹا سا لڑکا مجھے یہ بتانے کے لیے ہمارے گھر آیا کہ انہوں نے یوسف کو مار دیا ہے۔'' دریں اثنا گردونواح کے دیگر گھروں میں بھی لوٹ مار کی گئی۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا اُس وقت ہمارے بچے سکول میں پھنسے ہوئے تھے کیونکہ یہاں سے کوئی بھی انہیں لینے نہیں جا سکتا تھا۔ ہم یہاں پھنسے ہوئے تھے اور وہ وہاں۔ ہم میں سے کچھ لوگ رینجرز سے مدد حاصل کرنے کے لیے وہاں سے

> ہماری لڑکیوں کو ان کی مرضی کے خلاف مسلمانوں سے شادی کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ رضامند نہ ہوں تو انہیں جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور حتیٰ کہ قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے بیٹیوں کی بجائے بیٹوں سے نوازا ہے کیونکہ اب یہاں لڑکیوں کی پرورش کرنا خطرے سے خالی نہیں''۔

بھاگنے میں کامیاب ہوگئے جو کہ لیاری آپریشن کی وجہ سے پہلے ہی وہاں موجود تھی لیکن انہوں نے کہا کہ انہیں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں۔ ہم بے یارو مددگار تھے۔ ہم کسی طرح سے کوڑا کچرا پھینکنے والی جگہ کے راستے سے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ ہم اپنی قیمتی اشیا اور مال و اسباب وہیں چھوڑ آئے تھے۔

اُس نے کہا ''سلاٹر ہاؤس میں عیسائی اور ہندو 1916ء سے رہائش پذیر ہیں۔ اپنے مرحوم خاوند اور والدین کی طرح میں بھی وہیں پیدا ہوئی تھی۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے وہاں اچھے وقت بھی دیکھے ہیں لیکن اس کے علاوہ ایسا بھی ہوا ہے کہ ہماری لڑکیوں کو ان کی مرضی کے خلاف مسلمانوں سے شادی کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ رضامند نہ ہوں تو انہیں جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور حتیٰ کہ قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے بیٹیوں کی بجائے بیٹوں سے نوازا ہے کیونکہ اب یہاں لڑکیوں کی پرورش کرنا خطرے سے خالی نہیں''۔

ایچ آر سی پی سندھ کے نائب چیئر پرسن امرناتھ موٹومل کا کہنا ہے کہ شروع شروع میں لیاری میں ہندو بھی اتنی ہی تعداد میں تھے جتنا کہ عیسائی لیکن 25 فیصد ہندو خاموشی سے بھارت ہجرت کر گئے ہیں۔ سلاٹر ہاؤس میں اس وقت 90 فیصد عیسائی اور 10 فیصد ہندو ہیں لیکن 26 اکتوبر کے بعد دونوں برادریوں سے تعلق رکھنے والے لوگ پورے کراچی میں پھیل چکے ہیں۔

انہوں نے اس بات کی نشاندہی کرنے کے دوران کہا کہ سلاٹر ہاؤس ایک قیمتی اثاثہ تھا جس پر لیاری کے جرائم پیشہ گروہوں کے ساتھ ساتھ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں نے بھی نظر رکھی ہوئی ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ 2001ء میں کراچی میونسپل کارپوریشن (کے ایم سی) یہ بلاک اپنے لئے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ہم نے وہاں رہنے کے لیے حکم امتناعی حاصل کرنے کے لیے عدالت میں پٹیشن دائر کی جس کی سماعت 3 سے 4 سال تک جاری رہی اور بالآخر مذہبی اقلیتی مکینوں کے حق میں فیصلہ سنا دیا گیا۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق بھی جائیداد ہتھیانے سے ہے۔

ایچ آر سی پی کی چیئر پرسن زہرا یوسف نے کہا کہ اقلیتی بے گھر افراد جو کہ اپنے رشتے داروں کے ساتھ اختر کالونی، بلدیہ، منظور کالونی، کورنگی، لانڈھی اور ملیر وغیرہ جیسی جگہوں پر رہ رہے ہیں وہ اپنے ساتھ ہونے والے مظالم کے متعلق بات کرنے سے خوف زدہ ہیں۔ لیاری کے جرائم میں ملوث گروہ انہیں بے دخل کرنے کے بعد ان کے گھروں کو اسلحہ ذخیرہ کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ اگرچہ ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ 26 اکتوبر کو اقلیتی خاندانوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں میں رینجرز کا بھی ہاتھ ہے کیونکہ وہ خاموش تماشائی بنے رہے ہیں۔

پیٹر برنارڈ جن کا کہنا تھا کہ وہ لیاری کی مسیحی برادری کی نمائندگی کرتے ہیں نے بتایا کہ انہوں نے رینجرز کے سندھ کے ڈائریکٹر جنرل اور پولیس چیف کو بھی خط لکھا تھا لیکن مجرموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی تھی۔

''ہمارے لوگ جنہیں مسلسل دھمکایا جا رہا ہے انہیں کسی قسم کا تحفظ فراہم نہیں کیا گیا جس سے وہ اپنے گھروں کو لوٹ سکیں اور معمول کی زندگی کا آغاز کر سکیں۔ ان کے بچے سکول نہیں جا رہے''۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ ان خاندانوں پر بوجھ ہیں جن کے ساتھ انہوں نے نقل مکانی کی ہے۔ ہمارے مردوں کو مارنا اور ہماری خواتین کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانا انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے لیکن اس کی روک تھام کے لیے کچھ نہیں کیا جا رہا ہے۔

(رپورٹ مرتب کردہ: شازیہ حسین)

پاکستان کے انسداد دہشت گردی سے متعلق قانون سازی کے نظام میں خامیاں

پاکستان کے انسداد دہشت گردی سے متعلقہ قانون سازی کے نظام کے ارتقائی عمل کا جائزہ لینے سے یقیناً یہ پتہ چلتا ہے کہ دہشت گردی کی روک تھام کے لیے پاکستان کی جدوجہد کی تاریخ متعدد پیش رفتوں اور تبدیلیوں سے بھری پڑی ہے۔

1997 سے لے کر اب تک پاکستان کے انسداد دہشت گردی ایکٹ میں 1998 میں ایک مرتبہ، 1997 میں تین مرتبہ، 2000 اور 2001 میں ایک مرتبہ، 2002 میں دو مرتبہ، 2004 میں 3 مرتبہ، 2010,2009,2007,2005 میں ایک مرتبہ اور 2013 میں دو مرتبہ ترمیم کی گئی۔ انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 میں کی جانے والی ترامیم اور ان کے ناموں کے علاوہ پاکستان میں انسداد دہشت گردی سے متعلقہ دیگر ایکٹ مندرجہ ذیل فہرست میں درج کئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	انسداد دہشت گردی ایکٹ **1997** میں کی جانے والی ترامیم اور دیگر انسداد دہشت گردی ایکٹ	سال
1	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) ایکٹ 1998	1998
2	پاکستان دہشت گردی (ترمیمی) آرڈیننس 1999	1999
3	انسداد دہشت گردی (دوسرا ترمیمی) آرڈیننس 1999	1999
4	انسداد دہشت گردی (تیسری ترمیمی) آرڈیننس 1999	1999
5	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) آرڈیننس 2000	2000
6	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) آرڈیننس 2001	2001
7	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) آرڈیننس 2002	2002
8	انسداد دہشت گردی (دوسرا ترمیمی) آرڈیننس 2002	2002
9	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) ایکٹ 2004	2004
10	انسداد دہشت گردی (دوسرا ترمیمی) ایکٹ 2004	2004
11	انسداد دہشت گردی (دوسرا ترمیمی) ایکٹ 2005	2005
12	عبوری آئینی حکم نامہ نمبر ایک 2007 (پی سی او)	2007
13	الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا ایکٹ 2007	2007
14	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) آرڈیننس 2009	2009
15	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) آرڈیننس 2010	2010
16	انسداد منی لانڈرنگ ایکٹ، 2010	2010
17	تحقیقات برائے شفاف ٹرائل ایکٹ 2012	2012
18	انسداد دہشت گردی (ترمیمی) ایکٹ 2013	2013
19	فوجی انسداد دہشت گردی اتھارٹی بل 2013	2013
20	انسداد دہشت گردی (دوسرا ترمیمی) ایکٹ 2013	2013
21	تحفظ پاکستان آرڈیننس 2013	2013

آج نہ صرف انسداد دہشت گردی کا نظام ملکی مشن کے دائرہ کار سے باہر جا چکا ہے بلکہ دہشت گردی کی تعریف کو انتہائی وسیع کر کے مجرموں کی گرفتاری، مقدمہ سازی اور سزا یابی کے متعدد ذرائع متعارف کروائے گئے ہیں۔

تاہم جدید دور کی دہشت گردی سے نبرد آزما ہونے کے لیے ریاست کو قانونی طور پر تیار کرنے کے لیے انسداد دہشت گردی ایکٹ (1997) میں کی جانے والی مسلسل ترامیم کے باوجود پاکستان کی ریاست تاحال دہشت گردی کے واقعات کو کم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ یہ سیکشن انسداد دہشت گردی کے موجودہ نظام میں پائی جانے والی خامی کے علاوہ ان اسباب کا بھی جائزہ لے گا جو انسداد دہشت گردی کے قوانین کے موثر استعمال کے حوالے سے پاکستان کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کی وسعت

شاید انسداد دہشت گردی ایکٹ کی پہلی خامی ''دہشت گردی'' کی طویل تعریف ہے جس کی وجہ سے انسداد

دہشت گردی کی عدالتوں کا دائرہ کار ان کی استطاعت سے زیادہ وسیع ہوگیا ہے۔ انسداد دہشت گردی ایکٹ میں مسلسل ترامیم کی وجہ سے وہ جرائم جو انسداد دہشت گردی ایکٹ کے زمرے میں آتے ہیں، انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کا دائرہ کار وسیع ہوگیا ہے اور اس کے باعث اغواء، راہزنی، اسلحے کی سمگلنگ اور گروہی جنسی تشدد جیسے واقعات بھی اس میں شامل ہوگئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دہشت گرد طالبان کی نسبت دیگر جرائم میں ملوث افراد کے مقدمات کی سماعت کرنے کے باعث، انسداد دہشت گردی کی مخصوص عدالتوں زیر التواء مقدمات کی تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے۔ انسداد دہشت گردی کی مخصوص عدالتوں میں صرف ان مقدمات، جن میں ملزم کا کسی دہشت گرد تنظیم یا دہشت گردی کے ارادے سے تعلق ہو، کی سماعت کرنے کی بجائے اب ان مقدمات کی سماعت کررہی ہیں جن کی سماعت عام قانون مثال کے طور پر تعزیرات پاکستان کے تحت ہونی چاہئے۔

قانونی کارروائی کے بغیر مشتبہ افراد کی رہائی

انسداد دہشت گردی کی ایک اور تشویشناک خامی یہ ہے کہ زیر حراست بہت سے دہشت گردوں کو ان کی حراست کی معیاد ختم ہونے پر قانونی کارروائی کے بغیر رہا کردیا جاتا ہے۔ اگرچہ اصولی طور پر انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت کسی مقدمے کی تفتیش اور سماعت 7 دن کے اندر ہونی چاہئے، تاہم عملی طور پر صورتحال اس کے برعکس ہے۔ رہا ہونے والے مشتبہ افراد کی تعداد سماعت شدہ مقدمات کی کل تعداد سے زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر سابق پنجاب حکومت نے 182 تنظیموں سے تعلق رکھنے والے 152 مشتبہ افراد جنہیں انٹیلی جنس ایجنسیوں نے پنجاب کے مختلف علاقوں سے مشترکہ چھاپوں کے دوران گرفتار کیا گیا تھا، کو رہا کردیا۔ ان میں سے 56 افراد کو ان کی حراست کی مدت ختم ہونے پر رہا کیا گیا تھا۔ ایک اور ذرائع کے مطابق نئی منتخب ہونے والی پنجاب حکومت نے مئی 2013 میں دو کالعدم تنظیموں لشکر طیبہ اور سپاہ صحابہ کے 112 کارکنوں کو رہا کردیا۔ ان مشتبہ افراد کو سابق پنجاب حکومت جس کی قیادت شہباز شریف کررہے تھے، نے کوئٹہ میں جان لیوا فرقہ وارانہ تشدد جس کا نشانہ ہزارہ برادری بنی تھی، کے بعد گرفتار کیا تھا۔ اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ کسی مشتبہ شخص کے خلاف کون سے الزامات کئے جانے چاہئیں یا اس کی رہائی کا فیصلہ آئی ایس آئی، ایف آئی، آئی بی اور پولیس پر مشتمل مشترکہ تحقیقاتی ٹیمیں مشتبہ افراد سے تفتیشی مراکز، جہاں انہیں حراستی مراکز سے منتقل کیا جاتا ہے، میں تفتیش کرنے کے بعد کرتی ہیں۔ اگر وہ انہیں قصوروار تصور کریں تو اس پر جرم کا الزام عائد کیا جاتا ہے اور اسے ٹرائل کے لیے قریبی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں بھیج دیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر اسے رہا کردیا جاتا ہے۔ اس مرحلے پر ایک خامی یہ ہے کہ ایسا کوئی شفاف طریقہ کار موجود نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ مشتبہ دہشت گرد کو کن وجوہات کی بناپر رہا کیا گیا جبکہ دیگر افراد کو دہشت گردی کے الزام کے تحت حراست میں رکھا گیا۔

مستند شہادتوں کو اکٹھا کرنے اور اسے محفوظ رکھنے، تاکہ اسے عدالت میں پیش کیا جاسکے، کے لیے ایک باقاعدہ طریقہ کار کی کمی کا مسئلہ بھی تحفظ پاکستان ایکٹ کے موثر پن کے لیے ایک اور خامی ہے۔ چونکہ طاقتور اور خطرناک دہشت گردوں کے مقدمات میں گواہ فرار ہوجاتے ہیں اس لیے نہ صرف ثبوت کم یاب ہوجاتی ہیں بلکہ گواہ کو تحفظ فراہم نہ ہونے کے باعث یہ معاملہ مزید سنگین ہوجاتا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف شہادت اس وقت بھی کم یاب ہوجاتی ہے جب مشتبہ افراد کو مختلف مقامات سے تفتیش مراکز میں زیر حراست رکھا جاتا ہے۔ یہ بات خاص طور پر فاٹا کے حوالے سے درست ہے جو کہ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ ان علاقوں سے گرفتار کئے گئے دہشت گرد کو پہلے حراستی مراکز میں مقید کرکے رکھا جاتا ہے اور پھر ان علاقوں میں منتقل کردیا جاتا ہے جو انسداد دہشت گردی ایکٹ کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ ایسے مقدمات میں حراستی مراکز میں مشترکہ تحقیقاتی ٹیمیں مقامی چشم دید گواہان کے ساتھ براہ راست رابطے میں نہیں ہوتیں جو ملزم کے بارے میں قابل اعتبار شہادت فراہم کرسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں جب مشتبہ دہشت گردوں کو جائے وقوعہ سے گرفتار کیا جاتا ہے اور تفتیش کے لیے قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے پاس بھیجا جاتا ہے تو چونکہ ان دہشت گردوں کو پولیس نے گرفتار نہیں کیا ہوتا اس لیے وہ جائے وقوعہ کا معائنہ کرنے اور ہتھیار برآمد کرنے نہیں جاتے یا بازیاب شدہ اشیاء کی فہرست تیار نہیں کرتے۔

ان کی شہادت کا واحد ماخذ ان فوجی اہلکاروں کے چشم دید بیانات جنہوں نے انہیں گرفتار کیا ہوتا ہے، اور ان کی فراہم کردہ شہادتیں ہوتی ہیں۔ ایسی صورتحال کا نتیجہ عام طور پر یہ نکلتا ہے کہ جب یہ مقدمہ عدالت میں لایا جاتا ہے تو الزام کی حمایت میں پیش کی جانے والی شادت میں بہت سی خامیاں ہوتی ہیں اور مشتبہ دہشت گردی کی وکالت کرنے والا ایک مستند وکیل انہیں با آسانی اپنے موکل کے فائدے کے لیے استعمال کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ نتیجے کے طور پر دہشت گرد فوری طور پر ضمانت پر رہا ہوجاتا ہے، اسے معصوم قرار دے دیا جاتا ہے یا معمولی سی سزا سنائی جاتی ہے۔ اس وقت مسلح افواج کے ذریعے کسی دہشت گرد کو گرفتار کرنے کا سارا عمل بے کار ہوجاتا ہے۔

> بدقسمتی سے پاکستان کے پولیس کے نظام کی غفلت' نا اہلی اور بدعنوانی نے نہ صرف بڑی حد تک سنگین جرائم میں ملوث افراد کے مقدمات بلکہ کئی طریقوں سے مشتبہ دہشت گردوں کے مقدمات کی سماعت میں تاخیر میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر عدالت میں مقدمات کی سماعت کا آغاز صرف چالان تیار کرنے کے بعد ہوسکتا ہے۔ پاکستان کی پولیس یا تو بدعنوانی' رشوت یا پھر مہارت کے فقدان کی وجہ سے اکثر اوقات وقت پر چالان تیار کرنے میں ناکام رہتی ہے لہٰذا عدالتوں کے پاس ان مقامات کی سماعت ملتوی کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

پولیس کا ناقص نظام

ہمارے ملک کی پولیس کا ناقص نظام بھی شاید وہ اولین وجہ ہے جو انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کی فوری ٹرائل کے انعقاد کی قابلیت میں ناکامیوں سے منسوب ہے۔ پاکستان میں پولیس کا موجودہ نظام اس نظام کا تسلسل ہے جو برطانیہ نے 1861 میں برصغیر کے لیے تشکیل دیا تھا اور یہ نظام اس وقت کی سماجی، سیاسی اور انتظامی ضروریات کے مطابق تھا۔ آج نہ صرف دنیا میں ٹیکنالوجی ترقی کرچکی ہے بلکہ خطرات کی نوعیت بھی مکمل طور پر تبدیل ہوچکی ہے۔ ماسوائے ترقی یافتہ ممالک کے جہاں کی پولیس انتہائی تربیت یافتہ اور جدید اسلحے سے لیس ہے، پاکستان میں پولیس کو فراہم کیا جانے والا تربیتی مواد دقیانوسی ہے جبکہ یہ طرائق کار کے لحاظ سے بھی غیر معیاری ہے۔

یہاں کارکردگی کی جانچ کا نظام بھی موجود نہیں ہے۔ ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کے مطابق بدقسمتی سے پاکستان کی پولیس ملک کے بدعنوان ترین اداروں میں سے ایک ہے۔

یہ صورتحال پاکستان کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے کیونکہ ضلعی سطح تک معاشرے کا پہلا رابطہ پولیس سے ہوتا ہے اور ان کی قابلیت اس سطح پر دہشت گردی کا سراغ لگانے اور اسے کافی حد تک کم کرنے میں مدد دے گی۔ بدقسمتی سے پاکستان کے پولیس کے نظام کی غفلت' نا اہلی اور بدعنوانی نے نہ صرف بڑی حد تک سنگین جرائم میں ملوث افراد کے مقدمات بلکہ کئی طریقوں سے مشتبہ دہشت گردوں کے مقدمات کی سماعت میں تاخیر میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر عدالت میں مقدمات کی سماعت کا آغاز صرف چالان تیار

کرنے کے بعد ہوسکتا ہے۔ پاکستان کی پولیس یا تو بدعنوانی ‘رشوت یا پھر مہارت کے فقدان کی وجہ سے اکثر اوقات وقت پر چالان تیار کرنے میں ناکام رہتی ہے لہٰذا عدالتوں کے پاس ان مقامات کی سماعت ملتوی کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ ان مقدمات کی سماعت میں تاخیر اس قانون کی پامالی کا باعث بنتی ہے جو انسداد دہشت گردی ایکٹ (1997ء) کا حصہ ہے جس کے مطابق ایک مشتبہ شخص کے مقدمے کی سماعت 7 دن کے اندر مکمل ہوجانی چاہیے۔ علاوہ ازیں جب چالان جاری کئے جاتے ہیں اور مقدمات کی سماعت کا وقت آتا ہے تو پولیس جو کہ قیدیوں کو عدالت لے جانے اور ان کی حفاظت کی ذمہ دار ہے‘ اکثر مقدمات کی سماعت والے دن انہیں عدالت لانے میں ناکام رہتی ہے۔

پاکستان کے پولیس نظام میں بدعنوانی کو بھی جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کی موجودگی کا ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے۔ اکثر اوقات‘ بالخصوص پاکستان کے دیہی علاقوں میں پولیس رقم کے بدلے جھوٹے مقدمات درج کر لیتی ہے۔ نتیجتاً نہ صرف بے گناہ لوگوں کو حقیقی مجرموں کے ساتھ جیل میں بند کر دیا جاتا ہے بلکہ یہ جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کی موجودگی کا بھی باعث بنتا ہے اور اس طرح عدالتوں کے پاس مقدمات کا ذخیرہ اکٹھا ہوجاتا ہے۔ ایسی وجوہات فوری طور پر پاکستان کے پولیس کے نظام کی کارکردگی کی جانچ اور اصطلاح کا تقاضہ کرتی ہیں۔ اگر پولیس حسب ضرورت لیس ہو اور تربیت یافتہ ہو تو پاکستان میں بالخصوص ضلعی سطح پر دہشت گردی کے واقعات پر نظر رکھی جا سکتی ہے۔ حالانکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت نے پاکستان کی پولیس کی اصلاح کرنے اور ایک ایسی اعلیٰ درجے کی سروس میں تبدیل کرنے کا عہد کیا تھا جسے عملیاتی خودمختاری حاصل ہو اور یہ تمام مالیاتی اور انتظامی دباؤ سے آزاد ہو تاہم ابھی تک ایسے کسی بھی وعدے کو پورا نہیں کیا گیا۔

پاکستان میں اندرونی تحفظ کی ذمہ داری عملی طور پر مسلح افواج، رینجرز، ایف سی اور انٹیلی جنس اداروں کو سونپ دی گئی ہے جن کا نظم و نسق پولیس کی بجائے فوج کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ نتیجتاً پاکستان کی پولیس کبھی بھی اتنی تربیت یافتہ نہیں رہی کہ وہ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے اور سکیورٹی برقرار رکھنے میں موثر اور کارگر ثابت ہوسکے۔ سپریم کورٹ کے ایک وکیل اور سابق قائم مقام وزیر قانون احمر بلال صوفی کے مطابق پاکستان میں پولیس افسران اس قانونی حکم نامے کے بارے میں بھی ٹھیک طرح سے نہیں جانتے جس کے تحت وہ کام کر رہے ہیں۔ سابق قائم مقام وزیر قانون نے پولیس کے قانون‘ جس کے تحت ملک بھر کے پولیس افسران کام کر رہے ہیں‘ کی قانونی حیثیت معلوم کرنے کے لیے ایک مشق کا انعقاد کیا۔ نتائج سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے طرائق کار میں یکسانیت ناپید تھی۔

علاوہ ازیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ جائے وقوعہ سے شواہد حاصل کرنے کے حوالے سے بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ ایسے جدید اور میعاری عملیاتی طرائق کا موجود ہیں جن کے بارے میں ہماری پولیس جانتی تک نہیں۔ یہ طرائق کار گواہوں کی بجائے کافی حد تک لیبارٹریوں پر انحصار کرتے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں شہادت کا واحد ماخذ وہ گواہ ہوتا ہے۔ جو خود کو تحفظ حاصل نہ ہونے کے باعث کہیں فرار ہو جاتا ہے۔ پولیس کے پاس دوسرا راستہ مشتبہ افراد پر جسمانی تشدد کے ذریعے جھوٹی شہادت کا حصول ہے۔ چونکہ ایسے مقدمات میں ایف آئی آر عدالتی مقدمہ تیار کرنے کے حوالے سے نامکمل یا ناقص معلومات پر مبنی ہوتی ہے اس لیے یہ ناقص مقدمہ سازی کا باعث بنتی ہیں۔

پاکستان میں اندرونی تحفظ کی ذمہ داری عملی طور پر مسلح افواج، رینجرز، ایف سی اور انٹیلی جنس اداروں کو سونپ دی گئی ہے جن کا نظم و نسق پولیس کی بجائے فوج کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ نتیجتاً پاکستان کی پولیس کبھی بھی اتنی تربیت یافتہ نہیں رہی کہ وہ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے اور سکیورٹی برقرار رکھنے میں موثر اور کارگر ثابت ہوسکے۔

مشتبہ دہشت گردوں کے لئے ہائی سکیورٹی جیل کی عدم موجودگی اور دیگر متعلقہ خامیاں

پاکستان میں جیل کا نظام اتنا ہی بدعنوان اور عیب دار ہے جتنا کہ اس کا سیاسی نظام۔ یہ بات اپریل 2012ء میں بنو جیل اور اس سال 30 جولائی کو ڈی آئی خان کی سنٹرل جیل پر ہونے والے حملوں کے بعد صاف طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔ جو بات انتہائی بے معنی ہے وہ یہ ہے کہ اندرونی سلامتی کو درپیش مسلسل خطرات اور سینکڑوں دہشت گرد حملوں، جن میں ہزاروں جانیں ضائع ہوچکی ہیں‘ کے باوجود اس کرہ ارض کے خطرناک ترین ممالک میں سے ایک، پاکستان میں ایک بھی ہائی سکیورٹی جیل نہیں ہے۔ ہائی سکیورٹی جیل کی مدد سے نہ صرف خطرناک ترین دہشت گرد قیدیوں کو دیگر معمولی جرائم میں ملوث افراد سے علیحدہ رکھا جا سکے گا بلکہ مشتبہ دہشت گردوں کو بھی سخت سکیورٹی اور نگرانی میں رکھا جا سکے گا جو کہ مستقبل میں کسی جیل حملے سے بچنے کے لیے ناگزیر ہے۔ خیبر پختو خواہ جو کہ ایک ایسا صوبہ ہے جو کہ خاص طور پر دہشت گردی سے متاثر ہوا ہے وہاں کم از کم ایسی ایک جیل ہونی چاہئے تھی۔ اس سے بھی زیادہ تشویش ناک بات یہ ہے کہ صوبے میں بھی مشتبہ دہشت گردوں کو ان قیدیوں کے ساتھ ایک ہی جیل میں رکھا جاتا ہے جو ریمانڈ پر لائے گئے قیدی‘ کم عمر قیدی اور پہلی مرتبہ یا معمولی جرائم کا ارتقاب کرنے والے افراد ہو سکتے ہیں۔ معمولی جرائم میں ملوث قیدیوں اور خطرناک دہشت گردوں کو علیحدہ نہ کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس بات کا غالب امکان ہوتا ہے کہ موخر الذکر کا عقیدہ اول الذکر پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ موجودہ جیل کے نظام کی ایک اور خامی یہ ہے کہ قیدیوں کی سرگرمیوں کے علاوہ جیل کے عملے کی چشم پوشی کا جائزہ لینے کے لیے سی سی ٹی وی کیمرے مناسب تعداد میں نصب نہیں کئے گئے ۔ حالانکہ چاروں صوبوں میں سی سی ٹی وی کیمرے نصب کرنے کے لیے فنڈز جاری کئے گئے تھے‘ تاہم یہ ٹیکنالوجی تمام جیلوں کو شاذ و نادر ہی فراہم کی گئی تھی۔ علاوہ ازیں جیل انتظامیہ کے اہلکاروں کی ناکافی تربیت اور کم تنخواؤں کی وجہ سے جیل سپرٹینڈنٹ جیلوں میں نظم و ضبط برقرار رکھنے میں سست روی کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ وہ قیدیوں کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے کی بجائے آزادانہ طور پر رشوت بدعنوانی میں ملوث ہوتے ہیں اور اس طرح خطرناک جنگجوؤں کو موبائل فون کی باآسانی فراہمی میں مدد ملتی ہے ۔ چنانچہ جرائم میں ملوث افراد اور جنگجو جیل کی دیواروں کے اندر رہ کر اپنے پیروکاروں کی جانب سے ملک بھر میں کی جانے والی دہشت گردی کی کارروائیوں پر باآسانی نظر رکھتے ہیں اور ہدایات جاری کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ پولیس اور جیل اہلکار بھی اعتراف کرتے ہیں کہ پاکستان میں جیلوں کا غیر مزاحم ماحول کا خاص طور پر موبائل فونز کی آسان نقل و حرکت اور پیسوں کی خاطر جیل کی عملے کی عمومی چشم پوشی نے خطرناک دہشت گردوں کو وسیع پیمانے کی جانے والی مجرمانہ سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کا موقع دیا ہے۔

چونکہ جیلوں میں موبائل فون باآسانی دستیاب ہیں اس لیے زیر حراست جنگجو جیل سے باہر اپنے ساتھیوں کو متواتر فون کالز کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے اگلے اقدام کی منصوبہ بندی کر سکیں۔ انٹیلی جنس ایجنسیوں نے اکثر یہ فون کالز ٹیپ کی ہیں۔ مثال کے طور پر 2010ء میں انٹیلی جنس ایجنسیوں نے تیمر گرہ کی ایک جیل جو کہ خیبر پختو خواہ کے ضلع دیر زیریں میں واقع ہے اور جہاں 300 سے زائد مشتبہ دہشت گرد قید تھے‘ سے کی جانے والی متعدد ٹیلی فون کالز ٹیپ کی ہیں۔ کوئٹہ کی جیل انتظامیہ نے بھی اپنے کچھ اہلکاروں کو اس وقت معطل کر دیا جب انہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے جنگجو قیدیوں کو موبائل فون فراہم کیے تھے۔ زیر حراست انتہائی خطرناک جنگجوؤں کی

سرگرمیوں کی روک تھام میں پاکستان کے جیل کے نظام کی نااہلی 2008ء کے ایک وقوعے میں شرمناک طور پر عیاں ہوگئی حیدرآباد جیل سے ڈینئل پرل کے قاتل عمر سعید شیخ نے اپنے موبائل فون سے صدر پاکستان، چیف آف آرمی سٹاف اور ہندوستانی وزیرخارجہ کے آپریٹر کو دھوکہ دہی پر مبنی کالز کیں۔ وہ برطانیہ کی رجسٹرڈ سم استعمال کر رہا تھا اور اس نے یہ کالز 26/11 کے ممبئی حملوں، جس کی وجہ سے دو پڑوسی ایٹمی طاقتوں کے تعلقات پہلے ہی کشیدہ تھے، سے محض چند دن بعد کی تھیں۔ اس کال کی وجہ سے پیدا ہونے والی غلط فہمی نے دونوں ممالک کو قریب قریب جنگ کے دہانے پر لاکھڑا کیا تھا۔

موبائل فون تک قیدیوں کی آسان رسائی کے مسئلے کا سد باب کرنے کے لیے پاکستان کی جیل انتظامیہ نے جیلوں میں موبائل فون کو ناکارہ بنانے والی ڈیوائسیں نصب کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ جنگجوؤں اور جیل سے باہر ان کے ساتھیوں کے درمیان موبائل کے ذریعے ہونے والے رابطوں کو روکا جاسکے۔ تاہم پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ چاروں صوبوں کی جیلوں کے انسپکٹر جنرلز نے انسانی حقوق سے متعلقہ سینیٹ کمیٹی کو مئی 2011ء میں ایک اجلاس کے دوران مطلع کیا کہ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی نہ صرف ان کی جیل میں موبائل جام کرنے والی ڈیوائسیں نصب کرنے کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں میں رکاوٹ ڈال رہی تھی بلکہ اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ کراچی کی سینٹرل جیل میں پہلے سے نصب شدہ موبائل جام کرنے والی ڈیوائسیں ہٹا دی جائیں۔ جیل کے ایک سینئر افسر نے کہا کہ یہ بات یقینی طور پر قابل غور تھی کہ آیا پی ٹی اے ہماری طرفدار تھی یا قدیوں کی۔

یہ بات واضح ہے کہ پاکستان کے انسداد دہشت گردی کے نظام کی ترجیحات کا آغاز ایک ہائی سکیورٹی جیل کے قیام اور تمام جیلوں میں سی سی ٹی وی کیمروں اور موبائل جام کرنے والی ڈیوائسوں کی تنصیب سے ہونا چاہیے۔ اس طرح سے نہ صرف جیل عملے کو آزادانہ طور پر بدعنوانی میں ملوث ہونے سے روکا جاسکے گا بلکہ جنگجو قیدی بھی جیل کی دیواروں کے اندر رہ کر فون کالز کرنے میں ناکام رہیں گے۔ مزید برآں ایک فوری ضرورت یہ بھی ہے کہ ان کے مقدمات کی فوری سماعت مقررہ وقت کے اندر ہو تاکہ قیدیوں کو اپنے جرم کی سزا ملے اور باقی تمام دہشت گردوں کو تشدد کی مزید کارروائیوں کا ارتقاب کرنے سے روکا جاسکے اور ان قیدیوں کی گنجائش سے زیادہ تعداد کے باعث جیل کے عملے کو ان کی سرگرمیوں کی نگرانی میں مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ان تمام جیل اہلکاروں کے خلاف بھی سخت کارروائی کرنے کی ضرورت ہے جو رشوت، بدعنوانی یا کسی اور قسم کی چشم پوشی جو کہ انصاف کے نظام میں رکاوٹ بن رہی ہے، میں ملوث ہیں۔

مزید پروبیشن افسروں اور پیرول افسروں کی بھی ضرورت ہے۔ ان قیدیوں کی بحالی کے نظام کی بھی ضرورت ہے جو ایسے ماحول سے رہا ہوتے ہیں تاکہ ان پر دہشت گرد قیدیوں کے عقیدے کے اثرات کا خاتمہ کیا جاسکے۔ لاہور کی جیل کے ایک سابق اہلکار کے مطابق ان جیل محافظوں اور افسران کے لیے نگرانی اور نگہداشت کے لیے ایک باقاعدہ نظام کی ضرورت ہے جو ان مذہبی انتہا پسندوں کے عقائد سے

> جیل انتظامیہ کے مطابق موبائل فون رکھنے والے جنگجو قیدی اکثر ان ججوں کو دھمکی آمیز فون کرتے ہیں جو ان کے مقدمات کی سماعت کر رہے ہوتے ہیں۔ **2010**ء میں اطلاعات کے مطابق متعدد خطرناک جنگجوؤں کو اس وقت مقدمات سے بری کر دیا گیا جب ان کے مقدمات سے متعلقہ ججوں اور گواہوں کو ان کی جانب سے دھمکی آمیز فون کالز موصول ہوئیں۔

متاثر ہوسکتے ہیں جن کے ساتھ وہ اپنے نظریاتی نقطہ نظر کے بارے میں تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ ایسا کوئٹہ میں ہوا تھا جہاں کالعدم لشکر جھنگوی جو ایک سنی تنظیم ہے، جیل کے عملے کی مدد سے، جو کہ ان کے جیسا نقطہ نظر رکھتے تھے، اپنے زیر حراست اراکین کے ساتھ رابطہ قائم رکھے ہوئے تھی۔ یہ تنظیم اس طریقے سے دیگر قیدیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر رہی تھی۔

پاکستان کے جیل کے نظام میں مندرجہ بالا کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ دہشت گرد حملوں اور جیلوں پر حملوں کے بڑھتے ہوئے واقعات کو موثر انداز سے کم کرنے کے لئے پولیس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے جیل کے نظام کے لیے باقاعدہ احتساب اور شفافیت بھی ضروری ہے۔

ججوں، استغاثہ کے وکیلوں اور گواہوں کی تحفظ کا فقدان

مشتبہ دہشت گردوں کے مقدمات کی سماعت میں ایک اور رکاوٹ ججوں، استغاثہ کے وکیلوں اور گواہوں کے سکیورٹی خدشات ہیں۔ انسداد دہشت گردی ایکٹ کی سب سے بڑی خامی شاید خطرناک دہشت گردوں کے مقدمات کی سماعت کے وقت گواہان کی عدم موجودگی ہے۔

گواہ اور جج انسداد دہشت گردی کے لیے موثر مقدمہ سازی کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ گواہان کے بغیر کسی مشتبہ شخص کو سزا دلانے کے لیے شہادت کا ملنا انتہائی مشکل ہے۔ جب گواہان یہ محسوس کرتے ہیں کہ جنگجو تنظیموں کے اراکین، جن سے اس ملزم کا تعلق ہوتا ہے، سے ان کے اہل خانہ اور انہیں خطرہ لاحق ہے تو وہ فرار ہوجاتے ہیں۔ ایک قابل ذکر کیس جیو ٹی وی کے رپورٹر بابر ولی کے قتل کا ہے۔ اس مقدمے کے تفتیش کار شدید خوف محسوس کرتے تھے اور ان میں سے چار متاثرین، جو قابل اعتبار شہادت فراہم کرسکتے تھے، کو قتل کر دیا گیا۔ عدالتی کارروائی کہ دوران مقدمے کے تمام گواہان کو قتل کر دیا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سندھ حکومت نے گواہان کے تحفظ کا نظام تشکیل نہیں دیا تھا جس کا مطالبہ سپریم کورٹ نے بہت عرصہ پہلے کیا تھا۔

ستمبر 2013ء میں سندھ کی صوبائی اسمبلی نے اس حوالے سے قانون سازی کی منظوری دی۔ اس کے باوجود اس سے متعلقہ جامع قانون اور انسداد دہشت گردی سے متعلقہ قانونی سازی کے دیگر متعدد پہلوں کو صوبائی اور وفاقی سطح پر تاحال نافذ نہیں کیا گیا۔

جیل انتظامیہ کے مطابق موبائل فون رکھنے والے جنگجو قیدی اکثر ان ججوں کو دھمکی آمیز فون کرتے ہیں جو ان کے مقدمات کی سماعت کر رہے ہوتے ہیں۔ 2010ء میں اطلاعات کے مطابق متعدد خطرناک جنگجوؤں کو اس وقت مقدمات سے بری کر دیا گیا جب ان کے مقدمات سے متعلقہ ججوں اور گواہوں کو ان کی جانب سے دھمکی آمیز فون کالز موصول ہوئیں۔ بعض اوقات وہ جج جو کسی دہشت گرد کو سزا دینے کے نتائج سے خوفزدہ ہوتے ہیں، مقدمے میں قانونی خامیاں تلاش کرتے ہیں جو ان کی رہائی کا سبب بنتا ہے۔ اس کا نتیجہ یقینی طور پر ناانصافی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس کی وجوہات کا تعلق گواہان، ججوں اور استغاثہ کے وکیلوں کی عدم موجودگی سے ہے جو یا تو مجرم کی رہائی یا ان کے مقدمات کی سماعت میں مزید تاخیر کا باعث بنتی ہے۔

زیرغور مقدمات اور اے ٹی سی کے مقدمات کے ٹائم فریم کی مسلسل خلاف ورزی

انسداد دہشت گردی ایکٹ (1997ء) میں ایک وراثتی خامی یہ ہے کہ اس کا ٹائم فریم صرف 7 معمولات کے دن ہیں جس میں نہ صرف دہشت گردی کے مقدمے کی تفتیش بلکہ عدالت میں سب کی سماعت کو بھی اختتام پذیر ہونا ہے۔ سیکشن 19 کی ذیلی دفعہ (7) جو کہ انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کی کارروائی اور طاقت کے متعلق ہے، میں درج ہے۔ ''انسداد دہشت گردی کی عدالت مقدمے کے متعلق آگاہی لے گی اور روزانہ کی بنیاد پر مقدمے کی سماعت کر کے معمولات کے سات روز کے اندر مقدمے کے متعلق اپنا فیصلہ دے گی۔ اس میں ناکامی کی صورت میں متعلقہ ہائی کورٹ جج

کوایک درخواست دینا ہوگی تا کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تیز رفتاری سے مقدمے کو بنٹانے کیلئے مناسب ہدایات دی جاسکیں'۔

یہ بات کافی دلچسپی کی حامل ہے کہ پاکستان میں کبھی بھی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے سات دن کے اندر دہشت گردی کا ایک بھی مقدمے کی کارروائی مکمل نہیں کی۔اس کے برعکس دہشت گردی کے مقدمات مہینوں چلتے رہے۔اس وقت بھی پنجاب میں موجود 14انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں 1100مقدمات زیر التواء ہیں۔راولپنڈی کی اے ٹی سی میں 51مقدمات جبکہ اسلام آباد میں15مقدمات التوا کا شکار ہیں۔

ان میں سے کچھ مقدمات عوام کی توجہ حاصل کرنے والے اور اہمیت کے حامل ہیں جو کہ کئی سالوں سے التواء کا شکار ہیں۔علاوہ ازیں سیکشن19 کی ایک دوسری ذیلی میں انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کی سماعت کو ملتوی کرنے سے روکتی ہے،''کسی بھی مقصد کے لیے تاوقتیکہ (انکی رائے میں) اگر یہ انصاف کے لیے ضروری ہے'' اور کسی بھی مقدمے میں کوئی بھی التواء'' دو معمول کے دنوں سے زیادہ'' نہیں ہونا چاہیئے۔ اس قانون کے برعکس، انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں، دہشت گردی کے مقدمات مسلسل کئی ہفتوں اور حتیٰ کہ کئی مہینوں سے زیر التوا ہیں۔

راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں جو سب سے پرانا کیس ہے وہ جنرل مشرف پر 2003میں ہونے والے خودکش حملے کے متعلق ہے جب وہ صدارت کے عہدہ پر براجمان تھے۔ یہ کیس سول لائنز پولیس کی طرف سے درج کرایا گیا تھا۔ راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی عدالت نے دوشہریوں پر کیس چلایا؛ رانا محمد فقیر اور جمشید رضا جو کہ مبینہ طور پر اس حملے میں شامل تھے۔رانا محمد فقیر جن کی عمر 65سال ہے ان پر الزام ہے کہ انہوں نے اپنی بارود سے بھری گاڑی جناح پارک راولپنڈی کے سامنے پارک کی جہاں سے صدر کا قافلہ گزرنا تھا۔اگرچہ بارود سے بھری گاڑی دھماکہ نہ کرسکی، تاہم ان کو دو سال بعد 2005میں شامل ہونے کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا اور اس وقت سے اب تک وہ اڈیالہ جیل میں قید ہیں اور اپنے مقدمے کی سماعت کا انتظار کررہے ہیں۔اس مقدمے میں 165 گواہ تھے جن میں سے 56افراد کے اس منصوبے 2003 سے اب تک بیانات قلمبند کئے گئے ہیں۔ جنرل ریٹائرڈ مشرف پر اس حملے کے متعلق ایک متوازی مقدمہ 2004 سے فوجی عدالت میں بھی چل رہا ہے جس میں 12مجرم شامل ہیں جن میں زیادہ تر حاضر سروس فوجی ہیں۔ان میں سے ایک مجرم جو اس مقدمے میں شامل ہے وہ رانا محمد فقیر کا بیٹا، رانا نوید ہے۔

راولپنڈی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں جو دوسرا سب سے پرانا مقدمہ زیر التواء ہے جو کہ کافی اہمیت کا حامل ہے وہ سابقہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کا قتل ہے۔ بے نظیر بھٹو کو 27دسمبر 2007 کو ایک ریلی میں ایک خودکش حملے کے بعد گولی مار کر قتل کیا گیا تھا۔ مقدمے کی سماعت 2008 تک جاری رہی۔اس مقدمے میں شامل ملزمان کے ناموں میں ریٹائرڈ جنرل مشرف اور دو اعلیٰ پولیس افسران اور تحریک طالبان کے قائدین کے نام شامل ہیں۔اس مقدمے میں 100 گواہان کے نام تھے مگر اس وقت تک صرف 16 گواہوں کے بیانات قلمبند کئے گئے ہیں۔راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں تیسرا بڑا اہمیت کا حامل مقدمہ جو زیر التواء ہے وہ 26/11 کو ہونے والے ممبئی حملہ جو انڈیا میں ہوا تھا اور نتیجتاً166لوگ قتل ہوئے تھے، کے متعلق ہے۔ملزمان میں 7پاکستان مشتبہ افراد کے نام شامل ہیں جن میں لشکر طیبہ کے کمانڈر ذاکر رحمان لکھوی، مظہر اقبال، عبدالواحد، حماد امین صادق، جمیل احمد، شاہد جمیل ریاض اور یونس انجم شامل ہیں۔گواہوں کی ایک طویل فہرست ہے جن کے بیانات قلمبند کرنا اور جرح کرنا ابھی باقی ہے تا کہ مقدمہ کی واضح نوعیت سامنے آسکے۔اس مقدمہ کی ابھی تک کی قانونی کارروائی میں پیش قدمی نہ ہونے کے برابر ہے۔ 2009 سے 2013 تک یہ مقدمہ راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں چلتا رہا اور پھر 15جون 2013 میں نئی بننے والی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں منتقل ہوگیا۔ بے نظیر بھٹو اور ممبئی حملوں کے مقدمات میں کونسل کی درخواست پر مقدمہ کی سماعت 50 مرتبہ ملتوی ہوئی۔

> چالان جمع نہ کرانے کے علاوہ، انسداد دہشت گردی کی عدالت میں سماعت کا مسلسل ملتوی ہونا بھی مشتبہ دہشت گردوں کے خلاف قانونی کارروائی نہ کرسکنے کی بنیادی وجہ ہے۔

چالان جمع نہ کرانے کے علاوہ، انسداد دہشت گردی کی عدالت میں سماعت کا مسلسل ملتوی ہونا بھی مشتبہ دہشت گردوں کے خلاف قانونی کارروائی نہ کرسکنے کی بنیادی وجہ ہے۔فیڈرل انویسٹی گیشن اتھارٹی (ایف آئی اے) کے ایک سرکاری پراسیکوٹر کا یہ کہنا ہے کہ زیادہ تر ڈیفنس کونسل پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ وہ مقدمے کی کارروائی میں تاخیر کا سبب ہے کیونکہ وہ ہی مسلسل سماعت کو ملتوی کرنے کی درخواست کرتی ہے۔ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ دہشت گردوں کے کچھ وکلاء حضرات کے ساتھ روابط ہیں اور وہ کامیابی سے گواہان، تفتیشی افسران اور کچھ مقدمات میں جج پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔دہشت گرد عدالتی کارروائی کو بغور دیکھتے ہیں اور پھر گواہان کو اور ججز کو دھمکیاں دیتے ہیں تا کہ سماعت کے التواء کو یقینی بنایا جاسکے۔ صداقت علی خان جو کہ پنجاب کے پراسیکیوٹر ہیں، یہ بات محسوس کرتے ہیں کہ اگرچہ پراسیکیوشن کو ہی ہمیشہ دہشت گردی کے مقدمات میں التواء کی وجہ نہیں ٹھہرایا جاسکتا تاہم چند مقدمات میں پراسیکیوشن کی نا اہلی مسلسل تاخیر کی وجہ بنی۔ مثال کے طور پر 25مئی 2010 سے 25جون 2013 تک بے نظیر بھٹو کے قتل کے مقدمے میں سات مرتبہ نئے چالان جمع کرائے گئے جس میں ہمیشہ ایک نئے ملزم کا اضافہ ہوتا تھا۔ اتنے بہت سارے چالان جن میں پھر نئی معلومات مہیا کی جاتی تھیں کا مطلب یہ ہے کہ مقدمے کی سماعت کا آغاز نئے سرے سے کیا جائے۔

غالبًا یہ صرف حکومتی پراسیکیوٹرز اور ججز کو دہشت گردوں کی طرف سے موصول ہونے والی دھمکیوں کا سبب نہیں ہے کہ عدالتوں میں بروقت قانونی کارروائی مکمل نہیں ہو پارہی۔اس کی بڑی وجوہات رضامندی کا نہ ہونا، غیر ذمہ دارانہ رویہ اور احتساب کے فقدان کی وہ عمومی فضا ہے جس کی وجہ سے پراسیکیوٹرسست روی کا شکار ہیں اور انسداد دہشت گردی کے قوانین کی تعمیل ادھوری ہے۔مثال کے طور پر لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس منظور ملک جو کہ پنجاب کے تمام انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کے انتظامی جج بھی ہیں، نے 16جنوری 2012 کو ایک حکم جاری کیا کہ پنجاب کی تمام انسداد دہشت گردی کی عدالتیں جون 2012 تک اپنی روزانہ کی کارروائیوں کو جمع کرائیں گی۔ان مقدمات کی روزانہ کی بنیاد پر سماعت اے ٹی اے قوانین کے تحت ضروری بھی تھیں۔تاہم سست روی اور غفلت کا سابقہ معمول جلد واپس لوٹ آیا اور عدالتی کارروائی کو ملتوی کرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوگیا۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اگر نگرانی اور رضامندی کا موثر نظام موجود ہوتو پراسیکوٹرز اس قابل ہیں کہ وہ اپنے فرائض کو عین وقت پر سرانجام دے سکیں اور دہشت گردی کے مقدمات کو مختصر وقت نمٹا سکیں۔

فنڈز کی کمی

انسداد دہشت گردی کی عدالتیں پہلی دفعہ انسداد دہشت گردی ایکٹ (1997) کے سبب معرض وجود میں آئیں۔ اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کے یہ الفاظ تھے کہ ''بروقت اور انصاف مہیا کرنے کے لیے''۔ بدقسمتی سے انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا ان میں عملے کی کمی، فنڈز میں کمی اور دائمی بدعنوانی شامل ہیں۔ یہ وہی مسائل ہیں جن کا پاکستان کی باضابطہ عدالتوں کو سامنا

ہے اور جو عدالتی کارروائی میں تاخیر کا سبب بنتے ہیں۔ 700 زیر التواء مقدمات جو مشتبہ دہشت گردوں کے متعلق ہیں جن کو قانونی طور پر 90 دن سے زیادہ حراست میں نہیں رکھا جا سکتا، کے علاوہ بھی انسداد دہشت گردی کے قانونی ڈھانچے میں تکنیکی حوالے سے کئی انتظامی خامیاں بھی موجود ہیں۔ ملک بھر میں انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ وہاں نہ محرر ہیں نہ عملہ ہے، نہ دفاتر ہیں، نہ دفتری استعمال کے لیے کاغذات ہیں اور نہ ہی فیصلوں کے متعلق دستاویزات رکھنے کی جگہ ہے۔ ججز اور سرکاری وکیلوں کے لیے کام کرنے کی جگہ اتنی غیر مطمئن ہے کہ ججز کے تعیناتی کے لیے آسامی کئی ماہ خالی پڑی رہتی ہے۔ چنانچہ مشتبہ دہشت گرد عدالتی کارروائی کے التواء کی وجہ سے کافی عرصہ اس عدالت میں انتظار کرتے رہتے ہیں۔ واضح طور پر یہ پریشان کن حالات اس سچ کا اظہار کرتے ہیں کہ حکومت نے انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کے ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لیے کوئی مناسب رقم مختص نہیں کی۔

مساجد اور مذہبی درسگاہوں کی نگرانی کے طریقہ کار کا فقدان

پاکستانی مدرسوں میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے اسباب کے سراغ 1980 میں ضیاء الحق کے دور حکومت میں ملتے ہیں جب پاکستان میں مذہبی درسگاہوں کو امریکی اور سعودی حکومتوں نے امداد دی اور بدلے میں ان درسگاہوں نے اپنے طلباء کو جہادی نظریہ ذہن نشین کرایا اور ان طلباء کو سوویت حملہ آوروں کے خلاف لڑنے کے لیے افغانستان بھیجا۔ آج پاکستان میں ہزاروں مدارس ہیں جو ان لاکھوں بچوں کو مفت تعلیم مہیا کر رہے ہیں جو تعلیم کے اخراجات برداشت نہیں کر پاتے اور جنہیں حکومت نے بڑے پیمانے پر نظر انداز کیا ہوا ہے۔ اس عام تصور کے برخلاف جو میڈیا نے پھیلایا ہوا ہے کہ مدرسے اور دہشت گردی میں خاص تعلق ہے۔ تحقیقی دستاویزات یہ بتاتی ہیں کہ پاکستان میں ہر مدرسہ اپنے نوجوان طلباء کے ذہن پر زہر نہیں پھیلا رہا بلکہ اس معاملے پر حاصل کیا گیا سروے یہ بتاتا ہے کہ صرف 15-10 فیصد پاکستانی مدرسے تشدد اور دہشت گردی کی تعلیم میں ملوث ہیں۔

یقیناً دس ہزار مدرسوں میں یہ 15-10 فیصد مدارس ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں جس کا پاکستان کی دہشت گردی کیخلاف لڑنے والی حکومت کو جائزہ لینا چاہئے۔ اکتوبر 2009 میں اقوام متحدہ کی کمیٹی جو بچوں کے حقوق پر کام کر رہی تھی نے اس مسئلہ کو اجاگر کیا کہ پاکستان کے چند شدت پسند مدارس میں بچوں کو دہشت گردی سے منسلک کارروائیوں میں شریک کیا جا رہا ہے۔ تاہم، بظاہر پاکستان کی حکومت جو دہشت گردی کیخلاف جنگ لڑ رہی ہے، نے ایسے مربوط قوانین متعارف نہیں کروائے جن کی مدد سے مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب کو باقاعدہ اعتدال میں لایا جا سکے اور ملک بھر میں موجود مساجد میں پھیلائے جانے والے نظریات پر نظر رکھی جا سکے۔ نفرت انگیز تقاریر، فرقہ وارانہ تشدد اور عدم برداشت جیسے رجحانات پر زور دینا چند مدرسوں اور مساجد میں معمول کی بات ہے جو کہ باعث تشویش

پاکستانی مدرسوں میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے اسباب کے سراغ **1980** میں ضیاء الحق کے دور حکومت میں ملتے ہیں جب پاکستان میں مذہبی درسگاہوں کو امریکی اور سعودی حکومتوں نے امداد دی اور بدلے میں ان درسگاہوں نے اپنے طلباء کو جہادی نظریہ ذہن نشین کرایا اور ان طلباء کو سوویت حملہ آوروں کے خلاف لڑنے کے لیے افغانستان بھیجا۔ آج پاکستان میں ہزاروں مدارس ہیں جو ان لاکھوں بچوں کو مفت تعلیم مہیا کر رہے ہیں جو تعلیم کے اخراجات برداشت نہیں کر پاتے اور جنہیں حکومت نے بڑے پیمانے پر نظر انداز کیا ہوا ہے۔ اس عام تصور کے برخلاف جو میڈیا نے پھیلایا ہوا ہے کہ مدرسے اور دہشت گردی میں خاص تعلق ہے۔

ہے۔ اس بات پر دوسری کوئی رائے نہیں ہے کہ پاکستان میں جب تک دہشت گردی کی جڑوں کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا تب تک دہشت گردوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا۔

انسداد دہشت گردی کے قوانین کا استعمال اور سیاسی رضامندی کا فقدان

خصوصی عدالتیں برائے انسداد دہشت گردی جو کہ اے ٹی اے (1997) کے تحت متعارف ہوئیں کو انسانی حقوق کے کارکنان نے تنقید کا موضوع بنایا جیسا کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا: ''انسانی حقوق کے گروہوں کا یہ ماننا ہے کہ متنازعہ انسداد دہشت گردی کے قانون کے ڈھانچے کے نتیجے میں قانون پر عملدرآمد کرانے والے سرکاری اہلکاروں کو وسیع اختیارات حاصل ہو گئے ہیں، جس کی بنا پر وہ مشتبہ افراد کے ساتھ احتساب کے کسی جامع نظام کے بغیر ماورائے عدالت سلوک کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سات دن کے اندر مقدمے کی سماعت ختم کرنے کی شرط تفتیشی افسر کو مشتبہ شخص پر طاقت کے استعمال اور جھوٹی شہادتیں پیش کرنے کی طرف راغب کرتی ہے۔ دسمبر 2009 میں پشاور ہائی کورٹ کے ایک وکیل غلام نبی نے صدر آصف علی زرداری کی جانب سے منظور کردہ ترمیمی آرڈیننس (2009) جو انسداد دہشت گردی کے متعلق تھا، کو آئین کے آرٹیکل 199 کے حوالے سے عدالت میں چیلنج کیا اور اس بات پر زور دیا کہ یہ ترمیم واضح طور پر بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ اس کے علاوہ ان عدالتوں کے ججز کو انتظامیہ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑتا ہے۔ انسانی حقوق کے فعال کارکن اس عمل کو ان عدالتوں کی خودمختاری اور آزادی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ 1997 سے اے ٹی اے (1997) صدور (حکومتیں) کے ہاتھوں سیاسی حریفوں کو انتقام کا نشانہ بنانے کے لیے بطور آلہ زار استعمال ہوتا رہا ہے۔ 2008 کے جمہوری حکومت کے انتخابات تک انسداد دہشت گردی کی بہت سی عدالتوں نے منصفانہ اور شفاف سماعت کی بنیاد کی بجائے حکام بالا کے حکم پر فیصلے دیے ہیں۔ ان میں سے ایک واضح مثال اپریل 2000 میں چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف کی حکومت میں نواز شریف کو ملنے والی عمر قید کی سزا ہے۔ جنرل مشرف نے یہ الزام عائد کیا تھا کہ نواز شریف نے ان کے طیارے PK-805 کو اغوا کرنے کی سازش کی تھی۔ الزام کو درست ثابت کرنے کے لیے جنرل مشرف نے اے ٹی اے (1997) کے اندر دسمبر 1999 میں چند ترامیم متعارف کرائیں جن کا مقصد نواز شریف کو تسلیم شدہ الزامات کی بنیاد پر دی گئی سزاؤں کی حمایت کرنا تھا۔ تاہم دہشت گردی کے سنگین مقدمات، مثال کے طور پر فرقہ وارانہ تشدد اور ٹارگٹ کلنگ سے عام شہریوں کی جان کو خطرہ ہے۔ حکومت کی طرف سے کوئی ٹھوس ذمہ دارانہ رویہ سامنے نہیں آیا کہ وہ ان دہشت گردوں کو گرفتار کریں اور ان پر فی الفور عدالتی کارروائی کا نفاذ کریں۔ شاہد حامد جو کہ سپریم کورٹ کے وکیل ہیں اور سابقہ گورنر پنجاب ہیں نے پلڈیٹ (Pildat) میں ہونے والی ایک گول میز کانفرنس میں یہ کہا ہے کہ انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں سنگین نوعیت کے دہشت گردی کے مقدمات میں سزا دینے کی شرح پاکستان کی باقاعدہ عدالتوں میں دی جانے والی قتل کی سزاؤں کی نسبت بہت زیادہ کم ہے۔ آئی ایس آئی کے سابقہ ڈائریکٹر جنرل احمد شجاع پاشا نے یہ انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں موجود خفیہ معلومات اکٹھا کرنے کے لیے ایجنسیوں مثال کے طور پر فوجی انٹیلی جنس، بحری انٹیلی جنس، فضائیہ انٹیلی جنس، انٹیلی جنس بیورو، کریمنل انویسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ اور سپیشل برانچ میں دہشت گردی کے متعلق واقعات کے بارے میں آپس میں معلومات دینے کے لیے روابط نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہ تمام وجوہات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اعلیٰ انتظامیہ کی طرف سے سیاسی رضامندی کا فقدان ہے اور یہ انتظامیہ ہی ہے جو جوابدہ ہوتی ہے۔

(بشکریہ سنٹر برائے ریسرچ اینڈ سکیورٹی سٹڈیز)

فوجی بغاوتوں کے حامی گروہ

آئی۔اے۔رحمان

دو مرتبہ فوجی بغاوت کرنے والے کمانڈو کے خلاف مقدمہ جو بھی رخ اختیار کرتا ہے اس سے قطع نظر اس کے سیاسی مدافعین نے قوم کو ایک ایسا سبق دیا ہے جس کو نظر انداز کرنے کی وہ کبھی بھی متحمل نہیں ہوسکتی۔ہم نے پاکستان کی تاریخ میں پاکستان کے آئین کی پامالی کے متعلق کی گئی اس جذباتی توجیہہ کے متعلق پہلے کبھی نہیں سنا جو اس وقت فوجی بغاوت کے حامیوں کے گروہ کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ مشرف کو 2007 میں آئین کی پامالی کا مرتکب نہیں ٹھہرایا جاسکتا کیونکہ 1973 کا آئین محاذ اتھارٹی نے تشکیل نہیں دیا تھا۔اس طرح 1973 سے تمام نافذ شدہ قوانین، اٹھائے گئے تمام عملی اقدامات اور تعیناتیاں غیر قانونی تصور ہوں گی اور ایک ایسا سنگین بحران پیدا ہوجائے گا جو اس بحران سے کہیں بڑا ہوگا جو تمیز الدین کے مقدمے کے فیصلے کے باعث پیش آیا تھا جب گورنر جنرل کی طرف سے منظوری حاصل نہ کرنے والے تمام قوانین غیر قانونی قرار پائے تھے۔

مشرف کے ایک اور حامی کا کہنا ہے کہ اگر جنرل مشرف غدار تھے تو پھر ان سے حلف کیوں لیا گیا؟ اگر اس کا منطقی انداز میں تجزیہ کیا جائے تو پھر یہ دلیل پاکستان کی تمام عوام کو ارتکاب جرم کی اعانت کا مرتکب قرار دے گی۔یہ دلیل جسٹس منیر کے پسندیدہ نظریے کی بازگشت ہے کہ ''ایک کامیاب فوجی انقلاب بذات خود جائز اور قانونی حیثیت کا حامل ہوتا ہے''۔اس وقت ضروری ہے کہ سیاست کو اس قسم کے مصلحت آمیز نظریات سے محفوظ رکھا جائے۔

غداری کے کسی بھی عمل کو کسی بھی طرح موقع پرستوں کی جانب سے جائز قرار دینے یا ملک کے لوگوں کی طرف سے اس کی عدم مزاحمت کے باعث جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔اس ضمن میں عدلیہ کا کردار بھی محدود ہے کیونکہ اگرچہ یہ آئین کے کسی بھی غدار کو سزا کا مستحق نہ ٹھہرانے کا راستہ منتخب کرسکتی ہے لیکن کسی بھی ادارے کی طرف سے آئین کی خلاف ورزی کو جائز قرار نہیں دے سکتی۔

''مشرف بچاؤ'' گروہ کی طرف سے سب سے زیادہ مضحکہ خیز دلیل یہ ہے کہ فوج کا سربراہ کسی بھی طرح غداری کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔چونکہ پاکستان میں تمام فوجی انقلاب فوج کے سربراہ کی طرف سے برپا کیئے گئے اور کسی بھی سیاسی اور غیر فوجی سربراہ میں ایسا کرنے کی صلاحیت موجود نہیں تھی چنانچہ فالتو اور غیر ضروری نوعیت کی بنیاد پر فوجی بغاوت کو جرائم اور شق نمبر 6 کی فہرست میں سے حذف کیا جاسکتا ہے۔اس سے بھی کہیں اہم فیصلہ، چودھری شجاعت حسین کا ہے جنہوں نے آئین میں ایک ایسی ترمیم کی تجویز دی کہ سنگین غداری کے جرم کو ریاست کے خلاف جرم میں تبدیل کردیا جائے۔جو کچھ چودھری شجاعت حسین کہنا چاہتے ہیں اسے سمجھنا مشکل ہے۔چند ایسے جرائم پہلے سے ہی موجود ہیں جو ریاست کے خلاف جرم کے طور پر مجموعہ تعزیرات پاکستان میں درج ہیں اور اکثر فوجداری مقدمات میں ریاست ہی شکایت کنندہ ہوتی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ ریاست کے خلاف نئے جرم کو چودھری شجاعت کیا درجہ دینا چاہتے ہیں؟

> یہ بھی حقیقت ہے کہ عدالتوں کے اختلافی فیصلوں کی بنیاد پر آمر، سیاستدانوں کو پھانسی پر لٹکا سکتے ہیں۔مگر جمہوریت پسند قوتیں ریاستی اداروں کی صفوں میں تقسیم پیدا کرنے کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔جس قدر سزا انہوں نے اب تک بھگت لی ہے، وہی کافی ہے کیونکہ قانون کی بالادستی کا مظاہرہ بہرحال کردیا گیا ہے۔دوسرا یہ کہ پاکستان میں فوجی بغاتوں کے حوالے سے فوجی باغیوں اور عدالتوں پر تنقید فیشن بن چکا ہے۔اس فہرست میں ان سیاستدانوں کو بھی شامل کیا جانا چاہیئے جنہوں نے فوجی آمروں کا ساتھ دیا تھا۔کیا ضیاء الحق اپنے حمایتی سیاستدانوں کی مدد کے بغیر قتل اور آج کی شرپسند قوتوں کی تخلیق سمیت دیگر قابل مذمت کام کرسکتے تھے؟

چودھری شجاعت حسین وہ پہلے شخص نہیں جنہوں نے غداری کی دوبارہ تعریف کے لیے تجویز پیش کی ہے۔ایک ایسا دور بھی تھا جب ایک خاوند اور آجر کا قتل معمولی غداری کے زمرے میں آتا تھا اور اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کو غداری کے مترادف قرار دیا جاتا تھا۔ برطانیہ میں جرم کو 1848 تک سنگین غداری کہا جاتا تھا اور اس وقت اسے غداری کے زمرے میں سے حذف کردیا گیا اور پھر اسے محض سنگین جرم کہا جانے لگا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان میں کسی بھی شخص پر کوئی رکاوٹ نہیں جو فوجی بغاوت کے مفہوم کی دوبارہ تشریح کرنے کا خواہاں ہو۔

بہرحال گجرات کے بہادر فرزند کو کسی نے درست مشورہ نہیں دیا۔ان کی یہ دلیل کہ جب کسی شخص کو سنگین غداری کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے تو اسے صرف اس صورت میں غدار کہا جائے اگر اس نے کسی غیر ملکی دشمن کے ساتھ گٹھ جوڑ کرلیا ہو۔لفظ ''غدار'' کو وسیع معنوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے جس میں کسی تنظیم کے ساتھ غداری سے لے کر ریاست کے خلاف جنگ کا جرم شامل ہے۔

جس قدر مرضی اپنے بال نوچ جائیں اس حقیقت کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا کہ جنرل مشرف پہلے 1999 میں ایک آئینی حکومت کا تختہ الٹ کر اور پھر 2007 میں بطور آرمی چیف غیر مجاز اختیارات حاصل کرنے کی غرض سے آئین میں مداخلت کر کے غداری کا مرتکب ہوئے تھے۔یقینی طور پر یہ دلائل ان افراد پر کسی بھی قسم کے اثرات مرتب نہیں کرسکیں گے جو اپنے سرپرست کے ساتھ وفاداری نبھانے کے لیے عقل کا سودا کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔مگر اس وقت تین امور نہایت نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔پہلے تو یہ کہ پرویز مشرف کو سزا دینے کے حوالے سے قوم متحد نظر نہیں آتی خواہ ان کے حمایتیوں کی تعداد کس قدر کم ہو۔یہ بھی حقیقت ہے کہ عدالتوں کے تقسیم شدہ فیصلوں کی بنیاد پر آمر، سیاستدانوں کو پھانسی پر لٹکا سکتے ہیں۔مگر جمہوریت پسند قوتیں ریاستی اداروں کی صفوں میں تقسیم پیدا کرنے کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔جس قدر سزا انہوں نے اب تک بھگت لی ہے، وہی کافی ہے کیونکہ قانون کی بالادستی کا مظاہرہ بہرحال کردیا گیا ہے۔دوسرا یہ کہ پاکستان میں فوجی بغاتوں کے حوالے سے فوجی باغیوں اور عدالتوں پر تنقید فیشن بن چکا ہے۔اس فہرست میں ان سیاستدانوں کو بھی شامل کیا جانا چاہیئے جنہوں نے فوجی آمروں کا ساتھ دیا تھا۔کیا ضیاء الحق اپنے حمایتی سیاستدانوں کی مدد کے بغیر قتل اور آج کی شرپسند قوتوں کی تخلیق سمیت دیگر قابل مذمت کام کرسکتے تھے؟

سب سے آخر میں یہ کہ اب یہ واضح ہو چکا ہے کہ شق نمبر 6 کی مسودہ سازی اور اس کے متن میں گاہے بگاہے تبدیلی کرنے کے ذریعے منتخب جمہوری حکومت کی حفاظت نہیں کی جاسکتی۔منتخب حکومت کی حفاظت صرف اور صرف سیاستدان ہی کرسکتے ہیں اور وہ جمہوریت ہی سے اپنے لیے طاقت اور قوت کشید کرسکتے ہیں۔

(اردو سے ترجمہ،بشکریہ روزنامہ ڈان)

اکتوبر 2013 میں، لاہور کی مختلف یونین کونسلز میں فراہمی آب، سیوریج اور سالڈ ویسٹ کی صورتحال

پنجاب اربن ریسورس سنٹر نے اخبارات میں شہری مسائل پر آنے والی خبروں کے حوالے سے اعداد و شمار اکٹھا کر کے اسے شائع کرنے کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ اعداد و شمار تین قومی اخبارات روزنامہ دنیا، ایکسپریس، نئی بات اور ایک مقامی روزنامہ ڈیلی 42 سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ اس شمارے میں گزشتہ ماہ لاہور میں پینے کے پانی، سیوریج اور سالڈ ویسٹ کے حوالے سے آنے والی خبروں سے اعداد و شمار لیے گئے ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لیے جن علاقوں میں ان بنیادی شہری سہولیات کے حوالے سے مسائل پائے جاتے ہیں ان آبادیوں، علاقوں، بستیوں اور یونین کونسلز کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ اس سے نہ صرف شہر میں ان علاقوں کی نشاندہی میں مدد مل سکے گی جہاں پر بنیادی شہری سہولیات کے حوالے سے مسائل پائے جاتے ہیں بلکہ اس جانکاری کی بنیاد پر متعلقہ حکومتی اداروں کے ساتھ ان علاقوں میں ترقیاتی کاموں میں بہتری کے حوالے سے زیادہ موثر انداز میں مطالبات کئے جاسکتے ہیں۔ اس حوالے سے اگر آپ کی کوئی رائے یا تجویز ہو تو اس سے ہمیں ضرور آگاہ کریں۔ آپ کی تجاویز ہمارے لیے قیمتی اثاثہ ہیں جن سے ہمیں ہمیشہ اپنے کام کو مزید بہتر کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(ادارہ)

یونین کونسل/ علاقہ	واسا۔ پانی کی دستیابی	پانی کی کوالٹی	سیوریج کی صورتحال	سالڈ ویسٹ کی صورتحال	حوالہ
یوسی 30۔ تحصیل بازار، سید مٹھا بازار، بارود خانہ، بابے کی کٹری، ترنم سینما کی گھاٹی، قلعہ گُمٹی بازار، ٹبی سٹی اور شیخو پوریا بازار	غیر تسلی بخش	-	غیر تسلی بخش	غیر تسلی بخش	روزنامہ دنیا صفحہ 9 11-10-2013
یوسی 32۔ درس بڑے میاں، کچی آبادی بابا بیری والا، مرشد آباد، عظیم گراؤنڈ، وحید کالونی، عیسیٰ باغ، نور کالونی	غیر تسلی بخش	سیوریج ملا پانی	ناقص	ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 27-10-2013
یوسی 33۔ کراؤ پارک، عثمان آباد، نبی پورہ، محمد پورہ جٹاں، امباں والی سراں اور درس چھوٹے میاں	-	-	انتہائی ناقص	انتہائی ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 30-10-2013
یوسی 55۔ گلستان کالونی، ڈرائی پورٹ، مصطفیٰ آباد مین بازار، طارق کالونی، پرانا دھرم پورہ، مقبول پارک، سرائے لال سنگھ	دستیاب	انتہائی آلودہ سیوریج ملا پانی	انتہائی ناقص	-	روزنامہ دنیا صفحہ 9 14-10-2013
یوسی 60۔ اسماعیل ٹاؤن، الطاف کالونی، ابراہیم کالونی، پیر نصیر چنڈیاں، چوکی دوغیش، حاجی پورہ	دستیاب نہیں	انتہائی آلودہ سیوریج ملا پانی	انتہائی ناقص	ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 28-10-2013
یوسی 61۔ سانگالی، سگراں، کلاس ماڑی، پھلروان، نتھوکی، منڈیا والا	دستیاب	انتہائی بدبودار اور سیوریج ملا پانی	انتہائی ناقص	انتہائی ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 22-10-2013
یوسی 69۔ ناصر پارک، چوہدری پارک، کھوکھر ٹاؤن، امین پارک، بند پار کے علاقے گلشن ریاض، نیو شریف آباد، خالو پارک، مغل پارک، امین پارک 2	دستیاب نہیں	آلودہ	انتہائی ناقص	انتہائی ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 01-10-2013
یوسی 76۔ گڑھی شاہو، مین بازار، ریلوے سٹیڈیم، کچی آباد اور نئی آبادی	دستیاب	بدبودار اور زنگ آلود پانی	انتہائی ناقص	ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 08-10-2013
یوسی 87۔ شام نگر، توحید پارک، مٹھائی والا چوک، حسن چوک، گلشن راوی اور نیو چوبرجی	دستیاب	آلودہ	غیر تسلی بخش	-	روزنامہ دنیا صفحہ 9 25-10-2013
یوسی 96۔ میاں میر پنڈ، خواجہ بہاری دربار، کراؤن سینما، بستی سیدن شاہ، اپر مال، گلی نمبر 2، حاجی سٹریٹ اور ملک سٹریٹ	دستیاب	آلودہ	ناقص	ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 26-10-2013
یوسی 100۔ ریڑھی والا چوک، سردار پورہ شاہ دین سکیم، سلطان روڈ، وِنڈسر پارک، پیر غازی روڈ، جناح سٹریٹ، چوک بابا اعظم، احمد منیر روڈ، قادری سٹریٹ، میں بازار اچھرہ، مدینہ بازار	غیر تسلی بخش	آلودہ	ناقص	غیر تسلی بخش	روزنامہ دنیا صفحہ 9 29-10-2013
یوسی 101۔ رسول پارک، چاہ جموں والا بازار، نواب پورہ، حاجی سٹریٹ، چوہدری سٹریٹ، منیب سٹریٹ، ارائیں سٹریٹ، کمبوہ محلّہ	دستیاب	آلودہ	غیر تسلی بخش	غیر تسلی بخش	روزنامہ دنیا صفحہ 9 02-10-2013
یوسی۔ 145 گجومتہ، پنجو، طوروڑا نچ، سدھڑ، چیتو والی حویلی	دستیاب	آلودہ	غیر تسلی بخش	انتہائی ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 09-10-2013
یوسی 146۔ کاہنہ نو، پرانا کاہنہ، کچوانہ، عید گاہ بستی، کشمیر بستی، نصیب آباد	دستیاب نہیں	آلودہ	ناقص	ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 09-10-2013
چوک گندہ انجن، کچا نسبت روڈ (گوالمنڈی)	دستیاب	آلودہ	ناقص	ناقص	روزنامہ نئی بات صفحہ 11 30-10-2013
دھرم پورہ مارکیٹ				ناقص	روزنامہ دنیا صفحہ 9 28-10-2013
عبدالکریم مارکیٹ، قلعہ گوجر سنگھ			ناقص		روزنامہ دنیا صفحہ 9 06-10-2013
ممتاز مارکیٹ، جوہر ٹاؤن			ناقص		روزنامہ دنیا صفحہ 9 20-10-2013

(بشکریہ ''اربن نیوز'')

سندھ کے ہاریوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک

19 جنوری کو کنری ٹاؤن پولیس نے عمر کوٹ کے ضلعی اور سیشن جج کی ہدایات کے تحت گروی مزدوری کی رہائی کے لیے کنری ٹاؤن ضلع عمر کوٹ کے قریبی گاؤں بھنگی میں ایک زمیندار حبیب اللہ جاٹ کے کھیتوں پر چھاپہ مارا۔ ملوک بھیل نامی شخص نے ضلعی عدالت اور سیشن جج عمر کوٹ سے رابطہ کیا اور زمیندار کی نجی جیل سے دو خاندانوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ زمیندار نے مسلح افراد تعینات کئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کی آزاد نقل وحرکت پر پابندی تھی۔ انہوں نے کہا کہ وہ گزشتہ دو سالوں سے حبیب اللہ جٹ کے کھیتوں پر کام کر رہے تھے۔ لیکن انہیں ان کے حصے کا اناج نہیں دیا جاتا تھا اور ان کے حساب کتاب میں خورد برد کی جاتی تھی۔ پولیس عدالتی احکامات کی پیروی کرتے ہوئے گاؤں پہنچی اور زمیندار سے ملاقات کی۔ زمیندار رضا مند ہوگیا اور اس نے قانونی کارروائی کی اجازت دے دی۔ گروی مشقت کرنے والے ہاری اپنا سامان لانے لگے اور ان میں سے کچھ گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی وقت بہت سے مسلح افراد نمودار ہوئے اور چلانے لگے کہ کوئی بھی کھیت چھوڑ کر نہ جائے اور انہوں نے ہاریوں کو پک اپ سے اتارنے کی کوشش کی۔ اس دوران مسلح افراد کی فائرنگ سے ایک بارہ سالہ بچہ نارائن ولد ملوک ہلاک ہوگیا جب کہ تین ماہ کی بچی دیوی ولد ملک بھیل، 22 سالہ بھورو، چوبیس سالہ ڈانو زخمی ہوگئے۔ بعدازاں زخمیوں کو متعلقہ ہسپتال اور دیگر لوگوں کو رہائی پانے والے گروی مشقت کرنے والے مزدوروں کے رشتہ داروں کے گاؤں منتقل کر دیا گیا۔

ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم

22 جنوری کو ایک چار رکنی ٹیم نے ایچ آر سی پی کے سندھ کے وائس چیئر پرسن مسٹر امرناتھ موٹومل کی ہدایات پر کنری کا دورہ کیا اور متاثرین کے اہل خانہ، پولیس اہلکاروں، گاؤں کے لوگوں، میڈیا اور سول سوسائٹی کے اراکین سے ملاقات کی تا کہ فائرنگ اور رہائی پانے والے 12 سالہ بچے کی ہلاکت کے بارے میں حقائق اکٹھے کئے جاسکیں۔ کنری کا علاقہ 2011 کے سیلاب سے شدید متاثر ہوا تھا۔ یہاں کے لوگ سیلاب میں اپنا سب کچھ کھو چکے تھے۔ ایچ آر سی پی کا فیکٹ فائنڈنگ وفد ایچ آر سی پی کونسل ممبر پروین سومرو، ڈاکٹر اشوتھا، حیدرآباد سپیشل ٹاسک فورس آفس، ریجنل کوآرڈینیٹر آفس سی جے مسٹر چندن، مسٹر عباس ایڈووکیٹ اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر عمر کوٹ مسٹر او کھومل سومرو پر مشتمل تھا۔

واقعات کا مختصر جائزہ

بھیل ہاریوں کے دو خاندانوں، بھورو ولد منجو بھیل اور ملوک ولد اچار بھیل نے زمیندار حبیب اللہ سے کاشت کے لیے مزارع کے طور پر زمین حاصل کی۔ دونوں متاثرہ خاندان دراصل عمر کوٹ کے علاقے کنری ٹاؤن کے بھیل محلّہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کام حاصل کرنے کے بعد کستان اپنے خاندانوں، جو کہ گیارہ اراکین پر مشتمل ہوئے تھے، کو کھیتوں کے پاس عارضی رہائش گاہوں میں منتقل کر دیتے تھے۔ یہ ایک روایت ہے کہ تمام اہل خانہ بشمول عورتیں اور بچے مل کر کام کریں گے۔ وہ مرچوں، کپاس، سورج مکھی، گندم اور سبزیوں کی کاشت کے لیے لگاتار چار سال کام کرتے رہے۔ لیکن زمیندار نے اناج اور معاوضے میں سے ان کا حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ شروع میں

> مسلح افراد کی فائرنگ سے ایک بارہ سالہ بچہ نارائن ولد ملوک ہلاک ہوگیا جب کہ تین ماہ کی بچی دیوی ولد ملک بھیل، 22 سالہ بھورو، چوبیس سالہ ڈانو زخمی ہوگئے۔

اس نے ان کے دو وقت کے کھانے کے لیے رقم کی پیش کش کی لیکن بعدازاں اس نے دلیل پیش کی کہ اناج کی پیداوار ان کے قرض ادا کرنے کے لیے کافی نہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ زمیندار نہ تو انہیں ان کا حصہ دے رہا تھا اور نہ وہ انہیں گزر بسر کے لیے مزید قرض دینے کو تیار تھا، تو انہوں نے ضلعی اور سیشن کورٹ، عمر کوٹ میں درخواست دائر کی۔ عدالت نے حکم دیا کہ ہاری بے گناہ ہیں اور انہیں اپنی مرضی سے اپنے کام کی جگہ کو چھوڑ کر کہیں اور جانے کی اجازت ہونی چاہیئے جہاں وہ خود کو محفوظ محسوس کریں۔ 20 جنوری کو عدالتی احکامات کے بعد پولیس نے ہاریوں کے ہمراہ زرعی فارم کا دورہ کیا جو کہ کسانوں کا ایک چھوٹا سا گاؤں بھی ہے۔ کسانوں نے فوری طور پر اپنا سامان پک اپ میں لادنا شروع کر دیا۔ پولیس اہلکار بشمول اسسٹنٹ سب انسپکٹر زرمضان خاصخیلی اور چار کانسٹیبل زمیندار کی رہائش گاہ پر موجود تھے۔ زمیندار حبیب اللہ جٹ اور اعظم جٹ ان کے ساتھ گفت وشنید میں مصروف تھے۔ دریں اثناء زمینداروں نے اسے اپنی توہین سمجھا کہ ہاریوں نے ان کے خلاف عدالت میں درخواست دائر کرنے کی کیسے جرات کی اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ سب خاموشی سے کیوں دیکھ رہے تھے۔ تین نوجوان مسلح افراد، بشمول ایک پولیس کانسٹیبل نے کسانوں پر اندھادھند فائرنگ شروع کر دی۔ یہ سب اس وقت ہوا جب ہاری اپنا سامان پک اپ میں لاد چکے تھے اور وہاں سے رخصت ہونے کو تھے۔ فائرنگ اور کم سن بچے کی ہلاکت کے بعد معصوم ہاری اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ایسا کیوں ہو رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ پولیس اس خوفناک وقوعے سے بے نیاز ہو کر چائے پینے میں مصروف تھی۔ 11 سالہ بچہ نارائن موقوع پر ہلاک ہوگیا۔ جبکہ مقتول کی دو ماہ کی بہن دیوی اس حملے کے دوران زخمی ہوگئی۔ ان کے باپ کو بھی بے رحمی سے زدکوب کیا گیا۔ اس وقوعے کے بعد پولیس زخمیوں اور مقتول کو ان کے اہل خانہ کے ہمراہ تھانے لے گئی۔ کنری ٹاؤن اور عمر کوٹ سے تعلق رکھنے والے میڈیا کے افراد اور سول سوسائٹی کے سرگرم اراکین تھانے پہنچے جہاں بچے کی لاش رکھی گئی تھی۔

مقتول کے اہل خانہ اور برادری کے دیگر افراد

ایچ آر سی پی کی ٹیم نے گاؤں بدھو کیڑی کا دورہ کیا جو کہ کنری سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں یہ بات مشاہدے میں آئی کہ متاثرین کے رشتہ دار اور بھیل برادری کے دیگر افراد خوف، ناامیدی اور غیر یقینی کا شکار تھے۔ انسانی حقوق کے کارکنان اور سول سوسائٹی کے اراکین اظہار یکجہتی کے لیے وہاں پہنچ رہے تھے۔ ہاریوں کی رہائش گاہیں سنسان علاقے میں واقع ہیں۔ جیسے ترقی کے حوالے سے نظرانداز کیا گیا ہے۔ مقتول نارائن کے والد ملوک بھیل، ایک اور کسان بھورو اور اس کی اہلیہ رادھا پولیس کو بتا رہے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ پولیس اہلکار کوئی کارروائی کرنے کی بجائے زمیندار کی طرف داری کر رہے تھے کیونکہ وہ انتقامی حملوں سے خوفزدہ تھے۔ ان کے مطابق وہ فائرنگ سے خوفزدہ ہوگئے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ لڑکا جاں بحق ہو چکا تھا اور دیگر افراد زخمی ہوگئے تھے، تو انہیں کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کریں۔ بعدازاں پولیس یہ ظاہر کرتے ہوئے وہاں پہنچی کہ جیسے وہ ان کی حفاظت کے لیے وہاں آئی تھی لیکن چند فسادی عناصر نے فائرنگ کر دی۔

مقتول کے اہل خانہ نے ملزمان کو پہچان لیا جن کے نام یہ تھے: کانسٹیبل اسد اللہ جٹ، دلاور جٹ اور عمران جٹ۔ اسد اللہ جٹ کنری پولیس سٹیشن میں تعینات ہے۔ اس کے بعد پولیس اور زمینداروں نے دو ملزموں پولیس کانسٹیبل اسد اللہ اور دلاور کو پکڑ لیا جبکہ تیسرے کانسٹیبل کو فرار ہونے کا موقع دیا۔ مقتول کے باپ نے بیان دیا کہ چار سال سے حبیب اللہ جٹ کے کھیتوں پر کام کر رہے ہیں۔ متاثرین نے الزام عائد کیا کہ نہ انہیں تو کوئی اجرت دی جاتی ہے اور نہ ہی فصل میں سے ان کا مقررہ حصہ دیا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے واجبات کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں سنگین نتائج کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ انہوں نے سیشن عدالت سے رجوع کیا اور درخواست دائر کی جس میں اپنی

رہائی میں مدد کا مطالبہ کیا تھا۔ عدالت نے رہائی کے احکامات جاری کئے۔ جب وہ اپنا گھر کا سامان ٹرک میں لادنے میں مصروف تھے تو اس وقت اسد علی، دلاور، عمران اور حبیب اللہ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ہمیں زدوکوب کیا۔ اور کہا کہ کوئی یہاں سے نہیں جائے گا۔ اور پھر انہوں نے فائرنگ کی جو دیوی کی ٹانگ پر لگی۔ زمیندار حبیب اللہ جٹ نے دھنو بھیل کو لاٹھیوں سے مارا اور اس میں دلاور بھٹی بھی شامل تھا۔ اس نے بتایا کہ تینوں ملزمان نے پستول میں گولیاں بھریں اور حبیب اللہ کے پاس لاٹھی تھی۔ رادھا نے بتایا کہ اسے کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا، کیونکہ جب عدالت نے احکامات جاری کئے تھے تو پولیس کو ہمارا ساتھ دینا چاہیے تھا۔ جب یہ وقوعہ پیش آیا تو ہم نے لڑکے کی لاش اور زخمی بچی کو اٹھالیا۔ ہم مدد کے لیے پکار رہے تھے۔ لیکن وہ ہمارے مردوں کو مارنے کے لیے انہیں تلاش کر رہے تھے۔ اس نے بتایا کہ اگرچہ بھیل برادری کے دیگر افراد وہاں موجود تھے تاہم وہ زمینداروں کی سنگدلانہ اقدام کے باعث خاموش کھڑے رہے۔ اس وقوعے کے چار دن بعد بھی ایم پی اے، ایم این اے اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے اظہار یکجہتی کے لیے ان سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ اس دورے کے وقت متاثرین کے اہل خانہ شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھے۔ وہ صرف انصاف چاہتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ پولیس نے متاثرین کو اعتماد میں لیے بغیر خود ہی ایف آئی آر درج کر دی ہے۔

ملزمان اور ان کی برادری کے اراکین کا ردعمل

ایچ آر سی پی کے وفد نے ایف آئی آر میں نامزد ملزمان سے بات چیت کی جو کہ پولیس ریمانڈ پر تھانے میں ہی بند تھے۔ دلاور ولد حبیب اللہ جٹ نے بتایا کہ وہ پولیس کے چھاپے کے وقت یہ نہیں جانتا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا تھا۔ اسے گھر سے گرفتار کیا گیا تھا۔ بھیل ہاریوں نے ان کے گھر پر حملہ کیا اور آگ لگا دی۔ ایک اور نامزد ملزم اسد اللہ جٹ پولیس کانسٹیبل اسی تھانے میں گزشتہ دو سال سے تعینات ہے اور وہ اسی گاؤں کا رہائشی ہے جہاں یہ وقوعہ پیش آیا۔ اس نے بتایا کہ وہ اس وقت وہیں موجود تھا کیونکہ اس کی رات کی ڈیوٹی تھی۔ اسے پولیس کے چھاپوں اور زمینداروں کے معاملات میں شامل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ گاؤں کے لوگوں اور عینی شاہدین سے ملاقات کے دوران ایک شخص نے جٹ برادری کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ جب رہا ہونے والی ہاری واپس جانے لگے تو وہ خوشی سے چلانے لگے جس کے باعث جٹ برادری مشتعل ہوگئی اور اس کے ردعمل میں یہ وقوعہ پیش آیا۔

سول سوسائٹی اور میڈیا

ایچ آر سی پی کی ٹیم، میڈیا اور کنری ٹاؤن اور عمرکوٹ کے سیاسی کارکنان فوری طور پر جائے وقوعہ پر پہنچے اور صورتحال سے آگاہی حاصل کی۔ انہوں نے پولیس اہلکاروں سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جو اس وقت تھانے میں موجود نہیں تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تیسرے ملزم کی تلاش میں مصروف تھے۔ لیکن بعد ازاں لوگوں نے ڈی ایس پی، اور ایس ایچ او کو ایم پی اے نواب تیمور تالپور کے علاقے میں دیکھا جو مرکزی شاہراہ سے قافلے کی صورت میں جا رہے تھے۔ سول سوسائٹی نے ایک مرتبہ پھر صورتحال سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے ایس ایچ او سے رابطہ کیا لیکن اس نے کہا کہ کوئی اور ان سے (سول سوئٹی) سے بات چیت اور ان کی رہنمائی کے لیے آ رہا ہے۔ مگر وہاں کوئی نہیں آیا۔ دریں اثناء ایم این اے شاہ نے بھی سول سوسائٹی کو فون کر کے کہا کہ وہ اس معاملے کو دیکھ رہے

> سول سوسائٹی کا کہنا تھا کہ انہوں نے دیکھا کہ مجرموں کے ساتھ حراست کے دوران مہمانوں جیسا سلوک کیا جا رہا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مجرموں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔

ہیں لہٰذا وہ واپس چلے جائیں لیکن سول سوسائٹی کے کارکنان نے ان سے التجا کی کہ چونکہ متاثرین ان کے ووٹر ہیں اس لیے انہیں ان سے اظہار یکجہتی کے لیے آنا چاہیے کیونکہ وہ لاش کو سڑک پر رکھ کر بیٹھے ہیں۔ لیکن پیپلز پارٹی کے ایم این اے وہاں نہ پہنچ سکے۔ سول سوسائٹی اور میڈیا اس بات پر متفق تھے کہ پی پی پی کے سیاسی رہنما ملزمان کی حمایت کر رہے تھے۔ انہیں خدشہ تھا کہ وہ متاثرہ خاندانوں پر مقدمہ واپس لینے اور مصالحت کے لیے دباؤ ڈالیں گے۔ یہ اجلاس این جی اوز مثال کے طور پر aware، سامی Sami اور عمرکوٹ پریس کلب میں منعقد ہوئے جہاں مسٹر علی اکبر رحیمو، مسٹر میر حسین آر ایسر، عبداللہ کھوسہ، شوک ملھی اور پاکستان فشر فوک کے نمائندے میر حسن مری اور صحافیوں مثال کے طور پر جان خاصخیلی، الیاس تھاوی، منیر ولہاڑی، رمضان خاصخیلی اور ڈاکٹر بھورو بھیل نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

سول سوسائٹی کا کہنا تھا کہ انہوں نے دیکھا کہ مجرموں کے ساتھ حراست کے دوران مہمانوں جیسا سلوک کیا جا رہا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مجرموں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ پولیس اس کیس کو بگاڑ سکتی ہے اور پی پی پی کے رہنماؤں کے ساتھ مل کر ہاریوں کو یہ مقدمہ واپس لینے پر مجبور کر سکتی ہے۔

سیاسی جماعتوں کا کردار

پاکستان پیپلز پارٹی، تحریک انصاف اور پاکستان مسلم لیگ فنکشنل علاقے کی مضبوط سیاسی جماعتیں تصور کی جاتی ہیں۔ متحدہ قومی موومنٹ اور قوم پرست جماعتوں کے دفاتر بھی موجود ہیں مگر قوم پرست گروہوں کے علاوہ کسی سیاسی جماعت کے کسی کارکن نے متاثرین کے تحفظ کے لیے کوئی اقدام نہیں اٹھایا

پولیس سٹیشن کنری کا دورہ

پولیس سٹیشن کے انچارج (ایس ایچ او) علی نواز لغاری نے کہا کہ پولیس نے عدالت کے احکامات کی پیروی کرتے ہوئے کسانوں کے ساتھ متعلقہ جگہ کا دورہ کیا اور وہاں کوئی مشکل صورتحال نہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ معمول کی بات ہے ہاری اپنی حفاظت کے پیش نظر عدالت جاتے ہیں۔ اور عموماً اپنی مرضی کے مطابق احکامات لاتے ہیں۔ اسی طرح زمیندار عدالت کے احکامات کا احترام کرتے ہیں اور ہاریوں کو اپنی منشا کے مطابق رہنے کی اجازت ہوتی ہے لیکن اچانک ایک پولیس کانسٹیبل نے اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ باہر سے آنے والے خاندانوں پر فائرنگ کر دی پولیس جب موقع پر پہنچی تو ایک لڑکا ہلاک ہو چکا تھا۔ پولیس نے دو ملزموں کو حراست میں لے لیا۔ ایس ایچ او نے بتایا کہ واقعہ کے بعد دو دن سے ملزم پولیس کانسٹیبل لاپتہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس قانون کے مطابق کارروائی کر رہی ہے۔ ایس ایچ او نے بتایا پولیس نے زخمیوں کو ہسپتال منتقل کر دیا تھا۔ مقامی سیاسی لوگوں نے بھی تعاون کیا ہے۔ انہوں نے ہسپتال کا بروقت دورہ کیا۔ پولیس نے متاثرہ باپ ملوک بھیل کی درخواست پر ایف آئی آر درج کر لی ہے۔ ٹیم نے بعد میں حوالات کا دورہ کیا جہاں ملزم زیر حراست تھا۔ ٹیم نے ملزم کا بیان قلمبند کیا جس نے متاثرہ خاندان پر الزام عائد کیا ''ہمارے پاس کوئی اوزار نہیں تھا اور نہ ہی ہم نے فائرنگ کی بلکہ متاثرہ لوگوں کی طرف سے فائرنگ ہوئی تھی''۔

مشاہدات

- ☆ چھاپہ مار پولیس اہلکار مکمل طور پر اسلحے سے لیس نہیں تھے اور انہوں نے ضروری ساز وسامان ساتھ نہیں رکھا تھا۔
- ☆ ان ریڈز کو مانیٹر کرنے کے لیے کوئی مخصوص طریقہ نہیں اپنایا گیا۔
- ☆ کسی ناخوشگوار واقعہ سے نمٹنے کے لیے انتظامات موجود نہیں تھے۔
- ☆ کنری کے تعلقہ ہسپتال میں ایمرجنسی کی سہولیات دستیاب نہیں تھیں، جس کی وجہ سے ایک زخمی لڑکی کو عمرکوٹ ہسپتال میں بھیج دیا گیا۔
- ☆ مقامی بااثر افراد متاثرہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی نہ تھی۔
- ☆ پولیس کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا۔
- ☆ زمیندار کی طرف سے متاثرہ ہاریوں کو دی جانے والی دھمکیوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔

سفارشات

- ☆ تینوں مجرمان کو بغیر کسی تاخیر کے گرفتار کیا جائے اور مکمل تفتیش کی جائے۔
- ☆ اعلیٰ عدلیہ کی زیرنگرانی شفاف انکوائری کی جائے تاکہ مستقبل میں ایسے واقعات سے بچا جائے۔
- ☆ متاثرہ خاندان کو حفاظت دی جائے۔
- ☆ سپریم کورٹ کو جبری مشقت کے واقعات کا بھی نوٹس لینا چاہیے۔

(ایچ آر سی پی، حیدرآباد، ٹاسک فورس)

ایچ آر سی پی کے کارکن جبری غائب کئے گئے بلوچوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے

فرقہ واریت نے دو اور زندگیاں چھین لیں

ٹانک 19 جنوری بروز اتوار کو نا معلوم افراد نے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے منصور شاہ نامی شخص کو ٹانک میں فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ واقع کی اطلاع ملنے پر ٹانک پولیس موقع پر پہنچ گئی تاہم حملہ آور فرار ہوگئے۔ فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے درجنوں افراد نے منصور شاہ کی لاش گرہ بلوچ کے مقام پر سڑک پر رکھ کر احتجاج شروع کیا۔ مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ منصور شاہ کے قاتل گرفتار کیے جائیں اور اہل تشیع کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔ احتجاج کئی گھنٹے تک جاری رہا جس کی وجہ سے ٹانک وزیرستان شاہراہ بھی بند رہی۔ آخر انتظامیہ اور سیکورٹی فورسز کی مداخلت اور قاتلوں کی فوری گرفتاری کی یقین دہانی پر احتجاج ختم کروایا گیا۔ پولیس نے نا معلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ اس بارے میں منصور شاہ کے بڑے بھائی تیمور شاہ نے بتایا کہ دو ہفتے قبل اہل تشیع فقہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص مہران علی شاہ کو بھی نا معلوا افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے ٹانک میں بھی مسلک کی منافرت شروع ہوگئی ہے اور خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں انہوں نے کہا کہ ان کی کسی سے ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ منصور شاہ آٹو مکینک تھا۔ مقتول کی پسماندگان میں تین بچے اور ایک بیوہ شامل ہیں مقتول کی عمر 23 برس تھی۔ دوسرے وقوعے میں ٹانک بمقام کمیٹی باغ کے قریب نا معلوم افراد نے فائرنگ کر کے معروف عالم دین مولنا قاضی محمد اطہر کو گولی مار کر قتل کر دیا۔ پولیس نے مقتول کے والد قاضی حبیب اللہ کی مدعیت میں نا معلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔ واقع کے روز قاضی محمد اطہر گھر سے بازار آ رہے تھے کہ جیسے ہی کمیٹی باغ کے مقام پر پہنچے ایک نا معلوم شخص نے فائرنگ کر دی جس سے وہ شدید زخمی ہوگئے اہل علاقہ نے زخمی حالت میں ان کو فوری طور پر ڈی ایچ کیو ہسپتال ٹانک منتقل کر دیا جہاں پر وہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ حملہ آور نے اپنا چہرہ کپڑے سے ڈھانپا تھا جس کے ہاتھ میں پستول تھا فائرنگ کے بعد حملہ آور گلی میں پیدل بھاگ کر فرار ہوگیا واضح رہے کہ مقتول کے ایک بھائی کے سپاہ صحابہ سے مراسم تھے جس کو بھی گزشتہ سال نا معلوم افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا تھا۔ (محمد ارشاد)

قائد اعظم کا مسلمانوں کو مشورہ

بمبئی مسٹر جناح نے 1942 میں قائم ہونے والے سکول انجمن اسلام جان محمد سام سکول میں تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب کے موقع پر کہا: ''مسلمان کام نہیں کرنا چاہتے۔ مستقل جدوجہد کرنا ان کے لیے ناممکن ہے۔ وہ بغیر کام کیے زندگی کی بہترین آسائشیں چاہتے ہیں۔ اس سوچ کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ فوج کی طرح سخت محنت، ہمت اور ایک ساتھ کام کر کے ہی آپ وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں جو آپ چاہتے ہیں''۔ مسٹر جناح نے مزید کہا: ''نمایاں کارکردگی دکھانے کے لیے کٹھن کام کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے چستی اور ہمت کی ضرورت ہے۔ ہمیں مزید ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان، دہلی)

ماں، بیٹی اور بیٹے کو قتل کر دیا

بہاولپور بہاولپور کی تحصیل یزمان کے نواحی علاقہ DB/114 میں کیم جنوری کو رات کے وقت نا معلوم مسلح افراد نے محمد رفیق نامی شخص کی بیوی جمیلاں، بیٹی مصباح اور بیٹے وحید کو ایک علیحدہ کمرے میں لے جا کر باندھ دیا۔ بعدازاں ان سب کو گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ محمد رفیق نے بتایا کہ مسلح افراد نے اسے کہا کہ وہ بزرگ ہیں اس وجہ سے انہیں زندہ چھوڑا جا رہا ہے جبکہ اس کی بہن اور بھانجے کو مہمان ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ملزمان کے جانے کے بعد اس نے اپنے ہاتھ کھولے اور دیکھا کہ اس کی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جمیلاں کے بھائی کی رپورٹ پر پولیس نے نا معلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(اسد اللہ)

دونو جوانوں کی مسخ شدہ لاشیں برآمد

ماشکیل 25 جنوری کو شام کے وقت تحصیل بیسمہ کے نواحی علاقے شنگر کراس سے دو افراد کی مسخ شدہ نعشیں برآمد ہوئی ہیں۔ جنہیں مقامی انتظامیہ کے اہلکاروں نے مقامی ہسپتال منتقل کر دیا جہاں ان کی شناخت قریبی گاؤں کیپر رخشان کے رہائشی نوجوانوں چاکر خان بلوچ اور حبیب اللہ بلوچ کے ناموں سے ہوئی۔ نعشوں پر تشدد اور گولیوں کے واضح نشانات دیکھے گئے۔ پولیس نے نا معلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزموں کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جا سکا۔ مقتولین سے ان کی زندگی کا حق چھینا گیا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔ (فاروق کبدانی)

پولیس پر انتہا پسندوں کا حملہ

ٹانک 27 جنوری بروز سوموار کو وادی گومل میں دوران گشت پولیس موبائل پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ ہوا جس کے باعث اے ایس آئی جاں بحق جبکہ پانچ پولیس اہلکار شدید زخمی ہوگئے۔ پولیس ذرائع کے مطابق تھانہ گومل کی پولیس معمول کے مطابق گشت پر تھی کہ جیسے ہی پولیس موبائل علاقہ ولی کوٹ کے قریب پہنچی تو نا معلوم افراد کی جانب سے پہلے سے نصب بارودی مواد خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا جس کی زد میں آ کر تھانہ گومل پولیس کے اے ایس آئی جمیل جاں بحق ہوگئے جبکہ دیگر پانچ اہلکار جس میں عصمت اللہ، شفیع اللہ، عرفان اللہ، غلام نبی اور علاؤالدین شامل تھے شدید زخمی ہوگئے۔ زخمیوں کو طبی امداد کیلئے فوری طور پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹانک منتقل کر دیا گیا۔ جہاں شفیع اللہ کو تشویشناک حالت میں ڈیرہ اسماعیل خان ریفر کر دیا گیا۔ دریں اثناء مذکورہ واقع کی رپورٹ کیلئے ٹانک سے اہلکار میر عباس کو ڑ قلعہ کے قریب حادثے کا شکار ہو کر جاں بحق ہوگیا۔ جس کی لاش کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹانک منتقل کر دیا گیا سول ہسپتال ٹانک میں مقامی انتظامیہ نے واقع کی رپورٹنگ کرنے سے صحافیوں کو روک دیا۔ پولیس افسران کا کہنا ہے کہ پولیس کی گاڑی کو مشتبہ انتہا پسندوں نے نشانہ بنایا تھا۔ پولیس کی حملہ آوروں کی گرفتاری کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

(محمد ارشاد)

کاری، کارو کہہ کر مارڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 26 دسمبر سے 25 جنوری تک 22 افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 16 خواتین اور 6 مرد شامل ہیں۔ 22 واقعات کے مقدمات درج ہوئے اور 8 واقعات میں ملوث ملزمان گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
26 دسمبر	ن	خاتون	18 برس	شادی شدہ	محمد سلیم جاکرانی	بندوق	شوہر	گوٹھ بھوروخان جاکرانی ضلع جیکب آباد	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
26 دسمبر	شینہون جاکرانی	مرد	22 برس	۔	۔	بندوق	رشتہ دار	۔	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
27 دسمبر	ص	خاتون	۔	شادی شدہ	خادم۔ عبدالکریم۔ عبیداللہ	بندوق	دیور	گوٹھ پاروپھنگوار۔ بخشاپور ضلع کشمور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
یکم جنوری	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	حضور بخش واسوانو	بندوق	بھائی	گوٹھ عمر گاہوٹی ضلع نواب شاہ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
یکم جنوری	مزار علی	مرد	۔	شادی شدہ	حضور بخش واسوانو	بندوق	بھائی	گوٹھ عمر گاہوٹی ضلع نواب شاہ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
3 جنوری	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	واحد بخش چانڈیو	بندوق	دیور	میاں صاحب ضلع شکارپور	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
6 جنوری	ن م	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	نادر میرانی	بندوق	بھائی	ضلع کندکوٹ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
6 جنوری	س	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	بندوق	شوہر	ڈھاڈر	۔	درج	۔	روزنامہ انتخاب
8 جنوری	و ک	خاتون	18 برس	غیر شادی شدہ	سوگھو کلہوڑو	گلا دبا کر	بھائی	روہڑی ضلع سکھر	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
8 جنوری	ف ح	خاتون	30 برس	شادی شدہ	عبداللہ بروہی	بندوق	دیور	گوٹھ خیرواہ ضلع جیکب آباد	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
9 جنوری	ح	خاتون	۔	شادی شدہ	صابر علی	بندوق	شوہر	جعفر آباد	۔	درج	۔	روزنامہ انتخاب
9 جنوری	علی گل	مرد	۔	غیر شادی شدہ	صابر علی	بندوق	۔	جعفر آباد	۔	درج	۔	روزنامہ انتخاب
11 جنوری	ت ح	خاتون	۔	شادی شدہ	عبید بیسانی	کلہاڑی	شوہر	ڈوکری ضلع لاڑکانہ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
14 جنوری	ص	خاتون	20 برس	غیر شادی شدہ	غلام شبیر جلبانی	بندوق	بھائی	گوٹھ رب جونیجو۔ سجاول جونیجو ضلع ٹھٹھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
16 جنوری	م	خاتون	26 برس	شادی شدہ	عیوض مارفانی	بندوق	شوہر	گوٹھ رہڑی۔ میاں صاحب ضلع شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
17 جنوری	ص	خاتون	۔	شادی شدہ	امام بخش مہر	بندوق	شوہر	گوٹھ لوہی پل ضلع گھوٹکی	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
20 جنوری	علی خان کلہوڑو	مرد	60 برس	شادی شدہ	گل حسن کلہوڑو	بندوق	بھتیجا	ضلع قمبر	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
20 جنوری	ص	خاتون	۔	شادی شدہ	گل حسن کلہوڑو	بندوق	بھتیجا	ضلع قمبر	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
23 جنوری	ص	خاتون	30 برس	شادی شدہ	میر حسن بروہی	بندوق	بھائی	گڑھی خیرو ضلع لاڑکانہ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
20 جنوری	احمد حسین بروہی	مرد	25 برس	شادی شدہ	میر حسن بروہی	بندوق	بھائی	گڑھی خیرو ضلع لاڑکانہ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
24 جنوری	ش	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	ضمیر	کلہاڑی	بھائی	گوٹھ رمضان پھار و ضلع گھوٹکی	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
25 جنوری	الف	خاتون	۔	شادی شدہ	نظام الدین	بندوق	شوہر	گوٹھ نور محمد پہوڑ ضلع جیکب آباد	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش

عورتیں

بیوی کو تشدد کا نشانہ بنایا

سوات 4 جنوری کو سوات کے ایک گاؤں بیدرہ میں اعتبار خان نامی شخص نے گھریلو ناچاقی کی بنا پر اپنی بیوی دلشاد بیگم کے سر کے بال منڈوا دیئے اور اسے جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا۔ وقوعہ کے بعد دلشاد بیگم تھانے پہنچ گئی اور اپنے شوہر کے خلاف مقدمے کے اندراج کی درخواست دائر کی۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک اسے گرفتار نہیں کیا گیا۔ (فضل ربی)

خاوند پر تشدد کرنے کا الزام

عمرکوٹ عمرکوٹ کے شہر شادی پلی شہر کے غریب آباد محلے سے ڈھائی ماہ قبل پسند کی شادی کرنے والی صوبیہ نے اپنے شوہر محمد عرس سے طلاق لینے کے لیے 17 دسمبر کو عدالت میں درخواست داخل کراتے ہوئے کہا کہ اس نے 5 نومبر 2013 کو عمرکوٹ شہر کے رہائشی محمد عرس سے پسند کی شادی کی تھی۔ درخواست گزار کے مطابق اس کا شوہر تشدد کا نشانہ بناتا ہے۔ اس نے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا اور یہ بھی درخواست دائر کی کہ اس کی زندگی کا اس کے خاوند سے خطرہ ہے، اسے تحفظ فراہم کیا جائے۔ (اوکھو منروپ)

دو لڑکیوں کو اغواء کرلیا گیا

نوشہرو فیروز 12 دسمبر 2013 کو ہالانی تھانے کی حدود گاؤں کھبا نتو مہیر میں ماروی سولنگی نامی خاتون نے خادم مہیر نامی شخص سے عدالت میں پسند کی شادی کی تھی۔ اس پر سولنگی برادری کے افراد نے مشتعل ہوکر 30 دسمبر کو خادم حسین کے ماموں کیوڑہ مہیر کے گھر زبردستی گھس کر ان کی دو بیٹیوں کو اغواء کرلیا۔ اس وقوعہ سے ایک مرتبہ پہلے بھی سولنگی برادری کے افراد نے ایک خاتون کو اغواء کرلیا تھا تاہم بعد ازاں بااثر لوگوں کی مداخلت سے اس کو رہا کر دیا گیا تھا۔ اغواء شدہ لڑکیوں کے باپ کا کہنا تھا کہ خادم حسین اس کا بھانجا ہے جس نے ماروی سولنگی سے پسند کی شادی کی تھی۔ لیکن ان کے اس عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کی دو بیٹیوں کو سولنگی برادری کے لوگوں نے اغواء کر کے اپنے گاؤں میں قید کر رکھا ہے۔ خادم حسین نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ اس کی بیٹیوں کو فوری بازیاب کرایا جائے اور ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

(منظور حسین)

بیوی کی جان لے لی

ٹوبہ ٹیک سنگھ 20 دسمبر کو گھریلو تنازع پر سی پلاٹ پیر محل کے رہائشی عاشق حسین نے اپنی بیوی مسرت کو کلہاڑی کے وار کر کے زخمی کر دیا تھا اور موقع سے فرار ہو گیا تھا۔ جس کو طبی امداد کے لیے ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا جہاں وہ زندگی و موت کی کش مکش میں رہنے کے بعد دم توڑ گئی۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا ہے۔ مگر رپورٹ بھیجنے تک ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ ملزم نے اس غیر قانونی اقدام کے ذریعے اپنی بیوی کو اس کی زندگی کے حق سے محروم کیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

نوجوان لڑکی کا اغواء

عمرکوٹ 25 دسمبر کو تحصیل کنری کے علاقے میں گنیش نامی شخص نے کنری تھانے میں اپنی بیٹی بھگوان کے اغواء کا مقدمہ چار جوابداروں کے خلاف درج کرایا۔ بعدازاں مغویہ شریمتی بھگوانی کے چچا موہن لال نے ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ کو بتایا کہ اس کی بھتیجی کو یکم دسمبر کو اغواء کرلیا گیا تھا۔ انہوں نے کنری تھانے میں درخواست دی کہ جوابدروں نے پڑوسی رائیدان کے بیٹے دلیپ کمار کی مدد سے ان کی لڑکی کو اغواء کیا ہے۔ رپورٹ کے ارسال ہونے تک لڑکی بازیاب نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی ملزموں کو گرفتار کیا گیا تھا۔

(اوکھو منروپ)

بیوی کو قتل کر دیا

بہاولپور حاصل پور کے نواحی علاقے موضع شاہری بہرام میں سکھاں کی بیٹی پچاس سالہ رانی بی بی کی نو سال قبل عبدالرزاق سے شادی ہوئی تھی۔ ان کے ہاں اولاد پیدا نہ ہونے پر خاوند اپنی بیوی سے جھگڑتا رہتا تھا۔ جس سے دلبرداشتہ ہوکر رانی بی بی اپنے والدین کے گھر واپس آ گئی۔ 19 دسمبر کو عبدالرزاق اپنے ساتھیوں ظفر اور سجاد کے ہمراہ اپنے سسرال آیا اور فائرنگ کر کے اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ تھانہ صدر نے مقتولہ کی والدہ کی رپورٹ پر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ ملزم نے اپنے غیر قانونی اقدام سے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی کی ہے اور مقتولہ کو اس کی زندگی کے حق سے محروم کیا ہے۔

(اسد اللہ)

بھائی اور بیوی کو قتل کر دیا

سوات کوہستان کے علاقے میں سرزمین نامی شخص نے اپنے بھائی پرویز اور اس کی بیوی بخت کو ناجائز تعلقات کا الزام لگا کر قتل کر دیا۔ ملزم سرزمین موقع واردات سے فرار ہو گیا۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے تاہم یہ رپورٹ ارسال ہونے تک اس کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جاسکا۔ ملزم نے اپنے اس غیر قانونی اقدام سے اپنے بھائی اور بیوی کو زندگی کے حق سے محروم کیا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور اور پاکستان کے آئین کے تحت انہیں حاصل تھا۔ (فضل ربی)

غیرت کے نام پر قتل کر دیا گیا

بونیر 27 نومبر 2013 کو بونیر میں تیس سالہ لڑکی سلیم بی بی ولد اول خان کی لاش اس کے گھر سے برآمد ہوئی۔ اس کے شوہر کا کہنا تھا کہ لڑکی نے نامعلوم وجوہات کی بنا پر خود کو گولی مار کر خودکشی کی ہے۔ تاہم لڑکی کے بڑے بھائی نے مقامی تھانے میں مقدمہ درج کروادیا ہے۔ مقدمہ درج ہونے کے بعد پولیس نے واقعے کی تحقیقات کیں اور ایک ماہ کی تفتیش کے بعد پولیس اس نتیجے پر پہنچی کہ یہ خودکشی کا واقعہ نہیں تھا بلکہ لڑکی کو دانستہ طور پر قتل کیا گیا تھا۔ اس کے بعد پولیس نے لڑکی کے خاوند کو گرفتار کرلیا اور اس سے پوچھ گچھ کی جس نے پولیس کے سامنے اعتراف کرلیا کہ اس نے دانستہ طور پر لڑکی کو قتل کیا تھا کیونکہ اس کے کسی کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ لہٰذا اس نے اسے غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔

(مامون)

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 26 نومبر سے 25 جنوری تک 98 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 83 خواتین شامل ہیں۔ 62 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 13 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
26 نومبر	س	خاتون	18 برس	غیر شادی شدہ	-	-	چوہنگ، لاہور	-	-	روزنامہ خبریں
26 نومبر	الف	مرد	3 برس	غیر شادی شدہ	اشرف	اہل علاقہ	لیل گاؤں، نشتر کالونی، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ نیوز
29 نومبر	فرحت	خاتون	-	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	سانده	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 نومبر	س	خاتون	13 برس	غیرشایدشدہ	الطاف	اہل علاقہ	گاؤں اوگنڈ، فاروق آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 نومبر	ن	خاتون	-	شادی شدہ	نصیر احمد	اہل علاقہ	چک 422 گ ب، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 نومبر	ع	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	عثمان	اہل علاقہ	غلام محمد آباد، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 نومبر	الف	خاتون	-	شادی شدہ	غلام رسول	اہل علاقہ	چک 51/3 آر، اوکاڑہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30 نومبر	-	خاتون	-	-	-	-	مریدکے	-	-	روزنامہ جنگ
30 نومبر	ب	خاتون	12 برس	غیر شادی شدہ	عدنان	اہل علاقہ	رستم پور، مریدکے	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
30 نومبر	-	خاتون	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	گگومنڈی، بورے والا	-	-	روزنامہ جنگ
30 نومبر	-	خاتون	-	غیر شادی شدہ	نوید	اہل علاقہ	گوروناتک پور، فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
30 نومبر	-	مرد	6 برس	غیر شادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	حاصل پور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
2 دسمبر	محمد عظیم	مرد	8 برس	غیر شادی شدہ	صابر حسین، احمد حسن	اہل علاقہ	رائناں والا، خانقاہ ڈوگراں	درج	-	روزنامہ خبریں
2 دسمبر	م	خاتون	8 برس	غیر شادی شدہ	سجاد	اہل علاقہ	گاؤں کوٹ ناصر خان، کوٹ رادھا کشن	-	-	روزنامہ نئی بات
2 دسمبر	-	خاتون	-	غیر شادی شدہ	صغیر	اہل علاقہ	سکندر آباد، فیروزوالہ	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
2 دسمبر	-	مرد	-	غیر شادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	ٹاؤن، اوکاڑہ	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
2 دسمبر	-	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	حاصل پور	درج	-	روزنامہ دنیا
4 دسمبر	وسیم	مرد	16 برس	غیر شادی شدہ	قاری حسنات	معلم	گاؤں مدوکی، چھانگا مانگا	درج	-	روزنامہ دنیا
5 دسمبر	ع	خاتون	-	-	عبدالرسول، عدنان	اہل علاقہ	گاؤں بھولا چک، شاہ کوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
5 دسمبر	ف	خاتون	-	غیر شادی شدہ	-	-	فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
5 دسمبر	-	-	-	-	منصور آباد، فیصل آباد	-	-	-	-	روزنامہ نوائے وقت
6 دسمبر	-	خاتون	-	-	-	-	ایف سی کالج پل، لاہور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
6 دسمبر	ش	خاتون	-	-	پرویز	اہل علاقہ	گاؤں مان، قصور	-	-	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6دسمبر	ش	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	عارف حسین		اہل علاقہ	چک 269رب، ڈجکوٹ		ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6دسمبر	الف	خاتون	ـ	شادی شدہ	امجد		اہل علاقہ	ٹھیکری والہ، چک 74ج ب، فیصل آباد		ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
14دسمبر	نادیہ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	شفیق		اہل علاقہ	اللہ آباد، قصور		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
14دسمبر	ح	خاتون	ـ	ـ	عمران		اہل علاقہ	محلّہ رسول پورہ، غلام محمد آباد، فیصل آباد		ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16دسمبر	م	خاتون	ـ	شادی شدہ	محمد جاوید		اہل علاقہ	چک 20، ننکانہ		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16دسمبر	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	قیصر		اہل علاقہ	چک 232، رب، فیصل آباد		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16دسمبر	ر	خاتون	ـ	ـ	فرید		اہل علاقہ	گنڈا بازار، جڑانوالہ		درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
16دسمبر	حیدر علی	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	طاہر عباس		اہل علاقہ	149 ای بی، پاکپتن		درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
16دسمبر	ن	خاتون	12برس	غیر شادی شدہ	ـ		اہل علاقہ	عبداللہ شاہ غازی گوٹھ، کراچی		ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
21دسمبر	ش	خاتون	10برس	غیر شادی شدہ	ـ		اہل علاقہ	پیر کالونی، ملتان		درج	گرفتار	روزنامہ نیوز
22دسمبر	ن پ	خاتون	ـ	شادی شدہ	اللہ دتہ		اہل علاقہ	گاؤں 21/2 ایل، اوکاڑہ		ـ	ـ	روزنامہ نیوز
23دسمبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	فراست، اعجاز، عابد		اہل علاقہ	کوڑے پنڈ، لاہور		درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
23دسمبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ		اہل علاقہ	چک 229رب، فیصل آباد		ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
24دسمبر	ع	خاتون	4برس	غیر شادی شدہ	نادر		اہل علاقہ	جان محمد روڈ، نواب ٹاؤن		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
27دسمبر	ث	خاتون	ـ	ـ	فیاض		اہل علاقہ	سکھیکی		درج	ـ	روزنامہ دنیا
28دسمبر	ـ	خاتون	20برس	ـ	ـ		ـ	اسلام پورہ، لاہور		درج	ـ	روزنامہ نئی بات
29دسمبر	ص	خاتون	20برس	غیر شاید شدہ	طافق		اہل علاقہ	چک 534 گ ب، فیصل آباد		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
29دسمبر	ف	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	طارق		اہل علاقہ	چک 534 گ ب، فیصل آباد		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
29دسمبر	ن	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	مدثر		اہل علاقہ	سمندری، فیصل آباد		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
29دسمبر	ک	خاتون	ـ	ـ	رفیع		اہل علاقہ	گڑھ چلی فتیانہ، فیصل آباد		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
29دسمبر	ر	خاتون	ـ	شادی شدہ	عارف		اہل علاقہ	چک 605 گ ب، فیصل آباد		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
29دسمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ		ـ	تاندلیانوالہ، فیصل آباد		ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
29دسمبر	س	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ		اہل علاقہ	شورکوٹ		درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
28دسمبر	ن	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	عبدالمجید		اہل قہ	سیفیہ پارک، جڑانوالہ		ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
28دسمبر	ک	خاتون	ـ	ـ	سرفراز		اہل علاقہ	فیصل آباد		ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
28دسمبر	س	خاتون	۔	۔	انور		اہل علاقہ	کھرڑیانوالہ،فیصل آباد		۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
29دسمبر	غ	خاتون	۔	۔	یوسف		اہل علاقہ	برج آرائیاں، گوجرانوالہ		درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
31دسمبر	۔	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔		استاد	ملتان		درج	۔	روزنامہ خبریں
یکم جنوری	س	خاتون	۔	۔	ایوب		اہل علاقہ	گلشن سجاد کالونی، پتوکی		۔	۔	روزنامہ خبریں
2 جنوری	آصف علی کھوسو	مرد	15ابرس	۔	دیدار کھوسو، حیدار، نظیر، عرض محمد		اہل علاقہ	دیھ سیڈل کمال، بلع نواب شاہ		درج	۔	روزنامہ کاوش
2 جنوری	واحد بخش بھٹی	مرد	10برس	۔	عبدالکریم لغاری، ممتاز		اہل علاقہ	جیکب آباد		درج	۔	روزنامہ کاوش
4 جنوری	۔	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	۔		اہل علاقہ	ساہیانوالہ،فیصل آباد		درج	۔	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
4 جنوری	فاطمہ	خاتون	4برس	غیرشادی شدہ	ظہیر		اہل علاقہ	ماچھیوال		درج	گرفتار	روزنامہ دنیا
4 جنوری	احسان	مرد	13برس	غیرشادی شدہ	۔		۔	چوٹی زیریں		درج	۔	روزنامہ جنگ ملتان
5 جنوری	رب	خاتون	۔	۔	سجاد		۔	رحیم یارخان		درج	۔	روزنامہ جنگ ملتان
6 جنوری	ع	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	یاسر، عاصم، عاطف		اہل علاقہ	موچی پورہ، فیصل آباد ٹاؤن، لاہور		درج	۔	روزنامہ پنشن
7 جنوری	صباء	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	بلال		۔	انجینئرنگ یونیورسٹی، باغبانپورہ، لاہور		درج	۔	روزنامہ خبریں
8 جنوری	م	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	عمران، صدام کھوکھر، صدام چانڈیو		اہل علاقہ	خواجہ پیر کالونی، ظاہر پیر		۔	۔	روزنامہ خبریں
8 جنوری	ع	خاتون	12برس	غیرشادی شدہ	عمران، صدام کھوکھر، صدام چانڈیو		اہل علاقہ	چک 22 ایس پی، پاکپتن		درج	۔	روزنامہ نیوز
8 جنوری	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	وسیم		اہل علاقہ	چک 22 ایس پی، پاکپتن		درج	۔	روزنامہ نیوز
8 جنوری	وسیم	مرد	12برس	غیرشادی شدہ	۔		اہل علاقہ	243رب، ڈجکوٹ، فیصل آباد		۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
9 جنوری	ذ	خاتون	8برس	غیرشادی شدہ	۔		اہل علاقہ	نیابازار، جڑانوالہ، فیصل آباد		۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
10 جنوری	امینا	خاتون	30برس	غیرشادی شدہ	امین		والد	سجاول، ٹھٹھہ		درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
10 جنوری	ساجدہ	خاتون	27برس	۔	امین		والد	سجاول، ٹھٹھہ		درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
11 جنوری	پ	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	شیرعلی		اہل علاقہ	گڑھ موضع کلیاں والا، ڈسکہ		درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
11 جنوری	ف	خاتون	6برس	غیرشادی شادہ	۔		۔	مشرقی بھائی پاس کوئٹہ		درج	گرفتار	روزنامہ انتخاب
12 جنوری	ز	خاتون	۔	شادی شدہ	محمد رمضان		اہل علاقہ	چک 534 گ ب، فیصل آباد		درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
12 جنوری	ن	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	نثار احمد		اہل علاقہ	چک جھمرہ، چک 102 ج ب		درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
12 جنوری	سکندر	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	منور		اہل علاقہ	چونگی نمبر 15، حافظ آباد		درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
12 جنوری	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	شمعون		اہل علاقہ	چک 130/9 ایل، ساہیوال		۔	۔	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
13 جنوری	وقاص	مرد	13 برس	غیر شادی شدہ	کاشف، انعام اللہ		-	چوک اعظم		درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
13 جنوری	س	خاتون	17 برس	غیر شادی شدہ	فیاض احمد		-	حاجی پور میاں والی قریشیاں		درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
17 جنوری	س	خاتون	13 برس	-	پیر بخش، سلیم، ولی محمد شیدی		اہل علاقہ	گوٹھ ہاشم بھڑگڑی، کوٹ غلام محمد ضلع میر پو خاص		درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
18 جنوری	ر	خاتون	-	غیر شادی شدہ	بابر		اہل علاقہ	ریس کورس، لاہور		درج	-	روزنامہ نوائے وقت
18 جنوری	-	مرد	-	غیر شادی شدہ	-		اہل علاقہ	رحیم یار خان		-	-	روزنامہ نوائے وقت
18 جنوری	س	خاتون	7 برس	غیر شادی شدہ	-		اہل علاقہ	رحیم یار خان		-	-	روزنامہ نوائے وقت
18 جنوری	ص	خاتون	-	-	عبدالغفار		-	چشتیاں		درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
19 جنوری	ر	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	ذوالفقار، آصف، اجمل		اہل علاقہ	شور کوٹ		درج	-	روزنامہ ایکسپریس
19 جنوری	ش	خاتون	8 برس	غیر شادی شدہ	جمیل		رشتہ دار	رحیم یار خان		درج	-	روزنامہ خبریں ملتان
19 جنوری	ن	خاتون	-	-	صدیق		-	ٹبہ بدر شہید، بہاولپور		درج	-	شیخ مقبول حسین
20 جنوری	س	خاتون	12 برس	غیر شادی شدہ	اسد اللہ کور		اہل علاقہ	خیر پور		درج	-	روزنامہ کاوش
20 جنوری	گ	خاتون	-	غیر شادی شدہ	امیر خان		-	ٹھل حمزہ، رحیم یار خان		درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
21 جنوری	-	خاتون	9 برس	غیر شادی شدہ	-		-	گھٹیار، رحیم یار خان		درج	-	روزنامہ خبریں
21 جنوری	-	خاتون	7 برس	غیر شادی شدہ	-		-	شادمان کالونی، گجرات		درج	-	روزنامہ ایکسپریس
22 جنوری	ح	خاتون	-	شادی شدہ	عثمان، شکیل، سلیم، بشیر		اہل علاقہ	ہڈیارہ، لاہور		درج	-	روزنامہ ایکسپریس
22 جنوری	الف	خاتون	25 برس	غیر شادی شدہ	سلیم		-	چک 547 گ ب، تاندلیانوالہ		-	-	روزنامہ خبریں
22 جنوری	-	خاتون	13 برس	غیر شادی شدہ	محمد شہباز		ماموں	گاؤں اوجلہ خورد، گکھڑ منڈی		درج	-	روزنامہ نوائے وقت
23 جنوری	ز	خاتون	-	غیر شادی شدہ	بلاول، نہال، بلخ شیخ		اہل علاقہ	میر پور ماتھیلو، گھوٹکی		-	گرفتار	روزنامہ کاوش
23 جنوری	ز	خاتون	-	غیر شادی شدہ	پولیس اہلکار		اہل محلّہ	بالا، ٹیاری		درج	-	روزنامہ کاوش
23 جنوری	ن	خاتون	-	شادی شدہ	مگھو کولہی، پرویز		اہل محلّہ	کنری، نواب شاہ		درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
23 جنوری	ک	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	نیک محمد		اہل محلّہ	تلہار، بدین		درج	-	روزنامہ کاوش
23 جنوری	الف	خاتون	5 برس	غیر شادی شدہ	سنی مسیح		-	سبی		درج	گرفتار	روزنامہ انتخاب
24 جنوری	-	خاتون	13 برس	غیر شادی شدہ	عابد		-	گوجرانوالہ		-	-	روزنامہ نوائے وقت
24 جنوری	-	خاتون	5 برس	غیر شادی شدہ	-		-	سبی		درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
25 جنوری	محمد عامر	مرد	10 برس	غیر شادی شدہ	رمضان		-	ڈبی شاہ کوٹ ادو		-	-	روزنامہ جنگ ملتان

بچے

بچی کی نعش کی تدفین کی مخالفت

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاقے اکھووال میں احمدی خاندان کی ڈیڑھ سالہ بچی کی نعش کو دفنانے کی مخالفت کی گئی درجنوں افراد نے انہیں بچی کی نعش کو گاؤں کے قبرستان میں دفنانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ بچی کا انتقال 19 دسمبر کو ہوا تھا اور اسے 20 دسمبر کو دفنانے کے لیے مقامی قبرستان لے جایا گیا جہاں مولوی کی قیادت میں درجنوں افراد جو کہ لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے مسلح تھے، جمع ہوگئے۔ آخر کار گاؤں کے ایک مسلمان رہائشی کی جانب سے فراہم کردہ زمین جو کہ قبرستان سے چند میٹر کے فاصلے پر تھی، میں نعش کو دفنایا گیا۔ ضلعی انتظامیہ نے مسلح افراد کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ (اعجاز اقبال)

کمسن بچے نے بہنوئی کو مار ڈالا

چارسدہ 17 دسمبر کو روزنامہ مشرق، روزنامہ آج، روزنامہ ایکسپریس اور بہت سے دیگر اخبارات نے خبر شائع کی کہ جمال الدین نامی 12 سالہ لڑکے نے چارسدہ کی ضلعی عدالت میں اپنے بہنوئی لیاقت کو قتل کر دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق جمال الدین نے الزام عاید کیا تھا کہ اس کے بہنوئی نے اس کی بہن کو فروخت کر دیا تھا اور اس سے زیورات چھین لئے تھے۔ تاہم پولیس نے جمال کو گرفتار کر لیا اور اسے جیل بھیج دیا گیا۔ ایچ آر سی پی نے واقعہ کے اصل حقائق معلوم کرنے کے لیے ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی۔ ٹیم نے مذکورہ مقدمے کی ایف آئی آر کی نقل حاصل کرنے کے لیے پولیس سٹیشن سٹی ڈسٹرکٹ چارسدہ کا دورہ کیا اور وقوعے کے بارے میں چند ابتدائی معلومات حاصل کیں۔ سٹی پولیس سٹیشن کے محرر نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو بتایا کہ جمال کا باپ ابراہیم اور دو بھائی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے جیل میں ہیں۔ پولیس نے ایچ آر سی پی کو یہ بھی بتایا کہ جمال اس وقت سنٹرل جیل پشاور میں ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ جیل چارسدہ میں کم عمر بچوں کے لیے کوٹھڑی نہیں ہے۔ ایچ آر سی پی کی ٹیم نے جمال کی پشاور منتقلی کی تصدیق کرنے کے لیے ڈسٹرکٹ جیل چارسدہ کا دورہ کیا اور حکام سے ملاقات کی۔ ایف آئی آر کی نقل اور جمال کا پتہ حاصل کرنے کے بعد ایچ آر سی پی کی ٹیم نے جمال کے گھر کا دورہ کیا۔ جو سٹی پولیس سٹیشن سے پانچ کلومیٹر دور نوشہرہ روڈ پر ایک چھوٹے سے گاؤں کپتان کورونا میں واقع تھا۔ ایچ آر سی پی کی ٹیم کے علم میں یہ بات آئی کہ جمال کے اہل خانہ ایک کرائے کے گھر میں رہ رہے ہیں اور تمام مرد حضرات اس واقعے کی وجہ سے وہاں سے جا چکے تھے اور ان میں سے کچھ جیل میں تھے۔ وہاں صرف اس کی ماں، دو بہنیں اور ایک بھائی تھا جس کی عمر پانچ سال تھی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ وقوعے کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ جمال کی ماں نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایچ آر سی پی نے ہمسایوں سے جمال کے بارے میں پوچھ گچھ کی لیکن کوئی بھی اس کے بارے میں بات کرنے پر رضا مند نہیں تھا۔ بعدازاں اس کے کچھ ہمسایوں نے ایچ آر سی پی سے اس شرط پر تعاون کیا کہ ان کے نام صیغہ راز میں رکھے جائیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ اس خاندان کے بعض افراد جرائم میں ملوث ہیں۔ ان کا باپ اور دو بھائی منشیات کی سمگلنگ کی وجہ سے جیل میں ہیں۔ ہمسایوں نے مزید بتایا کہ جرائم پیشہ سرگرمیوں میں ملوث رہتے ہیں اور اکثر اوقات مسلح ہوتے ہیں۔ مزید بتایا کہ انہیں وقوعے کا اخبارات پر شائع ہونے والی خبر کے ذریعے سے پتہ چلا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ جمال کی بہن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس کے بعد ٹیم نے مقتول لیاقت کے گاؤں کا دورہ کیا اور مقتول لیاقت کے بھائی فضل قیوم سے ملاقات کی۔ قیوم نے بتایا کہ اس کے بھائی لیاقت نے پانچ سال قبل سارہ نامی لڑکی سے شادی کی تھی جس کے بطن سے دو سال کا بچہ بھی ہے جس کا نام محمد علی ہے۔ قیوم نے مزید بتایا کہ جمال لیاقت کی بیوی کا بھائی نہیں بلکہ اس کا کزن ہے اور اس کے باپ کا نام اسماعیل ہے۔ اور تین ماہ پہلے سارہ نے کہا کہ وہ اپنے کزن کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہی ہے۔ لیاقت کی پہلی بیوی نے اسے پانچ تولے زیور دیئے جبکہ سارہ نے ان کے گھر سے پچاس ہزار روپے چرا لیے تھے۔ تین دن کے بعد اس کے کزن قاسم نے بتایا کہ سارہ مر چکی ہے اور وہ کمپلیکس ہسپتال میں ہے۔ ٹیم کمپلیکس ہسپتال حیات آباد پشاور پہنچی۔ جہاں اسے بتایا گیا کہ لڑکی کمپلیکس ہسپتال مردان میں زیر علاج ہے۔ اس کے بعد ٹیم کو معلوم ہوا کہ سارہ کو پشاور کے علاقے چمکنی میں کسی نے گولی مار کر زخمی کر دیا تھا اور اس سے زیورات اور رقم چھین لیے تھے۔ سارہ نے تھانہ چمکنی میں اس وقوعے کا مقدمہ بھی درج کرایا تھا۔ اس نے عباس نامی شخص پر الزام عائد کیا کہ اس نے اسے دھوکا دیا اور اس کی رقم اور زیورات چرا لیے تھے۔ سارا کا کہنا تھا کہ عباس نامی شخص نے اس سے شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ گھر سے فرار ہو کر کسی جگہ پناہ لے لیں گے اور ایک ساتھ زندگی بسر کریں گے۔ بعدازاں پولیس نے سارہ کو دارالامان بھجوا دیا پھر عدالت کے حکم پر اسے اس کے باپ کے حوالے کر دیا گیا۔ لیاقت کے بھائی قیوم نے ایچ آر سی پی کو بتایا کہ سارہ کا باپ لیاقت سے ناراض تھا کیونکہ وہ اسے اپنے گھر واپس نہیں لے جا رہا تھا اور اسی ناراضگی کی بنا پر اس نے جمال سے کہا کہ وہ لیاقت کو قتل کر دے۔ اس کے بعد ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے شبرہ میں واقع سارہ کے گھر کا دورہ کیا جو لیاقت کے گھر سے تین کلومیٹر دور تھا۔ سارہ کے ہمسایوں نے بھی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو بتایا کہ اسماعیل اور اس کے خاندان کے دیگر افراد جرائم پیشہ سرگرمیوں میں ملوث رہتے ہیں۔ اور ان کی آمدنی کا واحد ذریعہ لوگوں کو مختلف طریقوں سے دھوکہ دے کر ان سے رقم بٹورنا ہے۔ اسماعیل کی بھابھی نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو بتایا کہ اسماعیل اور اس کے اہل خانہ پشاور منتقل ہو چکے ہیں اور اب وہ یہاں نہیں رہتے۔ اس نے کہا کہ یہ گھر اسماعیل نے کرائے پر لیا تھا اور اسے پشاور میں ان کا پتہ معلوم نہیں۔ اسکا کہنا تھا کہ اسماعیل غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث تھا۔

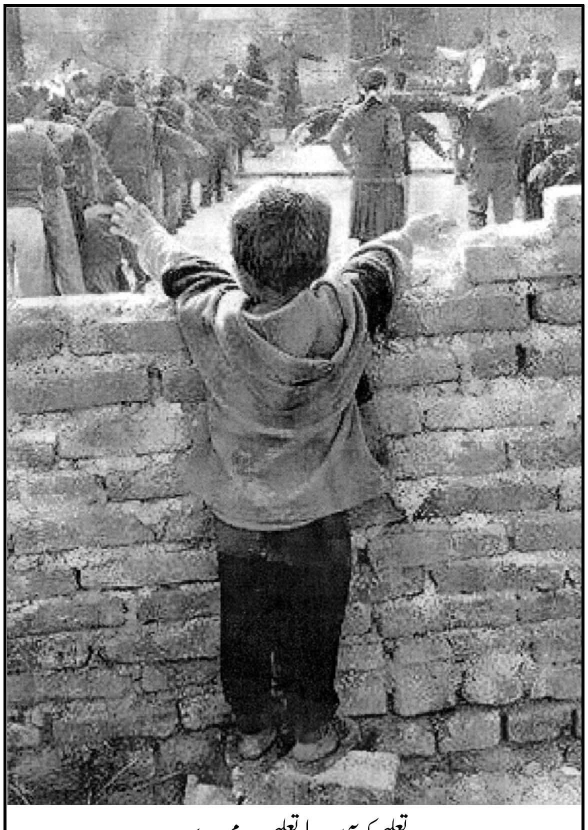

تعلیم کی آس لیے تعلیم سے محروم بچہ

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کے مشاہدات

ایچ آر سی پی کی ٹیم کی حاصل کردہ معلومات کے مطابق مقتول لیاقت اپنی بیوی سارہ کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم نہیں رکھنا چاہتا تھا اور اس سے علیحدگی چاہتا تھا جس کا سارہ کے اہل خانہ کو رنج تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنے ایک بچے کے ہاتھوں اسے قتل کروا دیا۔ وقوعے کی منصوبہ بندی جمال کے چچا اسماعیل نے کی تھی۔ مشاہدات کے مطابق ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس جرم میں جمال اور اس کے خاندان کے دیگر افراد برابر کے شریک ہیں۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

ایچ آر سی پی نے اوکاڑہ میں ''شہریوں کے مسائل اور منتخب نمائندوں سے ان کی رابطہ سازی'' کے موضوع پر ورکشاپ کا انعقاد کیا

کان کنوں کا اغواء

ہرنائی ڈسٹرکٹ ہرنائی کے علاقے شاہرگ سے 31 دسمبر کو کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے کئی کان کن اغواء کر لیے گئے۔ مسلح اغواء کار مختلف کانوں پر موجود 8 مزدوروں کو اغواء کر کے نامعلوم مقام پر لے گئے۔ اس واقعے کے خلاف شاہرگ کے کان کنان نے احتجاجاً کام چھوڑ کر احتجاج کیا اور مزدوروں کی بحفاظت بازیابی کا مطالبہ کیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک نہ تو مزدوروں کا سراغ لگایا جا سکا ہے اور نہ ہی ملزمان کی گرفتاری کو یقینی بنایا جا سکا تھا۔ کسی تنظیم یا گروہ نے ان کے اغواء کی ذمہ داری قبول نہیں کی تھی۔

(حمید اللہ)

ملزمان کو گرفتار کیا جائے

حیدر آباد 9 جنوری کو خیر پور میرس کے گاؤں پکا چانگ فیض گنج کے رہائشی ارباب علی چانگ نے اپنے بھائی کے قاتلوں کی عدم گرفتاری اور ملزمان کی جانب سے دھمکیاں دیئے جانے پر ارباب اختیار سے انصاف اور تحفظ کی اپیل کی ہے۔ حیدر آباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کے دوران ارباب چانگ نے کہا کہ اس کے معذور بھائی محبوب چانگ کو ملزمان نے گھر میں گھس کر کلہاڑیوں کے وار کر کے قتل کر دیا تھا۔

(لالہ عبدالحلیم)

مزدوروں کے لیے لیبر کالونی تعمیر کی جائے

تفتان ضلع چاغی کے سب ڈویژن تفتان میں بلوچستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً چھ ہزار محنت کش اپنے اہل خانہ کی کفالت کرنے کے لیے محنت مزدوری کرتے ہیں۔ ان مزدوروں کے لیے کوئی لیبر کالونی تعمیر نہیں کی گئی۔ محنت کش شدید گرمی اور سردی کے موقع میں تورابورا نامی پہاڑ کے نزدیک اپنی مدد آپ کے تحت خیمہ نما جگہوں اور کچی بستیوں میں رہائش پذیر ہیں۔

(یحییٰ خان)

بجلی کی لوڈ شیڈنگ

نوشکی ضلع نوشکی میں بجلی کی بندش کے باعث معمولات زندگی بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ بجلی کی بندش سے پانی کی قلت بھی ہے۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے طلباء اور طالبات کو امتحانات کی تیاری کے سلسلے میں مشکلات اور دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔ فصلیں سوکھنے کی وجہ سے زرعی شعبہ تباہ ہو گیا ہے۔ جس کے باعث کسان اور زمیندار معاشی بدحالی سے دوچار ہیں۔ متعلقہ اعلیٰ حکام سے اپیل ہے کہ بجلی کی طویل لوڈ شیڈنگ پر قابو پایا جائے۔

(محمد سعید)

دو محنت کشوں کو مار ڈالا

تربت 12 جنوری کو تربت کے علاقے دشتی بازار میں نامعلوم موٹر سائیکل افراد نے فائرنگ کر کے دو محنت کشوں کو قتل کر دیا۔ اور موقع سے فرار ہو گئے۔ پولیس کے مطابق مقتولین کا نام امین ولد غلام رسول سکنہ زہری خضدار اور عاقل ولد یار جان سکنہ آبسر ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ عاقل اپنی دوکان میں دودھ خرید رہا تھا کہ نامعلوم افراد کی فائرنگ کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ پولیس نے نعشوں کو اپنی تحویل میں لے کر سول ہسپتال سے پوسٹ مارٹم کروانے کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیا ہے۔ منتقل کر دیا ہے۔ نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا تھا مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ان کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جا سکا۔

(نامہ نگار)

گولی مار کر ہلاک کر دیا

بہاولنگر بہاولنگر کے علاقے کے رہائشی شوکت علی نے 31 دسمبر کو محمد اظہر کے گھر میں گھس کر فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ مقتول اظہر کے بھائی مہر امین نے شوکت علی کی بہن سے منگنی توڑ دی تھی جس کا ملزم کو رنج تھا۔ محمد اظہر کے بھائی محمد عمران کی رپورٹ پر پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ تاہم رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ملزم نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی کر کے مقتول سے اس کی زندگی کا حق چھینا ہے۔

(اسد اللہ)

سیاسی رہنما پر قاتلانہ حملہ

باجوڑ ایجنسی 16 جنوری کو مسلم لیگ (ن) کے رہنما پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا گیا۔ حاجی گل کریم اپنی کار پر باجوڑ کی تحصیل سالارزئی کے علاقے تانگی سے گزر رہے تھے کہ سڑک کنارے نصب ریموٹ کنٹرول بم پھٹ گیا۔ جس کی زد میں آنے سے وہ بال بال بچے گئے۔ تاہم ان کی کار کو جزوی طور پر نقصان پہنچا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ ملزمان نے مذکورہ کارروائی کر کے حاجی گل کریم سے زندگی کا حق چھیننے کی کوشش کی ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل ہے۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

انڈیا میں غذائی تحفظ

ایس۔ منہدر دیو

تعارف

غذائی تحفظ کو یقینی بنانا بھارت جیسے ملک کے لیے بہت اہمیت کا معاملہ ہونا چاہئے جہاں اندازوں کے مطابق ایک تہائی سے زیادہ آبادی شدید غربت کی زندگی گزار رہی ہے اور پچاس فیصد کسی نہ کسی طرح غذائی قلت کا شکار ہیں۔ غذائی تحفظ کا تصور غذا کی دستیابی اور استحکام سے گھرانہ وار غذا، غذائی عدم تحفظ اور غذائی قلت میں تبدیل ہوا ہے۔ غذا کی دستیابی اور رسائی کے علاوہ قوت بخش غذا کا تحفظ بھی اہمیت کا اختیار کرگیا ہے۔ بھارتی معیشت نے اصلاحات کے بعد کے دور جس کا آغاز 1991 میں ہوا تھا، میں اقتصادی ترقی کے حوالے سے اچھی کارکردگی دکھائی ہے۔ گزشتہ دو دہائیوں میں جی ڈی پی کی شرح سالانہ چھ فیصد سے زائد رہی ہے اور اس وقت بھارت کی معیشت دو کھرب ڈالر ہو چکی ہے۔ تاہم بھوک اور غذائی عدم تحفظ برقرار ہے اور بچوں میں غذائی قلت میں کمی کی رفتار ملک کی تیزی سے ترقی کرتی ہوئی معیشت کے مقابلے کافی سست ہے۔ کم وزن بچوں کی شرح فیصد میں تبدیلی 1998/99 سے لے کر 2005/06 کے دوران برائے نام تھی اور بھارتی وزیراعظم نے اعلان کیا ہے کہ ''غذائی قلت ایک لعنت جس کا ہمیں ہر صورت خاتمہ کرنا ہے''۔ (ہداد 2009)۔ بھوک سے متعلقہ عالمی گوشوارے میں بھارت 79 ممالک میں 65ویں نمبر پر ہے، دنیا بھر میں غذائی قلت میں معمولی کمی کا یہ معمہ ظاہر کرتا ہے کہ بہت سے دیگر اسباب مثال کے طور پر علاقوں اور سماجی گروہوں کے مابین عدم مساوات، صحت کی مناسب سہولیات تک رسائی، پینے کا صاف پانی، حفظان صحت، صفائی، نگہداشت کی صلاحیت اور اس کا استعمال، خواتین کی خودمختاری، گھرانہ وار غذائی تحفظ اور مسائل 'خوراک اور غذا کی صورتحال میں تبدیلی کا تعین کرتے ہیں۔

غذائی تحفظ میں بہتری کے لیے بھارت کے پاس متعدد پالیسیاں اور لائحہ عمل ہیں۔ حال میں متعارف کرایا جانے والا قومی غذائی تحفظ کا بل (این ایف ایس بی) غالباً دنیا کا سب سے بڑا غذائی تحفظ کا پروگرام ہے۔ یہ دستاویز خوراک اور غذائی تحفظ کے حوالے سے بھارت کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیتا ہے اور این ایف سی بی کی اثرانگیزی کا تجزیہ کرتی ہے۔

بھارت میں خوراک اور غذائی تحفظ کی کارکردگی

غذائی تحفظ کی دو اقسام ہیں: قومی غذائی تحفظ اور گھریلو سطح کا غذائی تحفظ

قومی غذائی تحفظ

قومی غذائی تحفظ ملک میں خوراک کے خاطر خواہ ذخائر کی دستیابی سے متعلق ہے تاکہ اندرونی طلب یا تو اندرونی سپلائی یا درآمدات کے ذریعے پورا کیا جاسکے۔ آزادی کے بعد کے دور میں قومی سطح پر غذائی اناج میں خود کفالت کا حصول بھارت کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ آزادی کے بعد تقریباً دو دہائیوں تک خوراک کی کمی کا شکار ملک رہنے کے بعد، بھارت بڑی سطح پر غذائی اناج کی پیداوار میں بڑی حد تک خود کفیل ہو چکا ہے۔ 1970 کی دہائی کے وسط میں درآمدات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ غذائی اناج کی پیداوار جو کہ 51-1950 میں 50 ملین ٹن تھی وہ 12-2011 میں 257 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح پر پہنچ گئی۔ تاہم غذائی اناج میں نمایاں اضافہ بڑھتی ہوئی آبادی کے ہم آہنگ رہنے میں ناکام رہا ہے۔ اگر ہم 1961 کی فی کس دستیابی (469 گرام یومیہ) کا 2011 (463 گرام) سے موازنہ کریں تو اس میں کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ بات اب تسلیم شدہ ہے کہ ملک میں خوراک کی صورتحال کی مختلف اقسام ہیں اور یہ کہ سرسبز انقلاب کے بعد کے دور میں خوراک کے استعمال کے ڈرامائی انداز سے تبدیل ہو چکے ہیں۔ دیہی اور شہری علاقوں میں غذائی اناج بالخصوص ادنیٰ غذائی اناج کے استعمال میں نمایاں کمی آئی ہے جبکہ خوردنی تیل، پھلوں اور سبزیوں، دودھ، انڈے، مچھلی اور مرغی کے استعمال میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

خوراک کی طلب اور رسد کی منصوبہ بندی

جدول نمبر 1 میں بارہویں منصوبے کی پیش گوئیاں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ بھارت مستقبل میں غذائی اناج میں خودکفیل ہوسکتا ہے۔ دالوں اور تیل کے بیجوں کے حوالے سے بھارت کو درآمدات پر انحصار کرنا پڑے گا۔ پھلوں اور سبزیوں کی طلب بالترتیب 97 ملین ٹن اور 161 ملین ٹن تک بڑھنے کا امکان ہے۔ اناج کے بغیر غذا اور عدم غذا کے استعمال کے طرائق میں تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے غذائی اناج (جو 258 سے 272 ملین ٹن کے لگ بھگ ہے) کے متعلق اس منصوبے کی طلب سے متعلقہ پیش گوئیاں معقول دکھائی دیتی ہیں اور 17-2016 تک غذائی اناج کی طلب کو پورا کرنے کے لیے خاطر خواہ رسد کا امکان ہے۔

جدول نمبر 1 بارہویں منصوبے کے ورکنگ گروپ کی 2016-17 کے لیے پیش گوئیاں

فصل	طلب (ملین ٹن)	رسد (ملین ٹن)
اناج	235	240-251
دالیں	22	18-21
غذائی اناج	257	258-272
تیل کے بیج خوردنی تیل	59/16,64	33-41
گنا/چینی	279/26,5	365-411
کپاس	-	44-74
پٹ سن	-	11
سبزیاں	161	-
پھل	96.86	-

خوراک تک رسائی

خوراک کے حوالے سے بھارت کی ایک اہم کامیابی یہ ہے کہ یہ آزادی کے بعد قحط سے بچنے میں کامیاب رہا ہے (دریز اینڈ سین، 1989) جس کا آخری مرتبہ 1943 میں بنگال میں سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے باوجود دیرینہ غربت کی شرح معاشی رسائی (قوت خرید) کی کمی کی وجہ سے اب بھی بہت زیادہ ہے..................

پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم خوراک تک ہوئی اور اس پر بعد میں بحث کی جائے گی۔

خواتین اور بچوں میں غذائیت بخش خوراک کی صورتحال کا تجزیہ

ایف ایف ایچ ایس کے کوائف ظاہر کرتے ہیں کہ بھارت میں کم وزن بچوں کے تناسب میں معمولی سی کمی واقع ہوئی اور اب تک یہ تناسب طور پر کم ہو کر 99-1998 کی 47 فیصد شرح کے مقابلے میں 06-2005 کی شرح 45.9 فیصد ہو گیا ہے، اگرچہ بچوں میں چھوٹے قد کی شرح میں کہیں زیادہ کمی آئی ہے۔ (جدول نمبر 2) بین الاقوامی تحقیق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں میں غذائی قلت میں کمی کی شرح کا رجحان فی کس جی ڈی پی کی شرح کے نصف کی طرف ہے۔

ہداد ایٹ آل، 2003)

اس تحقیق کے مقابلے میں انڈیا میں غذائی قلت میں کمی

کی شرح فی کس معاشی ترقی کی شرح سے کہیں زیادہ کم ہے۔

جدول نمبر 2 : بچوں میں غذائی قلت کا رجحان (0 سے 3 سال کی عمر کے بچے)

غذائی عوامل	1992-93 این ایف ایچ سی-1	1998-99 این ایف ایچ سی-2	2005-06 این ایچ ایف سی-3
چھوٹے قد کے بچے	520	45.5	38.4
لاغر بچے	17.5	15.5	19.1
کم وزن بچے	53.4	47	45.9

جدول نمبر 1 بارہویں منصوبے کے ورکنگ گروپ کی 2016-17 کے لیے پیش گوئیاں

فصل	طلب (ملین ٹن)	رسد (ملین ٹن)
اناج	235	240-251
دالیں	22	18-21
غذائی اناج	257	258-272
تیل کے بیج خوردنی تیل	59/16,64	33-41
گنا/چینی	279/26,5	365-411
کپاس	-	44-74
پٹ سن	-	11
سبزیاں	161	-
پھل	96,86	-

ریاست کی سطح پر غذائی قلت کی شرح پردیش میں ساٹھ فیصد، بہار اور جھاڑکھنڈ میں ساٹھ فیصد کے قریب اور چھتیس گڑھ میں پچاس فیصد کے قریب تھی۔ گجرات، ہریانہ، کرناٹکا، اڑیسہ، راجستھان یوپی اور مغربی بنگال جیسی ریاستوں میں یہ شرح 2005-06 میں چالیس فیصد سے زیادہ تھی۔حتیٰ کہ تامل ناڈو اور کیرالہ جیسی ریاستوں میں بھی غذائی قلت کی شرح نسبتاً زیادہ ہے۔اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ معاشرتی عدم مساوات..................

مثال کے طور پر جدول نمبر 3 یہ ظاہر کرتا ہے کہ ذاتیں/قبائل اور مسلمان نچلی ذاتوں اور دیگر ذاتوں کے مقابلے میں زیادہ غریب اور غیر محفوظ ہیں۔اور اس کے بعد دیگر نچلی ذاتوں اور مسلمان خواتین میں سب سے زیادہ ہے۔ دیگر ذاتوں کی خواتین میں غذائیت بخش خوراک کی کمی کی شرح

جدول نمبر 3: غذائیت بخش خوراک کی کمی (توانائی کی دیرینہ کمی) 2005-06

ریاست/علاقہ	کل آباد	ذاتیں	دیگر نچلی ذاتیں	مسلمان	دیگر
بھارت	35.6	42.7	36.0	35.1	27.5
اندھرا پردیش	33.5	38.4	37.0	27.6	22.2
آسام	36.5	34.5	30.4	46.0	31.4
بہار	45.1	58.4	43.3	49.6	31.4
چھتیس گڑھ	43.4	46.6	44.8	28.9	26.2
گجرات	36.3	48.0	40.5	37.0	22.9
ہریانہ	31.3	36.4	33.1	49.0	26.6
جھاڑکھنڈ	43.0	44.6	45.3	47.3	26.5
کرناٹک	35.5	41.8	34.9	26.9	31.7
کیرالا	18	24.1	18.6	15.6	18.0
مدھیا پردیش	41.7	48.7	42.2	37.4	27.7
مہاراشٹر	36.2	43.6	36.1	23.8	34.5
اڑیسہ	41.4	50.6	39.6	63.5	30.7
پنجاب	18.9	26.7	18.0	22.5	14.4
راجستھان	36.7	44.1	33.3	36.1	32.3
تامل ناڈو	28.4	36.1	26.8	20.7	8.3
اترپردیش	36.4	43.6	35.4	36.4	28.3
مغربی بنگال	39.1	45.2	39.2	37.4	31.5

دیگر ذاتوں کی نسبت کافی کم ہے۔

خواتین اور بچوں میں خون کی کمی کے شواہد جو کہ این ایف ایچ ایس-3 کے کوائف پر مبنی ہیں، سے یہ ظاہر ہوتا ہے پچاس فیصد سے زائد خواتین اور اسی فیصد کے قریب بچے خون کی کمی کا شکار ہیں ان شواہد میں قابل غور علاقائی محرومیاں اپنا وجود رکھتی ہیں۔ چھ ریاستوں، مثال کے طور پر آندھیر پردیش، بہار، آسام، جھاڑکھنڈ، اڑیسہ اور مغربی بنگال میں ساٹھ فیصد خواتین خون کی کمی کا شکار ہیں۔ بہار، گجرات، ہریانہ، کرناٹک، مدھیا پردیش، چھتیس گڑھ، پنجاب، ہریانہ اور یوپی میں اسی فیصد سے زائد بچے خون کی کمی کا شکار ہیں۔

خوراک اور غذائی تحفظ کے حصول کے لیے بھارت کی حکمت عملی

ترقی پذیر ممالک میں غذائی قلت کے بنیادی اسباب یہ ہیں۔(الف) گھرانہ وار غذائی عدم تحفظ (خوراک کی دستیابی اور خوراک تک رسائی کا نتیجہ)(ب) زچہ و بچہ کی نگہداشت کی ناقص سہولیات (ج) پینے کے پانی، صفائی اور صحت کی سہولیات تک رسائی کی کمی اور (د) صنفی عدم مساوات۔ بلاواسطہ اور بالواسطہ عناصر کے درمیان فرق رکھنا مفید ہے۔ مثال کے طور پر کھانا پینا، وٹامن، متوازن غذا، صحت، پانی اور صفائی بلاواسطہ عناصر ہیں جبکہ خواتین کی خودمختاری، زراعت، دیہی غیر زرعی شعبہ بالواسطہ عناصر ہیں۔انڈیا جیسے ترقی پذیر ملک میں لوگوں کی ایک قوت بخش غذا کے تحفظ کے لیے زراعت کی اہمیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ یہ شعبہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے لیے روزگار مہیا کرتا ہے۔ زراعت اور قوت بخش غذا کے درمیان ربط تحقیق اور پالیسی کا ایک اہم شعبہ ہے، جس کے موضوعات یہ ہیں؛ (الف) زراعت میں ہمہ گیر ترقی (ب) متوازن غذا (ج) زراعت میں خواتین کا کردار (ہمہ گیر ترقی کے حوالے سے دیکھئے، دیو، 2008 اور دیو اور کڈیالہ 2011۔ زراعت میں خواتین کے کردار کے حوالے سے دیکھئے، اگروال 2010)

زراعت میں ہمہ گیریت اور برابری بارانی اور وسائل کے لحاظ سے پسماندہ علاقوں میں زرعی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرتے ہوئے حاصل کی جاسکتی ہے، اور اس کے ذریعے پیداواری صلاحیت اور چھوٹے محروم کسانوں کی آمدنی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ دیہی علاقوں کے غریبوں کے علاوہ چھوٹے اور محروم کسانوں کی ایک بڑی تعداد وسائل کے لحاظ سے پسماندہ علاقوں میں رہتی ہے جہاں قوت بخش غذا کی کمی پر توجہ دی جاتی ہے۔اناج کے بغیر غذا کے استعمال

کے طریقوں کے حوالے سے کیا جانے والا اقدام کسانوں کو اپنے کاشت کے طریقوں میں تنوع پیدا کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ اپنی آمدنی اور قوت بخش غذا کو بہتر بنا سکیں۔ (دیکھئے، برتھل ایٹ آل، 2011) اسی طرح زراعت میں خواتین کے کردار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسے بہت سے پروگرام مثال کے طور پر منصوبہ برائے قومی غذائی تحفظ (این ایف ایس ایم) اور قومی باغبانی منصوبہ (این ایچ ایم) ہیں جن کا مقصد کسانوں کی آمدنی اور قوت بخش غذا کے اثرات میں بہتری لانا ہے۔ دیگر قومی پروگراموں کا حدف صحت، صفائی اور پینے کا پانی ہے۔

انڈیا کے بلاواسطہ پروگرام مثال کے طور پر اس کے پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (ایم جی ایم آر ای جی اے) (دیکھئے ویو، 2011) اور انٹیگریٹڈ چائلڈ ڈویلپمنٹ سروسز (آئی سی ڈی ایس) خوراک اور غذا بخش خوراک کے تحفظ میں بہتری لانے کے لیے دو پہر کے کھانے کی سکیمیں شامل ہیں۔

قومی غذائی تحفظ کا بل 2013 اور خوراک اور غذائیت بخش خوراک کا تحفظ

پبلک ڈسٹری سسٹم (پی ڈی ایس) بنیادی ذریعوں میں سے ایک ہے جسے انڈیا میں گھرانہ وار سطح پر غذائی تحفظ میں بہتری لانے کے لیے اپنایا گیا ہے۔ پی ڈی ایس دکانوں کے نیٹ ورک اور سستے بازار کے ذریعے چاول، گندم، خوردنی تیل اور مٹی کے تیل کی صارفین تک رسائی کو یقینی بناتا ہے۔ یہ اشیاء صارفین کو بازار سے کم قیمتوں پر مہیا کی جاتی ہیں۔

انڈیا میں پی ڈی ایس جو کہ شاید اپنی طرز کا دنیا کا سب سے بڑا تقسیم کاری کا نیٹ ورک ہے‘ 462,000 ہزار فیئر پرائس شاپس پر مشتمل ہے قریباً 16 کروڑ خاندانوں کو سالانہ 3 سو ارب روپے سے زائد مالیت کی اشیاء فراہم کرتا ہے‘ اب انڈیا ہدف شدہ پی ڈی ایس کو این ایف سی بی‘ جو کہ 67 فیصد آبادی کا احاطہ کرتا ہے، کی شکل میں قانونی استحقاق میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

این ایف ایس بی 2013، پارلیمنٹ میں مارچ 2013 میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ ’’انسانی زندگی کے چکر کے حکمت عملی میں غذا اور غذائیت بھری خوراک کی ضمانت اور اس چیز کو یقینی بنانا کہ خوراک کافی مقدار میں ہو اور غذائیت سے بھرپور ہو، مزید ازاں اس کی قیمت اتنی ہو کہ اس کے حصول میں عزت سے زندگی گزاری جاسکے، ایک دوسرے سے منسلک ہیں‘‘ بل میں موجود مواد درج ذیل ہے۔

عوامی تقسیم کا طریقہ کار

ترجیحی گھرانوں کے لیے فی فرد پانچ کلو اناج مختص ہے اور انت یودیا گھرانوں کے لیے 35 کلوگرام فی گھرانہ ایک ماہ کے لیے۔ انت یودیا اور ترجیحی صارفین کیلئے (اگر وہ اس اہلیت پر پورا اترتے ہیں) یہ مقدار بڑھ جاتی ہے۔ دیہی آبادی کے لیے 75 فیصد اور تیسری آبادی کے لیے پچاس فیصد پی ڈی ایس نے قیمتوں کے شیڈول کا اجراء کیا ہے۔ I 1/2/3 چاول/گندم/باجرا (کو بطور عام اناج کے تسلیم کیا گیا ہے) اس پر تین سال کے بعد جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

بچوں کا استحقاق

چھ ماہ سے لے کر چھ سال تک کے بچوں کے لیے یہ بل یقین دہانی کراتا ہے کہ مقامی آنگن وادی کے ذریعے مفت ’بہتر اور متوازن خوراک جو عمر کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو باہم دی جائے گی۔ چھ سے چودہ سال کے بچوں کے لیے دن میں ایک وقت کی خوراک بغیر قیمت کے باہم میسر کی جائیگی (سکول کی تعطیلات کے دن کے علاوہ) یہ سہولت ان تمام سکولوں میں میسر ہوگی جو مقامی حکومتوں، سرکاری اور سرکاری فنڈز سے چلتے ہیں اور آٹھویں جماعت کے طلباء تک کے لیے ہوگی۔ چھ ماہ سے کم عمر کے بچوں کو ماں دودھ پلانے کے لیے خصوصی حوصلہ افزائی کی جائے گی‘ جو بچے غذائی قلت کا شکار ہیں ان کی آنگن وادی کے ذریعے نشاندہی کرائی جائے گی اور وہ اس کو مفت بہتر خوراک باہم میسر کرنے کی پابند ہوگی۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کا استحقاق

تمام حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا یہ استحقاق ہے کہ وہ آنگن وادی میں مفت اور بہتر خوراک حاصل کرے (حمل کے دوران اور بچے کی پیدائش کے چھ ماہ بعد تک) اور زچہ چھ ہزار کی رقم اقساط میں حاصل کریں گی۔

این ایف ایس بی کے زیر عنوان موضوعات

(الف) مالیات

اس پر مسودہ قانون کا تخمینہ تقریبا پچھلی 1240 ارب روپے (تقریباً 21 ارب امریکی ڈالر) ہے جو کہ جی ڈی پی کا تقریباً ایک فیصد ہے۔ دیگر تخمینہ جات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسودہ پر تقریبا 2412.6 ارب روپے (جی ڈی پی کا دو فیصد) جبکہ بھالا (2013) نے اس کے تخمینے کی لاگت 3140 ارب روپے (جی ڈی پی کا تین فیصد) لگائی ہے۔ دوسری جانب ڈریزی (2013) نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ خوراک پر سبسڈی مناسب طریقے سے بڑھائی جائے گی۔ اس کے باوجود جی ڈی پی کے ایک فیصد سے زائد لاگت ایک حقیقت پسندی کا عندیہ دیتی ہے اور اس سے ملک کے امدادی مالیاتی خسارے پر بھی زیادہ برا اثر نہیں پڑے گا۔

(ب) پیداوار پر اثر

اس قسم کے خدشات موجود ہیں کہ چاول اور گندم کو امدادی رقم کے ساتھ میسر کرنا کاشتکاروں کے لیے مضر ثابت ہوسکتا ہے۔ این ایف سی بی کے تحت پچیس کلوگرام کا حق دیا گیا ہے جبکہ اوسط طور پر ایک گھرانہ پچاس کلوگرام ہر ماہ استعمال کرتا ہے۔ اس لیے اگر این ایف ایس بی پر مکمل عملدرآمد بھی ہوتا ہے تو پھر بھی غریب گھرانوں کے افراد اناج کے استعمال کے حوالے سے پچاس فیصد تک بازار پر انحصار کریں گے۔ چنانچہ بازار کی قیمت اس حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ہوں گی۔ کاشتکار اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ اپنی اشیاء کو بغیر نقصان کی قیمت پر فروخت کر پائیں گے۔ مزید برآں وہ گھرانے جو گھر کے ذخیرہ اور کاشت کی گئی اشیاء پر انحصار کرتے ہیں (ذاتی خرچ) وہ اپنے اضافی اناج کو بازار کی قیمتوں پر فروخت کریں گے اور اناج کو پی ڈی ایف سے جو کہ بہت زیادہ امدادی قیمت کی سہولت کے ساتھ میسر ہوگی، کے ساتھ خریدیں گے۔

(ج) متفرقات

این ایف ایس بی کے ممکنہ ناموافق اثرات میں سے ایک اثر گونا گو طریقہ کاشت پر بھی پڑے گا۔ ایسی پالیسیاں جن کی وجہ سے چاول اور گندم کی ضروری امداد بالخصوص ان کی کم سے کم قیمت کے حوالے سے، بفر کا ذخیرہ اور پی ڈی ایس، جس میں کاشتکاروں کو گندم اور چاول اگانے میں مدد ملے، جن کو بہت زیادہ پائیدار کار ہوتا ہے۔ ایسے اقدامات سے مختلف نوع کی کاشتکاری کے رجحان کو نقصان پہنچے گا۔

(د) غذائیت پر اثر

ایک اہم تنقید یہ بھی کی جارہی ہے کہ بل کی بنیادی توجہ کا مرکز چاول اور گندم کی تقسیم ہے جبکہ اس سے ناقص غذائیت کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ایک مختلف نوع کی غذا میں دالیں، کھانے کا تیل، پھل، سبزیاں، دودھ اور مچھلی کا ہونا ضروری ہے جن سے وٹامن اور دیگر اجزاء حاصل کئے جاسکیں۔ تاہم اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ پی ڈی ایس کے بغیر، ایک گھرانہ اگر پانچ سو روپے ماہانہ خرچ کرتا ہے (25 کلوگرامx بازار کی قیمت 20 روپے) اور این ایف ایس بی کے تحت 50 روپے حاصل کرتا ہے (25 کلوگرام x 12 روپے) تو اس سے 450 روپے کی بچت ہوتی ہے جو کہ مختلف نوع کی خوراک پر خرچ کی جاسکتی ہے (جو کہ پروٹین اور دیگر مغویات سے بھری ہو) جو کہ بہتر غذا کے حصول میں معاون ثابت ہوگی۔ حکومت یہ بات کہہ چکی ہے کہ وہ بعد میں دالوں اور کھانے کے تیل کو

اس میں شامل کرے گی اور خواتین اور بچوں کی غذائیت بارے پروگرام کومزید مضبوط کرے گی۔

(b)اخراج

پی ڈی ایس کے متعلق ایک اور رکاوٹ اس کی ترسیل بارے تشویش ہے جس میں ابھی بھی کافی اہم ابہام موجود ہیں۔مختصر یہ کہ موجودہ ٹی پی ڈی ایس کو چار بڑے مسائل کا سامنا ہے۔

1۔ بہت زیادہ غلطیوں کا اخراج
2۔ منصفانہ قیمتوں کی دکان کا باہم میسر نہ ہونا
3۔ قیمتوں کے مستحکم ہونے کے مقصد کا پورا نہ ہونا
4۔ اخراج والے نقائص (جی او آئی، 2002 منصوبہ بندی کمیشن، 2005)

اس کے علاوہ دیگر مسائل ہیں غیر معیاری اور خوراک کی کی مسلسل رسد، ایف سی آئی کی نااہلی، سیاسی مداخلت اور بدعنوانی اور چیزوں کی جانچ پڑتال کی عدم دستیابی شامل ہیں۔

ان مسائل کے باوجود، ڈیٹا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پی ڈی ایس 2004/5اور2009/10 میں اپنے کام میں کافی بہتری لائی ہے۔این ایس ایس او کے کئے گئے سروے 2009/10 کے مطابق دیہی علاقوں میں چاولوں کو خریدنے کے میں 39 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ 2004/05 میں یہ 24 فیصد تھا۔اسی طرح پی ڈی ایس کی مکمل شرح جو کہ چاولوں کی استعمال بارے ہے بڑھی ہے یہ دیہی علاقوں میں تیرہ فیصد سے 24 فیصد بڑھی ہے۔

جدول نمبر4: پی ڈی ایس میں بڑھوتری

پی ڈی ایس کا اشیاء کے استعمال میں حصہ فیصد		پی ٹی ایس کی طرف سے گھریلو اشیاء کے استعمال بارے تفصیلات		تجارتی اشیاء
2009-10	2004-05	2009-10	2004-05	
23.5	13.2	39.0	24.4	دیہی چاول
14.6	7.3	27.0	11.0	دیہی گندم
18.0	11.3	20.5	13.1	شہری چاول
9.1	3.8	17.6	5.8	شہر میں گندم

حالیہ ڈیٹا (ٹیبل3) سے تین نتائج نکلتے ہیں۔ (1) آف ٹیک میں 44 فیصد اضافہ (2) پی ڈی ایس کے خرچ میں 92 فیصد اضافہ (3) خسارے میں 54 فیصد سے کمی ہو کر 40 فیصد تک آئی جبکہ ابھی بھی خاصی بڑی مقدار میں خسارے کے حوالے سے اخراج موجود ہے۔اس حوالے سے بہتری لانے کے لیے کافی کوششیں کی گئیں ہیں۔ ایک سروے جو ڈریسز اور کھیرا نے 2013 میں کیا، یہ ظاہر کرتا ہے کہ 100 فیصد افراد (جو کہ خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں) جن کا تعلق اندھرا پردیش، چھتیس گڑھ اور تامل ناڈو سے تھا، نے مطلع کیا کہ وہ اناج کا اپنے حصے کا کوٹا وصول کر رہے ہیں، اور اوریسہ میں یہ 99 فیصد ہے۔ تاہم بہار اور جھرکھنڈ میں اس کی کارکردگی قابل افسوس رہی ہے۔ یہ بالترتیب 23 اور 21 فیصد تھی جو خط غربت کے نیچے والے گھرانوں نے پی ڈی ایس سے خریدی۔

جدول نمبر5: اخراج میں کمی۔ ذرائع این ایس ایس رپورٹ

	2004-05	2009-10
ٹی پی ڈی ایس کے زیر تحت آف ٹیک (چاول گندم)	29.4	42.4
پی ڈی ایس کی خوراک جو این ایس ایس آبادی نے استعمال کی	13.2	25.3
خوراک میں خسارے (اخراج کی شرح)	54.1	40.4

کیا رقم کی منتقلی ایک متبادل ہو سکتی ہے؟

رقم کی منتقلی بارے ایک بحث انڈیا میں جاری ہے۔ جنوری 2013 کے اوائل میں 20 اضلاع میں براہ راست رقم منتقلی کی حکمت عملی اپنائی گئی جس میں ابتدائی طور پر 29 سکیموں کو متعارف کرایا گیا۔ مثال کے طور پر پنشن، وظائف اور حمل کے دوران کی سہولیات۔ سکیم کو مستفید لوگوں کے ساتھ ایک آدھار (مخصوص شناخت) کارڈ اور بنک اکاؤنٹ کے ذریعے منسلک کیا گیا۔ ابھی یہ خوراک اور فرٹیلائزر رقابل اطلاق نہیں ہے۔ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رقم کی منتقلی اناج کی نسبت بہتر ہے کیونکہ اس سے اناج کے علاوہ کی غذائی چیزوں (دودھ، پھل اور سبزیاں) پر رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ جس طرح کے اوپر بیان کیا گیا ہے، یہی دلیل اناج کی تقسیم پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ اگر غریب اور مفلس لوگ اناج کو سستی قیمت پر خریدتے ہیں تو اس سے ان کے پاس جو رقم بچے گی وہ اسے اناج کے علاوہ کی غذائی چیزوں پر خرچ کریں گے جس سے ان کی غذائیت میں اضافہ ہوگا۔

چھتیس گڑھ بل

صوبہ چھتیس گڑھ نے دسمبر 2012 میں ایک غذائی ضمانت بارے بل متعارف کیا۔ پہلا قانونی خوراک بارے استحقاق۔ یہ بل بھی قومی بل کی ہی مانند تھا مگر اس میں چند ترامیم بھی نظر آئیں۔ یہ 90 فیصد آبادی (تقریباً5لاکھ گھرانوں) کو امدادی خوراک مہیا کرتا ہے جس کی قیمت 23.1ارب روپے پڑتی ہے(0.39ارب امریکی ڈالر)۔ اس بل میں مستفید ہونے والے افراد کی تین اقسام ہیں انٹی اودایا گھرانے، ترجیحی گھرانے اور عمومی گھرانے۔ یہ نمک، کلے چنے اور دیگر دالوں کے لیے بھی میسر ہے(ٹیبل6) قومی بل کے متضاد، چھتیس گڑھ بل میں شناخت کے لیے طریقہ کار موجود ہے۔

جدول نمبر6: غذائی مقدار: چھتیس گڑھ ماڈل
ذرائع: چھتیس گڑھ حکومت

صاف کے لیے قیمت	ماہانہ مقداری	غذائی اشیاء	مستفید افراد کی فہرست
1 کلوگوگرام	35 کلوگرام	غذائی اناج	انٹی اودایا (غریب لوگ)
Free	دو کلو ایک گھرانہ	آیوڈین ملا نمک	انٹی اودایا (غریب لوگ)
پانچ فی کلوگرام	دو کلوگرام ایک گھرانہ	کالے چنے	انٹی اودایا (غریب لوگ)
دس فی کلوگرام	دو کلوگرام ایک گھرانہ	دالیں	انٹی اودایا (غریب لوگ)
دو فی کلو	35 کلوگرام	غذائی اناج	ترجیح
مفت	دو کلوگرام ایک گھرانہ	آیوڈین ملا نمک	ترجیح
پانچ فی کلوگرام	دو کلوگرام ایک گھرانہ	کالے چنے	ترجیح
دس فی کلوگرام	دو کلوگرام ایک گھرانہ	دالیں	ترجیح
چاول 9.50، گندم 7.50	15 کلوگرام	غذائی اناج	عمومی

پی ڈی ایس اصلاحات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی

حکومت کا یہ منصوبہ ہے کہ وہ پی ڈی ایس میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی مدد سے بہتری لائے، جس میں

1۔ مستفید ہونے والے افراد کی معلومات کو کمپیوٹرائز کیا جائے۔
2۔ نئے مستفید ہونے والے افراد کی فہرست تیار کیا جائے۔
3۔ نئے راشن کارڈز کا اجراء کیا جائے (جس میں بار کوڈ اور بائیو میٹرک پہچان سے کام لیا جائے)۔

4۔ تصدیق شدہ لین دین کو سمارٹ کارڈ یا بائیومیٹرک سسٹم کے ذریعے یقینی بنانا۔

5۔ لین دین کو حقیقی ٹائم یا تقریباً حقیقی ٹائم میں آئی ٹی سسٹم کے ذریعے ریکارڈ میں لانا۔

نتیجہ

اگرچہ بھارت نے اصلاحات کے بعد کے ادوار میں معاشی ترقی کے حوالے سے کافی بہتری دکھائی ہے، لیکن غذائی ضمانت کے حوالے سے خدشات کافی زیادہ رہے اور بچوں میں ناقص غذائیت میں کمی کی شرح بہت کم رہی بالخصوص اس وقت جب اس کا موازنہ تیز معاشی ترقی جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہے کے ساتھ کیا جائے۔ تیز معاشی ترقی اور ناقص غذائیت میں برائے نام کمی کو ایک ساتھ ملاتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دیگر بہت سے عوامل مل کر خوراک اور غذائی تحفظ میں تبدیلی کا تعین کرتے ہیں۔

این ایف ایس بی کو متعارف کرانا موجودہ پی ڈی ایس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے مترادف ہے۔ پھر بھی یہ بل تنقید کی زد میں رہا ہے کہ اس سے کافی مالی خسارہ ہوسکتا ہے، اس میں نقصانات کے حوالے سے اخراج بہت زیادہ ہے، اناج کی فراہمی سے غذائیت میں کوئی بہتری نہیں آئے گی اور یہ کہ رقم کی منتقلی اناج کی تقسیم سے زیادہ بہتر ہے اور جو لوگ پی ڈی ایس کے حق میں ہیں انہوں نے یہ نشاندہی کی اور اس چیز پر روشنی ڈالی ہے کہ اس سکیم سے ہر چیز میں بہتری آئے گی اور اگر خامیوں اور نقصانات کے حوالے سے چند خدشات ہیں تو وہ بے معنی ہیں۔ خامیاں بہتر احتساب اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذرائع سے ختم کی جاسکتی ہیں۔

خوراک اور غذائی تحفظ کے ملاپ کے لیے بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ اگرچہ مستقبل میں صحت اور غذائیت کے آپس کے ملاپ کے امکان کافی روشن نظر آرہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ زراعت اور غذائیت کو آپس میں جوڑنے کے لیے کافی کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا آغاز پالیسی بنانے والوں اور اس پر عملدرآمد کرانے والوں کو غذائیت کے معاملے کی اہمیت کا احساس دلا کر کیا جاسکتا ہے، جس سے حاصل ہونے والے نتائج کی رفتار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ بالآخر اس طرح کے اقدامات کی کامیابی سیاسی اخلاق پر منحصر ہوتی ہے کیونکہ بھارت میں خوراک کا حق ایک سیاسی معاملہ ہے۔

مصنف اندرا گاندھی انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ ریسرچ ممبئی کے وائس چانسلر ہیں۔

(بشکریہ ساؤتھ ایشین جرنل)

☆☆☆

مذہبی انتہا پسندی کے خلاف مظاہرہ

حیدرآباد 3 جنوری کو جیئے سندھ تحریک کی جانب سے سندھ میں بڑھتی ہوئی مذہبی انتہا پسندی کے خلاف اولڈ کیمپس سے حیدرآباد پریس کلب تک احتجاجی ریلی نکالی گئی، اس موقع پر مقررین نے کہا کہ سندھ صوفیوں کی سرزمین ہے جہاں مذہبی انتہا پسندی کی کوئی گنجائش نہیں۔ سندھ شاہ عبدالطیف بھٹائی اور سچل سرمست کی دھرتی ہے، جنھوں نے انسانیت سے پیار اور مذہبی رواداری کا سبق دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دہشت گردوں کے آگے ہمت ہار چکی ہے جو کہ افسوسناک امر ہے۔ ریلی میں شریک لوگ دہشت گردی، بنیاد پرستی اور مذہبی انتہا پسندی کے خلاف نعرے بازی کرتے رہے۔ شرکاء کا کہنا تھا کہ ملک میں انتہا پسندی کے فروغ کے باعث زندگی کے تمام شعبوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور ملک تیزی سے بدحالی کا شکار ہو رہا ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

ناجائز تعلقات پر بہن کی جان لے لی

بہاولپور تحصیل لیاقت پور کے نواحی علاقہ چک 63-A کے رہائشی محمد اکرم کو شک تھا کہ اس کی بہن رضیہ بی بی کے کسی اجنبی مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات استوار تھے۔ اس شک کی بنا پر محمد اکرم نے 31 دسمبر کو اپنی بہن کا گلہ دبا کر اسے قتل کر دیا۔ پولیس تھانہ تبسم شہید نے موقع پر پہنچ کر نعش قبضہ میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے ڈی ایچ کیو لیاقت پور منتقل کر دی اور ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ مگر یہ رپورٹ بھیجنے تک ملزم گرفتار نہیں ہو سکا۔

(اسداللہ)

بھائی اور بیوی کو قتل کر دیا

سوات کوہستان کے علاقے میں سرزمین نامی شخص نے اپنے بھائی پرویز اور اس کی بیوی بخت کو ناجائز تعلقات کا الزام لگا کر قتل کر دیا۔ ملزم سرزمین موقع واردات سے فرار ہو گیا۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے تاہم یہ رپورٹ ارسال ہونے تک اس کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جاسکا۔ ملزم نے اپنے اس غیر قانونی اقدام سے اپنے بھائی اور بیوی کو زندگی کے حق سے محروم کیا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور اور پاکستان کے آئین کے تحت انہیں حاصل تھا۔

(فضل ربی)

تیزاب پھینکنے والے کو 16 سال قید

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی قصبہ رجانہ کے نواحی گاؤں میں قمر نامی نوجوان نے اپنے ساتھیوں سے مل کر عذرا بی بی زوجہ الطاف کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ بری طرح جھلس گیا تھا جس پر فیصل آباد کی انسداد دہشتگردی کی عدالت نے ملزم قمر کو زیر دفعہ 336D کے تحت سولہ سال قید اور دس لاکھ روپے جرمانے کی سزا کا حکم سنایا۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی پر ملزم کو مزید دو سال قید کی سزا بھگتنا ہوگی۔ متاثرہ لڑکی اور اس کے اہل خانہ نے عدالتی فیصلے پر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ چند عرصہ قبل ملزم نے بے قصور لڑکی کو تیزاب گردی کا نشانہ بنایا تھا جس کے لیے اسے قانونی سزا ملی چاہیے تھے۔

(اعجاز اقبال)

دو اور جانیں لے لیں

ٹانک 15 جنوری کو دو علیحدہ واقعات میں دو افراد جاں بحق ہو گئے۔ ٹانک کے نواحی گاوں کڑی حیدر کا رہائشی حسین کوٹ کٹ سے شادی خیل جا رہا تھا کہ راستے میں بیٹھے افراد نے فائرنگ کر کے جس سے وہ موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ جبکہ ایک دوسرے واقع میں ٹانک کے لنک روڈ پر ذاتی دشمنی کے باعث مختیار بیٹنی ولد گل مرجان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ پولیس نے دونوں واقعات کے علیحدہ علیحدہ مقدمات درج کر لیے ہیں۔ تاہم رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ مذکورہ اقدام انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے جو ہر فرد کو زندگی کا حق فراہم کرتے ہیں۔ مقتولی کے اہل خانہ نے مطالبہ کیا ہے کہ ملزموں کو جلد از جلد انصاف کے کٹہرے میں لیا جائے۔

(محمد ارشاد)

اقلیتیں

گھر میں گھس کر تشدد کا نشانہ بنایا

عمرکوٹ 15 دسمبر کو تحصیل کنری کے علاقے ڈورہ شریف گوٹھ کے رہائشی رام چند کے گھر میں گھس کر تین مسلح افراد نے رام چند اور اس کے بھائی ہرلال کو جان سے مارنے کی کوشش کی۔ اس دوران محلّہ داروں نے موقع پر پہنچ کر اس کی جان بچائی۔ کنری پولیس نے رامچند کی فریاد پر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ رامچند میگھواڑ نے کہا کہ ہے کہ پانچ ماہ قبل جب اس کا بھائی ہرلال ان کے گھروں کو محفوظ بنانے کے لیے کانٹے دار درختوں کی مدد سے باڑہ بنا رہا تھا تو اس جوابدار امیر بخش ولد محمد رحیم منگریو نے بھائی کا سر پھوڑ دیا اور ہاتھ کی انگلیاں بھی توڑ دی تھیں۔ پھر ڈاکٹروں کی طرف سے جاری کردہ میڈیکل رپورٹ کی بنیاد پر ہرلال نے جوابدار امیر بخش کے خلاف مقدمہ درج کرایا تھا۔ جس کی رنجش پر ملزمان نے اس کے گھر پر حملہ کیا ہے اور اسے مقدمے سے دستبردار ہونے کی دھمکیاں دیں۔

(اوکھو منروپ)

نعش کی تدفین کی مزاحمت

بدین 25 دسمبر 2013 کو ٹنڈو باگو شہر میں واقع پچل شاہ قبرستان میں دفن الہڈنو بھیل نامی شخص کی لاش کو قبر سے نکالنے کے لیے مولوں کی طرف سے دباؤ ڈالنے کے بعد مغوی کے ورثاء نے لاش کو قبر سے نکال دیا۔ تاہم بعدازاں پولیس کی مداخلت سے نعش کو دوبارہ دفن کردیا گیا جس کے خلاف مولویوں اوران کے ساتھیوں نے دھرنا دیا۔ ٹنڈو باگو کے نزدیک گوٹھ یار محمد لنڈ کے رہائشی الہڈنو بھیل کو اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء نے شہر کے قبرستان پچل شاہ میں دفن کیا جہاں اس کے دیگر رشتہ داروں کی قبریں موجود ہیں۔ مقامی مولوی الہڈنو خاصخیلی کو پتہ چلا تو انہوں نے ہنگامہ شروع کردیا اور شہریوں کو اکٹھا کر کے متوفی کے بیٹوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ لاش کو نکال دیں۔ جس پر انہوں نے لاش نکال لی۔ اسی اثناء میں پولیس کی بڑی تعداد موقع پر پہنچ گئی جس نے حکم دیا کہ لاش کو اسی قبر میں دفنایا جائے۔ پولیس کے اس فیصلے کے بعد الہڈنو خاصخیلی اور اشفاق میمن کی قیادت میں شہر میں دھرنا دے کر روڈ بند کردیا گیا جبکہ شہر میں شٹر ڈاؤن ہڑتال بھی کی گئی۔ ڈی ایس پی آفتاب نے دونوں فریقین سے بات چیت کر کے فیصلہ کیا کہ پچل شاہ قبرستان میں دیوار بنائی جائے گی۔ جس طرف ہندو دفن ہیں وہ حصہ ہندوؤں کے لیے مخصوص ہوگا اور جہاں مسلم دفن ہیں اس حصے میں مسلمان دفنائے جائیں گے۔ اس فیصلے کے بعد مولویوں نے احتجاج ختم کیا اور فیصلہ تحریری طور پر لکھ کر اس پر دونوں فریقین کے دستخط لئے گئے۔ متوفی کے بیٹے رامچند اور پوڑھو نے بتایا کہ اس سے پہلے ان کے دیگر رشتہ دار بھی یہاں دفن ہیں ان کی قبریں واضح ہیں سب کو علم ہے۔ پہلے کبھی کسی مسلمان نے ہندو فرد کی نعش کی تدفین کی مزاحمت نہیں کی۔ ایسا پہلی دفعہ ہوا ہے۔ مولوی الہڈنو خاصخیلی کا موقف تھا کہ قبرستان میں کسی ہندو کو دفن کرنا غیر شرعی عمل ہے۔ سماجی رہنما نصراللہ جروار نے بتایا کہ اسی قبرستان میں ہندو اور مسلم سب دفن ہیں۔ اس سے قبل ٹنڈو باگو تحصیل کے ہی شہر ہنگریو میں 5 اکتوبر 2013 کو بھی حاجی فقیر قبرستان سے بھورو بھیل کی لاش کو نکال کر اس کی بے حرمتی کی گئی تھی۔ 8 گھنٹے لاش قبر سے باہر رکھنے کے بعد اسے کسی اور جگہ دفن کیا گیا تھا۔ اس عمل کے خلاف سندھ بھر کی سول سوسائٹی نے احتجاج کیا تھا۔ حکومتی سطح پر انکوائری کی گئی تھی اور ملوث افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا تھا۔

(سلیم جروار)

احمدی پر تضحیک مذہب کا مقدمہ

سیالکوٹ 20 دسمبر 2013 کو پیرو چک میں پولیس نے احمدی عقیدے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص ظفر احمد ڈوگر کو تعزیرات پاکستان کی شق 298 سی کے تحت گرفتار کرلیا۔ مشتاق احمد نامی شخص جو کہ ظفر ڈوگر کے فارم سے ملحقہ زمین کا مالک ہے، نے ان کے ساتھ ''راہداری کے حق'' پر تنازعہ کھڑا کیا اور معاملہ عدالت میں چلا گیا۔ ہائی کورٹ نے ظفر ڈوگر کے حق میں فیصلہ دیا۔ تقریباً ایک ہفتے کے بعد 3 افراد ظفر ڈوگر کے پاس گئے اور اسے دھمکیاں دیں۔ موخرالذکر نے پولیس کو اطلاع دی۔ تاہم مخالف فریق نے تھانے میں درخواست دی کہ ''مسٹر ڈوگر نے ان کی موجودگی میں کلمہ پڑھا اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ چونکہ کسی احمدی کو کلمہ پڑھنے اور خود کو مسلمان کہنے کا حق نہیں ہے۔ چنانچہ ظفر احمد تضحیک مذہب کا مرتکب ہوا ہے''۔ اس درخواست پر پولیس نے ظفر ڈوگر کو حوالات میں بند کردیا اور اسے بتایا کہ اس کے خلاف تضحیک مذہب کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ متاثرہ شخص ظفر احمد کا کہنا ہے کہ اس پر عائد کردہ الزام ذاتی دشمنی پر مبنی ہے۔

(سلیم الدین)

ہندو خاندان کی بھارت منتقلی

جیکب آباد 8 جنوری کو ضلع جیکب آباد کے علاقے ٹھل کے رہائشی رئیس مل کے مالک جھونو مل اور پپن کمار عدم تحفظ، بھتہ خوری اور اغوا برائے تاوان کے واقعات سے تنگ آ کر اپنے بچوں سمیت لاہور سے واہگہ بارڈر عبور کر کے ہمیشہ کے لیے سندھ چھوڑ کر بھارت روانہ ہوگئے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ پپن کمار کے بڑے بھائی کیلاش کمار نے تین برس قبل ٹھل سے بھارت کے شہر بھوپال میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ اب خاندان کے دیگر افراد بھی پاکستان میں عدم تحفظ کے باعث بھارت منتقل ہوگئے ہیں۔

(عبدالغفور شاکر)

ہندو نوجوان پر تیزاب پھینک دیا

جیکب آباد 7 جنوری کو ضلع جیکب آباد کے علاقے ٹھل کی بابا سائیں کالونی کے رہائشی ہندو پچیس سالہ نوجوان اجیت کمار پر دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار تیزاب پھینک کر فرار ہوگئے۔ بعدازاں متاثرہ اجیت کمار کے چچازاد بھائی بابو کمار کو بھی فون پر تیزاب گردی کا نشانہ بنانے کی دھمکی دی گئی۔ اجیت کمار کی حالت تشویشناک بتائی جارہی تھی جسے جیکب آباد کے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے کر لاڑکانہ منتقل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ہندو جنرل پنچائت کی جانب سے مکھی بخشومل، جئے چند لال، ہندو ویلفیئر ایسوسی ایشن کے صدر جواہر لال گوگیا اور ہندو سجاگ سنگت کے مہیند رکمار کی قیادت میں احتجاجی مظاہرہ کر کے ڈی ایس آفس کے آگے دھرنا دیا اور کہا کہ ٹھل کے ہندو عدم تحفظ کا شکار ہیں، انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔ تاہم رپورٹ بھیجنے تک ملزموں کو گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔

(شاکر جمالی)

مندر کی زمین پر غیر قانونی قبضہ کر لیا گیا تھا

نوشہرو فیروز 2 جنوری کو نوشہرو فیروز شہر میں قائم قدیم بابا جمنا داس مندر کی زمین پر ایک با اثر شخص کے قبضے کے خلاف نوشہرو فیروز شہر میں مکھی عیدن داس اور سنتو شر کی رہنمائی میں پریس کلب کے سامنے سینکڑوں اقلیتی افراد اور مسلمانوں نے احتجاجی مظاہرہ کر کے دھرنا دیا۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ صدیوں پرانے مندر اور سما دین کے آستان کی زمین پر نواب مری نامی شخص نے قبضہ کر کے وہاں مورچہ بنا لیا ہے۔ جو ہاری متعلقہ زمین پر کھیتی باڑی کرتے تھے ان کو وہاں آنے نہیں دیا جاتا اور ان پر دو دفعہ فائرنگ بھی کی گئی ہے۔ پولیس سٹیشن میں نواب مری اور دیگر ملزمان کے خلاف رپورٹ بھی درج کروائی گئی تھی مگر پولیس نے نہ تو ملزمان کو گرفتار کیا ہے اور نہ ہی زمین ان کے غیر قانونی قبضے سے واگزار کروائی ہے۔ وہاں موجود مجاہد بدرالدین، شہاب میمن، کرشن لال اور دوسروں نے کہا کہ نواب مری نے غیر قانونی طور پر قدیم مندر بابا جمنا داس کی زمین کے ملکیتی کاغذات بھی اپنے نام کروا لیے ہیں۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ وہ کئی دنوں سے احتجاج کر رہے ہیں مگر انتظامیہ با اثر لوگوں کے خلاف کارروائی نہیں کر رہی۔ مظاہرین کے مطابق بابا جمنا داس مندر کی 144 ایکڑ زمین ہے جس کے بیشتر حصہ پر ملزموں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ جب تک مندر اور آستان کی زمین سے قبضہ ختم کرا کر ملوث ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جائے گا ان کا احتجاج جاری رہے گا۔ جبکہ دوسری جانب نواب مری کا کہنا تھا کہ اس نے زمین پر غیر قانونی قبضہ نہیں کیا بلکہ اس نے متعلقہ زمین خریدی تھی۔ اس کے مطابق زمین کا مقدمہ

ہندو لڑکی کو اغواء کر لیا گیا

پشاور 22 دسمبر 2013 کو ایچ آر سی پی کے پشاور آفس کو ایک رپورٹ موصول ہوئی کہ ہندو برادری سے تعلق رکھنے والی سپنا رانی فقیر چند سکنہ ریڈیو کالونی مین جی ٹی روڈ پشاور کو 21 دسمبر 2013 کو چند نامعلوم افراد نے اس وقت اغواء کر لیا جب وہ سکول سے واپس آ رہی تھی۔ وہ پشاور سائنس اکیڈمی نامی مقامی سکول میں ٹیچر تھی۔ ایچ آر سی پی کو معلوم ہوا کہ متاثرہ لڑکی کے اہل خانہ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور عقیدے کے لحاظ سے ہندو ہیں اور ان کے معاشی اور مذہبی پس منظر کی وجہ سے پولیس ان سے تعاون نہیں کر رہی۔ متاثرہ فریق نے پہاڑی پور پولیس سٹیشن میں نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کے لیے درخواست دائر کی تھی مگر پولیس نے ایف آئی آر درج نہ کی۔

26 دسمبر کو پاکستان ہندو سیوا ویلفیئر ٹرسٹ کے کوآرڈینیٹر راجیو ٹھاکر، متاثرہ لڑکی کے والد فقیر چند، دیور رمیش چند اور کزن کمار ایچ آر سی پی کے دفتر آئے اور ملزمان کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کے لیے ایچ آر سی پی سے مدد طلب کی۔ ایچ آر سی پی کے صوبائی کوآرڈینیٹر نے متاثرہ خاندان کے ہمراہ ایف آئی آر درج کروانے کے لیے تھانے کا دورہ کیا اور پولیس افسر اختر خٹک سے ملے۔ اختر خٹک نے متاثرہ فریق سے کہا کہ وہ ایف آئی آر درج نہ کروائیں۔ مزید کہا کہ وہ مجرموں کو جلد ہی گرفتار کر لے گا۔ متاثرہ فریق نے ایف آئی آر درج کروانے پر اصرار کیا اور کہا کہ یہ ان کا حق ہے۔ اس کے بعد افسر خٹک متاثرہ فریق اور ایچ آر سی پی کے صوبائی کوآرڈینیٹر کو ایس ایچ او شیر افضل کے پاس لے گیا۔ شیر افضل نے بھی ایف آئی آر کے اندراج کے حوالے سے لیت ولعل سے کام لیا۔ ایچ آر سی پی کی ٹیم نے ایس ایچ او سے کہا کہ اگر پولیس نے تعاون نہ کیا تو وہ معاملے کی شکایت اعلیٰ حکام سے کریں گے۔ اس کے بعد وہ مقدمہ درج کرنے پر رضائے مند ہوا اور یہ جاننے کے لیے کہ ایف آئی آر کس سیکشن کے تحت درج کی جا سکتی ہے۔ پبلک پراسیکیوٹر سے رابطہ کرنے کی درخواست کی۔ دریں اثناء قانونی مشورے کے لیے وکیل سے رابطہ کیا گیا۔ وکیل نے بھی پبلک پراسیکیوٹر سے رابطہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ایس ایچ او نے تفتیشی افسر کو پبلک پراسیکیوٹر سے ملنے اور اس کی رائے معلوم کرنے کی ہدایت کی۔ پبلک پراسیکیوٹر نے کہا کہ اگر آپ ایف آئی آر میں کسی کو نامزد نہیں کر رہے تو وہ سیکشن 365 بی کے تحت ایف آئی آر درج کریں گے۔ اس نے اس حوالے سے متاثرہ خاندان سے بھی بات چیت کی اور ان کی مکمل قانونی معاونت کرنے کی حامی بھری۔ اس سارے عمل اور مختلف متعلقہ دفاتر کے اہلکاروں ساتھ گفت وشنید کے بعد بالآخر پہاڑی پور پولیس سٹیشن میں نامعلوم ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی گئی اور مقدمہ تفتیشی افسر کے حوالے کر دیا گیا۔ ایف آئی آر کے اندراج کے آٹھ دن بعد لڑکی بازیاب ہو گئی۔ اغواء کاروں نے لڑکی کو اغواء کر کے پنجاب کے ضلع بہاولپور میں منتقل کر دیا تھا۔ پولیس نے بہاولپور چھاپہ مار کر لڑکی کو بازیاب کرایا تاہم ملزمان فرار ہو گئے۔ متاثرہ خاندان کے مطابق اقلیتی برادری کے رہنماؤں نے ان کے مسئلے میں دلچسپی نہیں لی تھی۔ اُن کا کہنا تھا کہ اُن کے کمیونٹی کے منتخب صوبائی اسمبلی کے رکن نے اس مسئلے میں ان سے کسی قسم کا تعاون نہیں کیا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
  جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔
- ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

قانون نافذ کرنے والے ادارے

دہشت گردوں کی ہلاکت

پشاور 8 جنوری کو جنوبی وزیرستان کے علاقے لدھا میں ہونے والی جھڑپ میں دس دہشت گرد اور تین فوجی جاں بحق اور پانچ زخمی ہو گئے۔ یہ جھڑپ اس وقت شروع ہوئی جب دہشت گردوں نے سب ڈویژن لدھا میں فوجی چیک پوسٹ پر حملہ کیا تھا جس کے دفاع میں فوجی اہلکاروں نے دہشت گردوں پر فائرنگ کی تاہم دوطرفہ فائرنگ کے تبادلہ میں 10 دہشت گرد اور تین فوجی جاں بحق ہو گئے۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

ایڈووکیٹ کے اغواء کے خلاف عدالتی بائیکاٹ

تربت 16 جنوری 2014 کو کیچ بار کی جانب سے حیدر کے۔ بی ایڈووکیٹ کی اغواء نما گرفتاری کے خلاف 16 جنوری کو عدالتی بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا ہے۔ تمام وکلاء کو ہدایت کی گئی کہ وہ کسی بھی عدالتی کارروائی اور مقدمے کی پیروی میں پیش نہ ہوں۔ کیچ بار کے وکلا کا کہنا تھا کہ وہ حیدر کے۔ بی کی بازیابی تک احتجاج کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ (جمال پیر)

ایف سی کی گاڑی کو نشانہ بنانے کی کوشش

گوادر 11 دسمبر کو صبح کے وقت اسکاؤٹ ونگ مکران کی گاڑی جو ٹینکر کی حفاظت پر مامور تھی آکاڑہ کور ڈیم سے آ رہی تھی۔ جب وہ جی ڈی اے کالونی جناح ایونیو روڈ پر پہنچی تو اچانک ایک دھماکہ ہوا جس سے گاڑی کو جزوی نقصان پہنچا اور اس میں سوار لانس نائک زاہد اللہ زخمی ہو گئے۔ ایف سی نے علاقے کا گھیراؤ کیا اور تین افراد زاہد ولد دین محمد، محمد حسین ولد محمد اور محمد جان ولد محمد حسن کو جو وہاں سے گزر رہے تھے، کو شک کی بنیاد پر گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن شام کو انہیں گوادر پولیس کے حوالے کیا۔ جنہیں بعد میں شخصی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ بی ایل ایف کے ترجمان گہرام بلوچ نے میڈیا کے ذریعے حملے کی ذمہ داری قبول کر لی اور دعویٰ کیا کہ اس حملے میں دو سکیورٹی اہلکار ہلاک ہوئے اور ایک زخمی ہوا تھا۔ تاہم سکیورٹی فورسز نے اس دعوے کی تصدیق نہیں کی۔ حملہ سڑک کے کنارے نصب دھماکہ خیز مواد کے ذریعے کیا گیا تھا۔

(علی بلوچ)

فضائیہ کے اہلکار کو قتل کر دیا

صوابی یکم جنوری 2014 کو اسوتا شریف، صوابی میں نامعلوم حملہ آوروں نے فضائیہ کے اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ پارمولی پولیس سٹیشن کے اہلکار احمد خان کا کہنا تھا کہ مقتول کی شناخت فاروق زیب کے نام سے ہوئی ہے جو کہ منصور ایئر بیس، کراچی میں تعینات تھا اور اپنی شادی کے سلسلے میں اپنے آبائی گھر آیا ہوا تھا۔ مقتول کے والد طاہر شاہ نے بتایا کہ اس کا پچیس سالہ بیٹا فاروق زیب گھر سے نکلا مگر واپس نہیں آیا۔ اگلے روز انہیں معلوم ہوا کہ زیب کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا ہے۔ ایک ہفتہ بعد مقتول کی شادی طے تھی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وقوعے کی تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہیں آ سکی۔ مقتول سے اس کی زندگی کا حق چھینا گیا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

پولیس اہلکاروں پر حملہ

ٹانک 02 جنوری کو ٹانک وانہ روڈ پر گرہ پتھر پل کے قریب دوران گشت پولیس کی موبائل وین پر بارودی مواد کے دھماکہ کے نتیجہ میں ایک پولیس اہلکار جاں بحق جبکہ چار پولیس اہلکار شدید زخمی ہو گئے۔ پولیس ذرائع کے مطابق پولیس کی گاڑی گشت پر تھی جب پولیس وین وانہ روڈ پر واقع گرہ پتھر پل کے مقام پر پہنچی تو سڑک کے بائیں جانب پہلے سے نصب بارودی مواد دھماکہ سے پھٹ گیا جس کی زد میں آ کر پولیس کا ایک اہلکار عزیز اللہ شدید زخمی ہو گیا جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ جبکہ پولیس وین میں سوار دیگر چار پولیس اہلکار جن میں ہیڈ کانسٹیبل اشرف علی، کانسٹیبل عصمت اللہ، کانسٹیبل رحمت اللہ اور گاڑی کا ڈرائیور کانسٹیبل صاحبزادہ زخمی ہو گئے۔ زخمی پولیس اہلکاروں کو طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچایا گیا۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی پولیس اور ضلعی انتظامیہ کے اعلیٰ حکام ہسپتال پہنچ گئے اور زخمی ہونے والے پولیس اہلکاروں کی عیادت کی۔ بارودی مواد کے دھماکے میں پولیس کی وین کو بھی نقصان پہنچا۔ تھانہ مرید اکبر شہید پولیس نے دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔ (محمد ارشاد)

پولیس اہلکاروں کو قتل کر دیا گیا

صوابی 14 جنوری کو صوابی کے جنرل بس سٹینڈ کے نزدیک نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ایک پولیس اہلکار کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ایس ایچ او صوابی پولیس اظہار شاہ نے بتایا کہ احمد علی صبح کے وقت سوات میں ڈیوٹی پر جانے کے لیے گھر سے نکلے تھے، جب وہ جنرل بس سٹینڈ کے نزدیک پہنچے تو انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ پولیس نے نامعلوم افراد کیخلاف ایف آئی آر درج کر کے تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ تاہم رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ملزموں کا یہ اقدام انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے جو ہر فرد کو زندگی گزارنے کا حق فراہم کرتے ہیں۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

انتہا پسندوں کا حملہ

صوابی 12 جنوری کو صوابی کے قریب لنک روڈ پر نامعلوم افراد نے ٹریفک کانسٹیبل کو گولی مار کر زخمی کر دیا۔ صوابی پولیس اہلکار اطہر شاہ نے کہا کہ یہ واقعہ دس بجے کے قریب پیش آیا جب پولیس کانسٹیبل نواز علی لنک روڈ پر ڈیوٹی پر تھا جو کہ جہانگیر۔ صوابی روڈ اور صوابی۔ مردان روڈ کو ملاتی ہے۔

شاہ کے مطابق دو مشتبہ انتہا پسندوں نے کانسٹیبل کے قریب موٹر سائیکل روکی اور فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گیا۔ 24 نومبر 2013 کو بھی اسی سڑک پر نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کر کے ایک کانسٹیبل کو ہلاک کر دیا تھا جس کا مقدمہ درج کر لیا گیا تھا مگر ملزموں کو گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔ متعلقہ پولیس سٹیشن کے پولیس افسران کا کہنا ہے کہ اظہر شاہ کو مشتبہ انتہا پسندوں نے فائرنگ کا نشانہ بنایا تھا جن کی گرفتاری کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

پولیس تشدد سے نوجوان ہلاک

بدین 16 دسمبر کو پولیس کے پاس زیر حراست نوجوان کو شدید زخمی حالت میں ورثاء کے حوالے کیا گیا جو علاج کے لیے سول ہسپتال حیدر آباد لے جاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ کی دو رکنی ٹیم نے وقوعہ کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ جن کے مطابق 16 دسمبر کی درمیانی شب کو غریب آباد بدین کے رہنے والے نوجوان جاوید علی کا کسی بات پر آکاش خواجہ سے جھگڑا ہو گیا۔ آکاش کا بھائی دودو خواجہ جو پولیس کانسٹیبل ہے، بھی موقع پر پہنچ گیا۔ دونوں بھائیوں نے جاوید سے ہاتھا پائی کی اور جاوید کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ صبح ہوتے ہی جاوید کا والد علی اور ان کا پڑوسی ڈاکٹر اشفاق ماڈل تھانے جاوید کو لینے گئے جو کہ شدید زخمی حالت میں پڑا تھا۔ اسے سول ہسپتال بدین لایا گیا مگر ڈاکٹروں نے اس کی تشویشناک حالت کے پیش نظر اسے حیدر آباد لے جانے کا مشورہ دیا۔ اسے حیدر آباد لے جایا گیا مگر سول ہسپتال حیدر آباد پہنچتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔ ورثاء نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ جاوید کے باپ علی اور بھائی فیصل نے بتایا کہ آکاش خواجہ سے جاوید کا جھگڑا ہوا جس پر کانسٹیبل دودو جاوید کو تھانے لے گیا اور دوسرے اہلکاروں سے مل کر اسے شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس کے باعث وہ ہلاک ہو گیا۔ پڑوسی ڈاکٹر اشفاق بھرگڑی نے بتایا کہ 16 دسمبر کی صبح وہ جاوید کے باپ کے ساتھ جاوید کی رہائی کے لیے تھانے گیا، جاوید وہاں بے ہوش پڑا تھا۔ اس پر بہیمانہ تشدد کیا گیا تھا۔ جاوید کو سر میں شدید چوٹ لگی تھی جس وجہ سے اس موت کی واقع ہوئی ہے۔ ماڈل پولیس سٹیشن کے ایس ایچ او ریاض سومرو نے بتایا کہ جاوید اور آکاش کے درمیان جھگڑا ہوا تھا۔ دونوں فریق تھانے آئے تھے۔ دوسرے دن صبح کے وقت پولیس نے جاوید کو ڈاکٹر اشفاق کے حوالے کیا۔ اس وقت وہ اچھی حالت میں تھا۔ جاوید سے جھگڑا کرنے والے آکاش اور دودو نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو اپنے بیان میں کہا کہ جاوید رات کو تین بجے نشے کی حالت میں ان کے گھر آیا اور ان سے جھگڑنا شروع کر دیا وہ اسے پکڑ کر تھانے لے گئے جہاں پولیس والوں نے اس پر تشدد کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا جا رہا ہے۔ جاوید کے ورثاء اور علاقہ مکینوں کی جانب سے وقوعہ کے دوسرے دن بھی احتجاج کیا گیا۔ احتجاج کے دوران ایس ایس پی بدین سرفراز نواز نے مظاہرین سے بات چیت کی اور انہیں یقین دلایا کہ معاملے کی غیر جانبدارانہ انکوائری کی جائے گی اور جو فرد بھی ملوث ہوگا اسے قانونی سزا ملے گی۔ ایس ایس پی کی جانب سے یقین دلانے کے بعد احتجاج ختم کیا گیا۔ ایس ایس پی نے ایس ایچ او اور ریاض سومرو کو معطل کر دیا اور وقوعے کی انکوائری کا حکم دیا۔ 18 دسمبر کو متوفی جاوید کے بھائی فیصل کی مدعیت میں چار پولیس اہلکاروں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور ملزمان کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم میں سلیم جروار اور گل ہنگورجو شامل تھے۔

(سلیم جروار)

کانسٹیبل کا قتل

پشاور 19 جنوری کو پشاور کے مختلف علاقوں میں انتہا پسندوں کے حملوں کے دوران ایک کانسٹیبل کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا جبکہ دیگر تین پولیس اہلکار بشمول بھانا ماڑی ایس ایچ او عبدالحمید زخمی ہوگئے۔ کانسٹیبل نثار خان جاں بحق جبکہ کانسٹیبل نوید خان اس وقت زخمی ہوگیا جب دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے روڈ یونیورسٹی ٹاؤن، میں ان پر فائرنگ کردی۔ اس سے پہلے تھانہ بانا ماڑی کے ایس ایچ او حاجی عبدالحمید اور ان کے محافظ سراج نبی اس وقت زخمی ہوگئے جب دو موٹر سائیکل سواروں نے رنگ روڈ پر ان پر فائرنگ کردی۔ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا تھا مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک انہیں گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور، چیپٹر آفس)

تیزاب پھینکنے والے کو 16 سال قید

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی قصبہ رجانہ کے نواحی گاؤں میں قمر نامی نوجوان نے اپنے ساتھیوں سے مل کر عذرا بی بی زوجہ الطاف کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ بری طرح جھلس گیا تھا جس پر فیصل آباد کی انسداد دہشتگردی کی عدالت نے ملزم قمر کو زیر دفعہ 336D کے تحت سولہ سال قید اور دس لاکھ روپے جرمانے کی سزا کا حکم سنایا۔

(اعجاز اقبال)

تعلیم

گرلز ہائی سکول تعمیر کیا جائے

زیارت وادی منہ اور اس کے مضافاتی علاقے بشمول زڑگی سپیرژندی اور سنک میں کوئی گرلز ہائی سکول نہیں۔ یہاں کی آبادی اٹھارہ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں لڑکیاں پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد تعلیم کو خیرباد کہہ دیتی ہیں۔ مقامی شہری حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس علاقے کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جلد از جلد گرلز ہائی سکول کی بناد رکھی جائے تا کہ یہاں کی نصف آبادی تعلیم کے زیور سے مزید محروم نہ رہے۔

(حبیب اللہ)

گرلز کالج کے قیام کا مطالبہ

ہرنائی ہرنائی کی آبادی ہزاروں افراد پر مشتمل ہے اور سینکڑوں طلبا و طالبات سکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ تاہم گرلز ڈگری کالج نہ ہونے کے باعث ہائی سکول سے فارغ التحصیل ہونے والی طالبات کو اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے میں مشکلات در پیش آتی ہیں۔ گرلز ڈگری کالج کی عدم موجودگی کے باعث اکثر والدین اپنی بچیوں کو ڈگری کالج ہرنائی میں داخل کروانے کو ترجیح نہیں دیتے اور ان کی تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیتے ہیں۔ ضلع ہرنائی کی طالبات کا مطالبہ ہے کہ ضلع میں گرلز ڈگری کالج تعمیر کیا جائے جہاں خواتین اساتذہ کی تعیناتی ہو تاکہ لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں مشکلات پیش نہ آئیں۔

(نامہ نگار)

بنیادی سہولیات سے محرومی

باجوڑ ایجنسی تحصیل اتمان خیل کا علاقہ ارنگ جس کی آبادی ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے، صحت اور تعلیم کی بنیادی سہولیات سے محروم ہے۔ علاقہ میں موجود بنیادی مرکز صحت (آر ایچ سی) میں سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور معمولی بیماری کے علاج کے لیے بھی ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال خار اور تیمر گرہ ہسپتال آنا پڑتا ہے۔ 60 ہزار افراد کی آبادی کے گاؤں میں صرف ایک ہائی سکول ہے۔ جبکہ لڑکیوں کے لیے کوئی ہائی سکول موجود نہیں ہے۔ لڑکیاں پرائمری پاس کرنے کے بعد گھر بیٹھ جاتی ہیں اور مزید تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔

(شاہد حبیب)

صحت

پولیو ٹیم پر حملہ

کوئٹہ 29 دسمبر کو کوئٹہ کے علاقے پشتون آباد میں نامعلوم افراد نے پولیو ویکسین پلانے والی ٹیم کی گاڑی کو دستی بم کا نشانہ بنایا۔ حملے میں پولیو ٹیم کے تمام ارکان محفوظ رہے مگر ایک مسافر بچہ زخمی ہو گیا۔ واقعے کے بعد بلوچستان کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر عبدالمالک نے ملزموں کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے ہیں۔ مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ان کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جا سکا۔

(جلال ایڈووکیٹ)

انجیو گرافی مشین کی مرمت کا مطالبہ

حیدرآباد حیدرآباد سمیت اندرون سندھ کے سب سے بڑے ہسپتال میں جدید ترین انجیو گرافی مشین بیس ماہ سے خراب پڑی ہے۔ دل کے مریض ہسپتالوں سے مہنگے داموں یہ سہولت حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ سول ہسپتال حیدرآباد ملک کا مرکزی ہسپتال ہے جس کے لیے 2006 میں پانچ کروڑ روپے مالیت کی انجیو گرافی مشین خریدی گئی اور 2007 میں باقاعدہ ہسپتال کے امراض قلب کے شعبے میں مریضوں کی انجیو گرافی اور انجیو پلاسٹی شروع کر دی گئی۔ مارچ 2012 کو مشین نے کام کرنا چھوڑ دیا جس کے بعد سول ہسپتال میں انجیو گرافی اور انجیو پلاسٹی کا عمل رک گیا اور دل کے مریض انتہائی پریشانی کا شکار ہو گئے کیونکہ ہسپتال میں انجیو گرافی کے لیے صرف ساڑھے تین ہزار روپے جبکہ انجیو پلاسٹی کے لیے ساٹھ ہزار روپے فیس وصول کی جاتی تھی جبکہ غریب مریضوں کو یہ دونوں سہولتیں مفت فراہم کی جاتی تھیں۔ سول ہسپتال میں یہ سہولت ختم ہونے سے مریض اب نجی ہسپتالوں سے انجیو گرافی اور انجیو پلاسٹی کرانے پر مجبور ہیں اور کسی بھی نجی ہسپتال میں انجیو گرافی کی کم سے کم فیس بیس ہزار جبکہ انجیو پلاسٹی کی ایک لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ شہریوں کی جانب سے متعدد درخواستوں کے باوجود متعلقہ حکام نے انجیو گرافی مشین کی مرمت کے لیے عملی اقدامات نہیں کئے۔

(لالہ عبدالحلیم)

طبی سہولیات کے بغیر ہسپتال

گنچھے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں طبی سہولیات کی شدید قلت ہے۔ لیڈی ڈاکٹرز کی عدم تعیناتی کے باعث خواتین مریضوں کو علاج و معالجے کے حوالے سے شدید مشکلات درپیش ہیں۔ علاوہ ازیں ہسپتال میں ادویات کی قلت ہے جس کے باعث لوگوں کو ادویات مہنگے داموں نجی میڈیکل سٹورز سے خریدنا پڑتی ہیں۔ نجی آلات اور ضروری مشینری بھی دستیاب نہیں ہے۔ ہسپتال میں طبی سہولیات کی عدم دستیابی کے باعث مریضوں کو علاج و معالجے کے لیے سکردو جانا پڑتا ہے اور بعض اوقات مریض فوری علاج نہ ملنے کے باعث راستے میں دم توڑ دیتے ہیں۔ مقامی شہریوں کا مطالبہ ہے کہ ہسپتال میں سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

(بانو عباس)

پولیو ویکسین مہم کی مخالفت

تورغر ضلع تورغر کے گاؤں گیتو، سلو، شاتل اور جھکتا میں مقامی مذہبی رہنما پولیو ویکسین کی مخالفت کر رہے ہیں۔ مقامی مولویوں کا کہنا تھا کہ بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کا منصوبہ مسیحیوں اور یہودیوں کی ملک کے خلاف سازش ہے۔ انہوں نے مذکورہ دیہاتوں میں پولیو ٹیم کو کام کرنے سے روکا ہوا ہے۔ ایچ آر سی پی کے ضلعی کوآرڈینیٹر نے پولیو ٹیم سے رابطہ کیا جنہوں نے بتایا کہ پولیو ٹیم کے اہلکاروں نے اس حوالے سے ضلعی خطیب کی معاونت طلب کی تھی تاہم اس نے ٹیم کی معاونت کرنے اور مقامی مذہبی رہنماؤں کو قائل کرنے سے معذوری کا اظہار کیا ہے۔ پولیو ٹیم کا مزید کہنا تھا کہ انہوں نے ضلعی کوآرڈینیشن آفیسر (ڈی سی او) سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ انہیں اس معاملے سے آگاہ کیا جائے تاہم ان سے رابطہ نہیں ہو سکا۔

(محمد زاہد)

عطائی ڈاکٹر نے جان لے لی

نوشکی 9 جنوری کو نوشکی کے علاقہ احمد وال میں ایک عطائی محمد عمر نے اپنے 'کلینک' میں تیرہ سالہ لڑکی خالدہ بی بی کو انجکشن لگایا جس سے لڑکی کی حالت غیر ہو گئی اور اس کے جسم پر پھنسیاں نکلنا شروع ہو گئیں۔ جسے فوری طور پر بولان میڈیکل ہسپتال علاج کے لیے لایا گیا۔ 9 دن تک موت کی کشمکش میں دوچار رہنے کے بعد خالدہ انتقال کر گئی۔ ضلعی انتظامیہ اور محکمہ صحت کے آفیسران نے اس کیس کی انکوائری کی جس کی روشنی میں پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔ ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ انکوائری رپورٹ کے مطابق لڑکی کو غلط انجکشن لگائے جانے کے باعث اس کی موت واقع ہوئی تھی۔

(محمد سعید)

طبی سہولیات کی قلت

دالبندین ضلعی ہیڈ کوارٹر پرنس فہد ہسپتال میں کوئی سرجن ڈاکٹر تعینات نہیں۔ علاوہ ازیں میل اور فی میل ڈاکٹروں کی کئی آسامیاں خالی پڑی ہیں جس کے باعث مریضوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ مقامی شہریوں کا کہنا ہے کہ ہسپتال میں ادویات بھی دستیاب نہیں جس کے باعث انہیں نجی میڈیکل سٹورز سے مہنگے داموں ادویات خریدنا پڑتی ہیں۔ شہریوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ اس مسئلے کا نوٹس لیا جائے اور ہسپتال میں طبی سہولیت کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ (یحییٰ خان)

ڈاکٹروں کو قانونی مراعات دی جائیں

سکردو پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن گلگت بلتستان کی اپیل پر گلگت بلتستان کے تمام اضلاع میں ڈاکٹروں نے فیڈرل پیکیج اور الاؤنسز میں اضافے کیلئے ہڑتال کی اور ہڑتال کے دوران تمام سرکاری ہسپتالوں میں او پی ڈی بند کیا گیا جبکہ پرائیویٹ کلینک بھی کھولنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ بشو سے تعلق رکھنے والے دو بچے بروقت طبی امداد نہ ملنے کے باعث جاں بحق ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے 8 سے 15 جنوری تک ہڑتال کی۔ پی ایم اے گلگت بلتستان کا کہنا ہے کہ انہیں فیڈرل پیکیج کے تحت مراعات دی جائیں۔ گلگت بلتستان کے ڈاکٹر فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تعینات ہوتے ہیں۔ سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے گلگت بلتستان کے ڈاکٹروں کو فیڈرل پیکیج دینے کا اعلان کیا تھا تاہم ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ (وزیر ظفر)

نامعلوم حملہ آوروں نے جان لے لی

ڈیرہ اسماعیل خان یکم جنوری کو ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ کوٹلی امام میں نامعلوم حملہ آوروں نے کمال ایوب نامی شخص کو فائرنگ کرکے قتل کر دیا۔ مقتول اپنی گاڑی پر سوار تھا جب نامعلوم مسلح موٹر سائیکل سواروں نے اسے فائرنگ کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔ مقتول کا آبائی علاقہ جنوبی وزیرستان تھا مگر وہ ڈیرہ اسماعیل خان کی مدینہ کالونی میں رہائش پذیر تھا۔ پولیس نے نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ مگر رپورٹ بھیجنے تک انہیں گرفتار نہیں کیا گیا۔ ملزموں نے اپنے مذکورہ اقدام سے مقتول سے اس کی زندگی کا ناقابل تنسیخ حق چھینا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

ہاریوں کا زمیندار کے خلاف احتجاج

عمرکوٹ 15 دسمبر کو چھور شہر کے قریب گوٹھ کھنشام کے رہائشی ہاری بھیل اور اس کی بیوی سوڈی بھیل نے اپنے بچوں سمیت پریس کلب میرپورخاص کے سامنے گوٹھ کے زمیندار کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر ہاریوں نے کہا کہ وہ گزشتہ دو برسوں سے زمیندار کے پاس بطور ہاری کام کرتے تھے لیکن انہیں ان کی محنت کا معاوضہ نہیں دیا جا رہا تھا۔ چند دن قبل انہوں نے ایک گھریلو ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زمیندار سے پیسے مانگے تو وہ غصے میں آگ بگولہ ہوگیا اور ان سے ان کی پانچ بکریاں اور دو گائیں بھی چھین لیں اور انہیں اپنے ڈیرے سے نکال دیا۔ اب وہ دربدری والی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں ان کا معاوضہ دلایا جائے اور مذکورہ زمیندار کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

(اوکھو منروپ)

بم دھماکے میں دو افراد جاں بحق

لنڈی کوتل 15 جنوری کی صبح خیبر ایجنسی کے علاقے لنڈی کوتل میں ہونے والے دھماکے میں ساجد شاہ اور یار خان نامی دو رضاکار جاں بحق ہوگئے۔ لنڈی کوتل کی پولیٹیکل انتظامیہ کے ایک اہلکار شاہد آفریدی نے کہا کہ یہ دھماکہ زخاخیل بازار میں ہوا جس میں شان خیل سے تعلق رکھنے والے دو افراد جاں بحق ہوگئے۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کی گرفتاری کو ممکن نہیں بنایا جاسکا۔ ملزمان نے دہشت گردی کرتے ہوئے مذکورہ افراد سے ان کی زندگی کا حق چھینا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

غیرت کے تصور نے دو اور چراغ گل کر دیے

چلاس 17 جنوری کو چلاس شہر میں غیرت کے نام پر دو افراد قتل کر دیئے گئے۔ چلاس کے گاؤں جلیل میں ملزم زیب عالم ولد عبدالغنی نے آتشیں اسلحہ سے فائرنگ کرکے محمد عالم ولد انور خان ساکن چلاس جلیل گاؤں اور (ر) نامی لڑکی کو قتل کر دیا۔ مقتولین کا آپس میں قریبی رشتہ ہے۔ ملزم زیب عالم مقتولہ (ر) کا بھائی ہے۔ ملزم کو موقع واردات سے ہی گرفتار کرلیا گیا تھا۔ مقتول کے والد کی رپورٹ پر مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ مقتولین سے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 کے تحت ان کو حاصل شدہ زندگی کا حق چھینا گیا ہے۔

(شاہد اقبال)

خاندانی دشمنی پر قتل

ٹانک 9 جنوری کو ٹانک میں ایک شخص نواب علی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ ٹانک کے گنجان آباد محلہ قطب میں نواب علی کو فائرنگ کرکے شدید زخمی کر دیا گیا تھا۔ زخمی کو تشویشناک حالت میں ڈسٹرکٹ ہسپتال ٹانک لے جایا گیا جہاں پر وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر فائرنگ کرنے والے ملزم زبیر ولد انور علی کو گرفتار کرلیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا ہے تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جاسکا تھا۔ مذکورہ غیر قانونی اقدام سے مقتول سے اس کی زندگی کا حق چھینا گیا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(محمد ارشاد)

گولیوں سے چھلنی لاشیں برآمد

نوشہرہ 14 جنوری کو نوشہرہ کے علاقے امان گڑھ سے چار نامعلوم افراد کی گولیوں سے چھلنی لاشیں برآمد ہوئیں۔ تھانہ آزاد خیل کے ایس ایچ او سیف علی خان نے بتایا کہ رہائشیوں نے پولیس کو اطلاع دی تھی کہ امان گڑھ میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ جب ان کے وارثوں کا پتہ نہ لگایا جاسکا تو تحصیل میونسپل انتظامیہ کے اہلکاروں نے انہیں دفنا دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرکے تحقیقات شروع کردی ہے۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ ملزمان نے اپنے مذکورہ اقدام سے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت مقتولین کو تفویض شدہ زندگی کے حق کی خلاف ورزی کی ہے۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

ایک ہی خاندان کے تین افراد کو مار ڈالا

ہنگو 9 جنوری کو نامعلوم افراد نے میاں بیوی اور ان کی بیٹی کو فائرنگ کرکے قتل کر دیا اور پھر حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لیے گھر کو آگ لگا دی۔ ڈی پی او ہنگو افتخار احمد نے بتایا کہ صدر پولیس کو گھر میں آگ لگنے کی اطلاع دی گئی تھی جس کے بعد وہ فوری طور پر امدادی کاموں کے لیے جائے وقوعہ پر پہنچے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملبہ ہٹانے کے دوران گھر کے مالک، اس کی بیوی اور بیٹی کی جھلسی ہوئی لاشیں برآمد ہوئیں۔ ضلعی پولیس افسر کا کہنا تھا کہ نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے اور ملزموں کی گرفتاری کے لیے کوششیں کی جارہی ہیں۔ تاہم یہ رپورٹ بھیجنے تک ان کی گرفتاری عمل میں نہیں آسکی تھی۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

سہولیات کی فراہمی کا مطالبہ

حیدرآباد 5 جنوری کو نادرا ملازمین کو نادرا ایمپلائز یونین سندھ کے تحت اولڈ کیمپس سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی اور احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ نادرا ایمپلائز یونین کے عہدیداروں صدر رضا خان سواتی، نثار عباسی، فیض مغل، سعید خان اور دیگر نے کہا کہ ملازمین کو سروس شرائط کے مطابق مراعات فراہم نہیں کی جارہیں۔ انہیں سروس اسٹرکچر، میڈیکل اور ہاؤس رینٹ کی سہولت سمیت کسی بھی قسم کی سہولتیں فراہم نہیں کی جارہیں۔ انہوں نے متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے جائز مطالبات کو منظور کیا جائے۔ (لالہ عبدالحلیم)

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپ کی رپورٹ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے 30-29 ستمبر 2013 کو پشاور میں ''انتہا پسندی کے سدباب کے لیے انسانی اقدار اور انسانی حقوق کے فروغ'' کے موضوع پر دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا۔

ورکشاپ میں درج ذیل موضوعات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق، انتہا پسندی کی روک تھام میں فنون لطیفہ اور ادب کا کردار، انتہا پسندی کے اضافے/انسداد میں میڈیا کا کردار، انسانی حقوق کی تحریک کا پس منظر، ارتقاء اور انسانی حقوق کے نفاذ کا آغاز، پاکستان میں انتہا پسندی، پس منظر، موجودہ صورتحال نیز انتہا پسندی کے اضافے/انسداد میں ریاست کا کردار اور پاکستان میں بین المذاہب/بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری وقت کی اہم ضرورت۔

ورکشاپ میں ''انتہا پسندی کی ایک شکل'' اور ''مذہبی ہم آہنگی اور رواداری'' کے موضوعات پر دو دستاویزی فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مرد وخواتین نے شرکت کی۔ تقریب کی تفصیلی رپورٹ ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

حیات خان یوسفزئی (ریجنل کوآرڈینیٹر ایچ آر سی پی پشاور)

پاکستانی معاشرے میں انتہا پسندی کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے معاشرتی استحکام اور امن عامہ کیلئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ انتہا پسندی کی یہ لہر ہماری معاشرتی اقدار کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ بالخصوص خیبر پختونخواہ اس کی شدید لپیٹ میں ہے۔ متعدد شدت پسند اور فرقہ پرست تنظیمیں اور کچھ مذہبی سیاسی جماعتیں مذہب کے لبادے میں غیر انسانی اور غیر اخلاقی افعال کو جائز قرار دیتے ہیں اور اس کی برملا تشہیر کرتے نظر آتے ہیں۔ ان حالات سے نبرد آزما ہونے کیلئے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے اس دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی کوششوں سے اس خطرناک رجحان کو کس طرح شکست دے سکتے ہیں۔۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق آپ سب شرکاء کا تہہ دل سے مشکور ہے کہ آپ اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ اس ورکشاپ کے انعقاد کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم کس طرح انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے بہترین حکمت عملی تشکیل دے سکتے ہیں اور انسانیت دوست اقدار کو معاشرے میں کس طرح پروان چڑھا سکتے ہیں۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

عامر رضا (اسسٹنٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف پولیٹکل سائنس، یونیورسٹی آف پشاور)

پاکستانی معاشرے میں انتہا پسندی کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے معاشرتی استحکام اور امن عامہ کیلئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ انتہا پسندی کی یہ لہر ہماری معاشرتی اقدار کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ بالخصوص خیبر پختونخواہ اس کی شدید لپیٹ میں ہے۔ متعدد شدت پسند اور فرقہ پرست تنظیمیں اور کچھ مذہبی سیاسی جماعتیں مذہب کے لبادے میں غیر انسانی اور غیر اخلاقی افعال کو جائز قرار دیتے ہیں اور اس کی برملا تشہیر کرتے نظر آتے ہیں۔

ہمارے تعلیمی نظام میں جو سب سے بڑی خامی ہے وہ تنقیدی سوچ کا ناپید ہونا ہے۔ اس لیے یہ کوئی خاطر خواہ نتائج نہیں دے رہا۔ جمہوریت حکومتی نظام کی وہ قسم ہے جس میں لوگ اپنی مرضی سے بالغ رائے دہی کے ذریعے اپنے لیے حکمران چنتے ہیں۔ جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ فرائض کا تصور بھی پیوست ہوجاتا ہے۔ دراصل پاکستان میں جمہوریت ابھی تک نابالغ ہے اور جمہوریت کو بلوغت تک پہنچنے میں بہت وقت لگے گا۔ دنیا میں آج کل جمہوریت کو ایک بہترین نظام حکومت قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ شفافیت اور احتساب کے اصولوں پر مبنی اس شفافیت اور احتساب کا عمل ہم اپنے ووٹ کے ذریعے کرتے ہیں۔ حزب اختلاف مجموعی طور پر حکومتی پالیسیوں کا تجزیہ کرتی ہے اور جہاں غلطی نظر آئے ان پر کھلی تنقید کرتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قانون کی حکمرانی سے ملک کے تمام شہریوں کو مساوی حقوق ملتے ہیں۔ اطلاعات تک رسائی کا حق بھی جمہوری حکومتوں کا خاصہ ہوتا ہے اور یہ حکومتی احتساب کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔ ریاست پر یہ لازم ہے کہ وہ ہمارے ان حقوق کا تحفظ کرے۔ ایک کامیاب جمہوری نظام میں تکثیریت (Pluralism)، رواداری، مختلف آراء، مختلف نظریات، صحت مند تنقید اور تنقیدی سوچ کو پنپنے کا موقع ملتا ہے۔ امریکہ کے جمہوری نظام میں امریکیوں نے ایک نظام متعارف کیا ہے جسکو ری کال (Recall) کہتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک خاص حلقے کے لوگ اگر اکثریت سے ایک رائے دے دیں کہ ہم اپنے منتخب نمائندے کی کارکردگی سے خوش نہیں ہے تو ری کال (Recall) سسٹم کے تحت وہ دوبارہ اپنے لیے نیا نمائندہ چن سکتے ہیں۔

ہم میں سے بہت کم لوگوں کو یہ پتہ ہوگا کہ پاکستانی دستور کے مطابق میں اور آپ اپنی منتخب قانون ساز اسمبلی میں اکثریتی رائے کی بناء پر قانون سازی تجویز کر سکتے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جمہوریت انسانی حقوق کے تحفظ کا بہترین ذریعہ ہے۔ معاشی ترقی اور انسانی حقوق ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔ ہم اکثر اوقات سنتے ہیں کہ معاشی استحکام سیاسی استحکام سے جڑا ہوا ہے اور اس طرح سیاسی استحکام معاشی استحکام سے جڑا ہوا ہے۔ اس طرح انسانی حقوق کا تصور جمہوریت اور معاشی ترقی کے بغیر ایک ادھورا خواب ہے۔ کام کرنے کا حق ایک جمہوری ریاست کی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ اور کام کرنے کے لیے صحت مند ماحول بھی مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اور یہ کہ کم سے کم تنخواہ کا معیار بھی ریاست کو طے کرنا ہوگا اور اسی کے ساتھ کام کا دورانیہ بھی مختص کرنا ہوگا۔ اور یہ سب ایک جمہوری حکومت میں خوش اسلوبی سے ہوسکتا ہے۔

انتہا پسندی کی روک تھام میں ادب اور فنون لطیفہ کا کردار

پروفیسر ڈاکٹر راج ولی شاہ خٹک (سابق ڈائریکٹر پشتو اکیڈمی، یونیورسٹی آف پشاور)

فنون لطیفہ، آرٹس، ادب اور شاعری جذبات کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔ ہر معاشرے کا ایک خاص اخلاقی ضابطہ ہوتا ہے اور اس اخلاقی ضابطے میں اچھے

برے کا ایک واضح تصور موجود ہوتا ہے۔ میں گناہ اور ثواب کی بات نہیں کرونگا لیکن نیکی اور بدی کا اخلاقی فلسفہ اچھے برے کی تمیز بتاتا ہے۔ ہم سب ذی شعور انسان ہیں اور جانتے ہیں کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ اپنی ثقافت کے اندر سب اس کا احاطہ کرسکتے ہیں۔ برطانیہ کی کالونی ہونے کے ناطے انہوں نے ہمیں جو عدالتی اور دستوری نظام دیا ہے وہ کتنا ہمارے معروضی حالات سے مناسبت رکھتا ہے اور ہماری ثقافتی اور اخلاقی اقدار سے کتنا ہم آہنگ ہے اور اسکا ہمارے ثقافتی اور اخلاقی اقدار سے کتنا تصادم ہے۔ ان کی سزا اور جزا کا نظام کس حد تک ہمارے ثقافتی پرورش سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ ایک سوالیہ نشان ہے جو میں قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ ادب، آرٹ شاعری اور مصوری میں ایک گہرا اثر اور تاثر ہوتا ہے۔ مُصور خاموش رنگوں کے ذریعے ان رنگوں کو زبان دیتا ہے۔ اب تصویر تو بول نہیں سکتی لیکن آپ شاہکار کو دیکھ کر اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ پچھلے دنوں آپ نے ایران کی بنی ہوئی ایک تصویر دیکھی ہوگی جس میں ایک نظم ہے جس میں شاعری کو رنگوں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ ایک مزدور بچہ کچھ امیر بچوں کو کھڑکی سے دیکھ رہا ہے جو کہ ایک عالی شان سکول میں پڑھ رہے ہیں اور یہ مزدور بچہ ان کو حیرت کی نگاہ سے رہا ہے۔ شاعر ایک نقرے میں جو پیغام دیتا ہے وہ بہت اثر رکھتا ہے۔ حبیب جالب نے اپنی شاعری میں جو پیغام دیا ہے وہ مشکل ہے کہ کسی لمبے کالم میں ہو سکے۔ اگر کسی بھی انتہا پسند انسان کے سینے میں اگر کسی انسان کا دل ہو تو وہ شاعری کو ضرور تسلیم کریگا۔ اسی طرح چاہے وہ موسیقی ہو، فن مصوری ہو، شاعری ہو، ڈرامہ ہو یا ناول جو کچھ بھی ہو اس میں مقصدیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ دنیا کا آرٹسٹ ایک خاص اخلاقی ضابطے اور فلسفے پر کاربند ہوتا ہے۔ ثقافت انسانوں کی مجموعی زندگی کا اخلاقی اور معاشرتی ضابطہ ہوتا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں جمالیاتی اقدار اعلیٰ اور ارفع ہو تو وہ معاشرہ مثبت تبدیلی کی طرف جائے گا۔ اور اس میں برداشت بھی موجود ہوگی۔ اگر دوسری طرف ہم اپنے معاشرے میں بگاڑ اور انتشار کا موازنہ کریں تو یہ ہماری آج کی موسیقی میں بھی واضح ہے اور ہماری اخلاقی قدروں میں بھی۔ موسیقی ہم آہنگی کا نام ہے۔ مثال کے طور پر اگر رباب میں ایک تار ڈھیلا اور بے سرا ہو تو یہ تمام موسیقی کو بے سرا بنا دے گا۔ جس طرح موسیقی کے آلات مل کر ایک سُریلے نغمے کو پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم انسانوں کو بھی گھل مل کر ایک خوبصورت اور روادار معاشرے کو وجود میں لانا ہے۔ شاعری دراصل الفاظ کا صحیح اور موزوں چناؤ ہے۔ فن مصوری بھی مختلف فطری مناظر اور تصاویر کے ذریعے معاشی، معاشرتی، نفسیاتی اور ثقافتی برائیوں کی نشاندہی خوش اسلوبی سے کرتی ہے۔ اسی ضمن میں اگر ہم انتہا پسندی کی بات کرتے ہیں تو انتہا پسندی کا رویہ ہمارے ذاتی غصے اور پسند ناپسند سے نکلتا ہے جو ہم کو انتہا تک لے جاتا ہے۔ لیکن ادب اور فنون لطیفہ ہمیں برداشت، جمالیات انسانی جبلت کے بارے میں بہت کچھ حسین انداز میں سکھاتا ہے۔ انتہا پسند رویہ انسانی جنونیت پر

> انسان جانوروں اور انواع مخلوقات سے اس لیے مختلف ہے اس کے پاس عقل اور دانش کی دولت ہے۔ انسان اپنی زندگی کی ابتداء سے آخر تک سیکھتا رہتا ہے۔ وہ اپنی غلطی سے یہ ادراک حاصل کرتا ہے اور وہ اپنے علم اور دانش سے اس غلطی کو قابو کرپاتا ہے۔ انسانی زندگی کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ وہ مجموعی طور پر کام کرتا ہے۔ اکیلا انسان کچھ نہیں کرسکے گا۔ انسان نے آج تک جتنی ترقی کی ہے اس میں سب انسانوں کا مجموعی حصہ ہے۔

ختم ہوتا ہے۔ جس سے ہمیں پرہیز کرنا ہوگا۔ ایک دوسرے سے میانہ روی سے پیش آنا چاہئے۔ اسی انتہا پسند رویے کے خاتمے میں ادب، فنون لطیفہ، اور مصوری انسانوں کو اعلیٰ اخلاقی اور جمالیاتی ذوق بخشتا ہے اور اسی خطرناک رجحان کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔

انتہا پسندی کے اضافہ/ انسداد میں میڈیا کا کردار

حفیظ بزدار

ماضی میں انسانوں نے معلومات حاصل کرنے اور پہنچانے میں مختلف مواصلاتی ذرائع استعمال کیے۔ انہوں نے کبھی کبوتروں اور کبھی گھوڑوں کو اس مقصد کیلئے استعمال کیا اور بعد میں ٹیلی گراف کے ذریعے ایک دوسرے کو خط و خطابت کا سلسلہ شروع کیا۔

برصغیر کے حکمران شیر شاہ سوری نے اپنے وقت میں سب سے پہلے ریاستی میڈیا کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے ہندوستان کی سلطنت کے قرب و جوار میں ایک مضبوط جاسوسی نظام کی داغ بیل ڈالی۔ اس مضبوط جاسوسی نظام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ بادشاہ اپنی سلطنت کے اندر ہر سازش اور بغاوت سے بروقت آگاہ ہو۔ اس لیے تمام معلومات اور اطلاعات کو اکٹھا کرنے کیلئے اپنے دور حکومت میں ہندوستان کے ہر شہر اور گاؤں میں ڈاک چوکیاں قائم کیں اور ڈاک پہنچانے کیلئے برق رفتار عربی گھوڑوں کو لگایا تھا جو چوبیس گھنٹے ہندوستان کے طول و عرض میں دوڑتے تھے اور ڈاک بادشاہ تک پہنچاتے تھے۔ تمام اطلاعات کو اکٹھا کرنے کے بعد بادشاہ سلامت وہ خبریں سر عام نشر کرتا جو خبریں سلطنت کے فائدے کی ہوتی تھیں اور ہر اس خبر کو سنسر کرتا جو انتشار، بغاوت، یا کسی اور خطرے کا سبب بن سکتی تھی۔ اس لیے تاریخی حوالوں سے شیر شاہ سوری ہی وہ حکمران تھے جنہوں نے ریاستی میڈیا کی بنیاد ڈالی تھی۔

ریاستی میڈیا دراصل وہ مواصلاتی ذریعہ ہے جو حکومت وقت کی پالیسیوں کی تشہیر کرتا ہو جیسا کہ پاکستان میں یہ کام پی ٹی وی کرتا ہے۔ جبکہ نجی میڈیا ٹی وی چینلز اور اخبار زیادہ تر منافع کمانے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ نجی میڈیا کے مالکان صرف اور صرف اس لیے سرمایہ کاری کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ منافع کما سکیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں نجی میڈیا کے علاقائی رپورٹرز ہوتے ہیں وہ زیادہ تر پیشہ ور صحافی نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ ان کی باقاعدہ ماہانہ تنخواہ بھی نہیں ہوتی بلکہ ان رپورٹرز کو واقعات کی رپورٹنگ کی بنیاد پر معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ایک اچھا رپورٹر بننے کیلئے مندرجہ ذیل شرائط ہونی چاہئیں۔

☆ وہ پیشہ ور صحافی ہو اور صحافت کے اصولوں سے واقف ہو تاکہ زرد صحافت کو پروان چڑھانے کا موقع نہ ملے۔

☆ سچا ہو اور وہ اپنی رپورٹنگ تحقیق کی بنیاد پر کرے

☆ قابل ہو تاکہ خبروں کا صحیح تجزیہ کرے

☆ تعلیم یافتہ ہو

دنیا کے 196 ٹی وی چینلز امریکہ میں (AOL) America Online کے تحت اکٹھے ہوئے تھے اور دنیا پر میڈیا کی اجارہ داری قائم کرنے کیلئے ایک پالیسی بیان پر دستخط کیے تھے۔ اور ان نیوز چینلز کی اجارہ داری دنیا پر دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے۔

انسانی حقوق کی تحریک کا پس منظر، ارتقاء اور انسانی حقوق کے نفاذ کا آغاز

ڈاکٹر سہیل شہزاد (قائم مقام وائس چانسلر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ)

انسان جانوروں اور انواع مخلوقات سے اس لیے مختلف ہے اس کے پاس عقل اور دانش کی دولت ہے۔ انسان اپنی زندگی کی ابتداء سے آخر تک سیکھتا رہتا ہے۔ وہ اپنی غلطی سے یہ ادراک حاصل کرتا ہے اور وہ اپنے علم اور دانش سے کہ غلطی پر قابو کرپاتا ہے۔ انسانی زندگی کا دوسرا اہم پہلو ہے کہ وہ مجموعی طور پر کام کرتا ہے۔ اکیلا انسان کچھ نہیں کرسکے گا۔ انسان نے آج تک جتنی ترقی کی ہے اس میں سب

انسانوں کا مجموعی حصہ ہے۔ جب انسان نے ریاست بنانے کیلئے جدوجہد شروع کی تو بادشاہی نظام کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ رفتہ رفتہ بادشاہتوں کا یہ نظام اتنا مضبوط ہوتا گیا کہ انہوں نے تمام ریاستی امور اپنے قبضے میں لے لیے۔ انتظامی، عدالتی اور قانون سازی کے تمام اختیارات ایک بادشاہ کے ہاتھ میں چلے گئے۔ ایک بہت مشہور قول ہے کہ طاقت بدعنوانی کو فروغ دیتی ہے اور مکمل طاقت مکمل بدعنوانی کی طرف لے جاتی ہے۔

Power corrupts and absolute power corrupts absolutely.

عوام اور بادشاہ کا رشتہ آقا اور رعایا کا تھا۔ مشہور فرانسیسی فلسفی مانٹیسکیو نے "Theory of Separation of Power" کی بنیاد ڈالی جسکی رو سے پہلی دفعہ بادشاہ کے اختیارات کو چیلنج کیا گیا۔ اسی زمانے میں یورپ کے مختلف معاشروں نے بادشاہ کے لامحدود اختیارات کے خلاف بغاوت کی اور آزادی کی تحریکوں نے جنم لیا۔ انہی کاوشوں کے نتیجے میں آزاد شہری اور آئینی ریاستوں کا تصور ابھرا۔ ریاست کا ڈانڈا کمزور ہوتا گیا اور شہری حقوق کا نظریہ پنپنے لگا اور ریاست اپنے شہریوں کے تحفظ اور فلاح و بہبود پر غور کرنے لگی اور شہریوں کے حقوق کو بنیادی حقوق کے نام سے ریاستی دستور میں تحفظ دیا گیا۔ قانون سازی پارلیمنٹ میں ہوتی ہے۔ عدالت میں نہیں۔ مطلب یہ کہ عدالت کیلئے قوانین پارلیمنٹ بناتی ہے اور پارلیمنٹ سیاسی لوگوں کی جگہ ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان چار بھائیوں کا مشترکہ گھر ہے۔ جو پنجاب، سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ پر مشتمل ہے۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ پنجاب اور بلوچستان کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے لیکن درحقیقت ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہماری ملکی سیاست کا نتیجہ ہے کہ پنجاب پورے ملک پر اجارہ داری کر رہا ہے۔ دنیا میں دو عظیم تاریخی جنگوں نے انسانی حقوق کے فروغ کیلئے راہ ہموار کی۔ ایک ریاست اپنے شہری کو جو بنیادی حقوق آئینی طور پر دیتی ہے ان حقوق کا مکمل طور پر کسی دوسرے ملک کے شہری پر اطلاق نہیں ہوگا۔ ایک پاکستانی شہری کی حیثیت سے جو حقوق مجھے آئینی طور پر حاصل ہیں وہ کسی انڈین شہری کو حاصل نہیں ہیں۔ لیکن دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں اور دو بڑی عالمی جنگوں کے نتیجے میں جو نیا تصور ابھرا اس کو ہم انسانی حقوق کا تصور کہتے ہیں۔

انسانی حقوق رنگ، نسل، عقیدے، مذہب، ملک، اور سیاسی حدود سے بالاتر ہوتے ہیں۔ اور عالمگیر ہوتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 12 دسمبر 1948 کو ایک تاریخی دستاویز منظور کیا جسکو ہم عالمی منشور برائے انسانی حقوق کہتے ہیں۔ اسکے بعد یہ سفر جاری رہا اور کئی معاہدات (Covenants) اہوئے اور بعد میں مختلف کنونشنز کا اجراء ہوا۔ اور یہ سفر اور جدوجہد آج تک جاری ہے۔

پاکستان میں انتہا پسندی، پس منظر، موجودہ صورتحال، نیز انتہا پسندی کے اضافہ / انسداد میں ریاست کا کردار

ڈاکٹر خادم حسین (مینیجنگ ڈائریکٹر باچا خان ٹرسٹ ایجوکیشنل فاؤنڈیشن)

پاکستان میں آج کل یہ سوچ ہے کہ صرف ہم دنیا کے بہترین لوگ ہیں ہم جو کرتے ہیں، وہ مکمل طور پر ٹھیک ہے لیکن تمام باہر کی دنیا ہماری دشمن ہے کیونکہ پاکستان میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ باہر کی دنیا کر رہی ہے۔ پاکستان میں روزانہ جو دھماکے ہو رہے ہیں، ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے، اغواء برائے تاوان ہو رہا ہے یہ سب باہر کے لوگ کر رہے ہیں کیونکہ ہم بہت اچھے لوگ ہیں۔

انتہا پسند لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ ہماری طرح نہیں سوچتے وہ واجب القتل ہیں۔ خواہ وہ عقیدے، نظریے، خیالات اور رہن سہن کے حوالے سے ہم سے مختلف ہیں یا کسی دوسرے حوالے سے۔ اس سوچ کا اطلاق صرف غیر مسلموں پر ہی نہیں بلکہ شیعہ، بریلوی وغیرہ سب پر ہوتا ہے۔ یہ مفروضہ ہمارے معاشرے میں سرائیت کر گیا ہے۔ جہاد کو قتل کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ اسی نظریے کی بناء پر معاشرے میں خوف وہراس پھیلایا جارہا ہے۔ 1980 کی دہائی میں حافظ سعید کی کتاب کا آجانا اور الرشید ٹرسٹ کا لٹریچر گھر گھر اور گلی گلی میں پہنچنا۔ اور 1998 میں القاعدہ کا فتویٰ اور ملاکنڈ ڈویژن میں تحریک شریعت محمدی کا ظہور میں آنا دراصل اسی مفروضے کو مضبوط بنانے کیلئے ایک اقدام تھا۔

پچھلے دنوں تحریک طالبان پاکستان کا 20 صفحات پر مشتمل ایک خط میں بھی پاکستانی ریاست کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کو جہاد قرار دیا گیا ہے۔ یہ مظہر بالکل طاقت کے گرد گھومتا ہے اور یہ تشریح اصل میں ان طالبان کمانڈروں کو بے لگام طاقت دیتی ہے جو ان کی غیر اسلامی اور غیر انسانی افعال کو جائز قرار دینے میں مدد دیتی ہے۔

میری ذاتی تحقیق کے مطابق ان میں تین قسم کے لوگ شامل ہیں۔

1 وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہمارا مذہب مکمل طور پر خطرے میں ہے اور جو لوگ ہم جیسا نہیں سوچتے وہ اسلام کے

> ہمارا میڈیا، مذہبی سیاسی پارٹیاں، تعلیمی نصاب اور کالعدم دہشت گرد تنظیمیں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے سرطان کو معاشرے میں پھیلاتے ہیں۔ اگر ہمارے تعلیمی نصاب کو دیکھا جائے یہ محمود غزنوی اور محمد بن قاسم جیسے جنگجو لوگوں کی تشہیر کرتا ہے۔ اور جو امن، ترقی اور خوشحالی کے لیے کام کرتا ہے اُن کا کوئی نصابی کتابوں میں ذکر نہیں ہے۔ ہمارا تعلیمی نظام اقلیتی برادری کو معاشرے سے بالکل علیحدہ کرتا ہے اور بار بار نظریہ پاکستان، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، اسلامی ایٹم بم، اور اُردو ذریعہ تعلیم کا پرچار کرتا ہے۔ جس نے پچھلے کئی عشروں سے پاکستان میں انتہا پسندی کے بیج بوئے ہیں۔

خاتمے میں مصروف عمل ہیں۔ اسلئے ہمیں ان سازشی عناصر کے خلاف بندوق اٹھانی ہے اور ان کو جڑ سے ختم کرنا ہے۔ ان جیسی سوچ رکھنے والے لوگوں کی تعداد تقریباً 10 فیصد تک ہے۔

2 دوسری قسم وہ ہے جو طالبان یا ان جیسے انتہا پسند تنظیموں کے ساتھ ہیں۔ وہ صرف مادی اور معاشی پہلو تک سرگرم عمل ہیں۔ ان لوگوں کو ماہوار 10,000 ہزار روپے تک تنخواہ ملتی ہے اور ایک موٹر سائیکل ملتا ہے اس لیے یہ لوگ ان کی صفوں میں لڑتے ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً 20 فیصد تک ہے۔

3 تیسرے درجے میں وہ لوگ شامل ہیں جو معاشرے کے پسے ہوئے طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ناانصافی اور سماجی ناہمواری کی وجہ سے مختلف انتہا پسند تنظیموں کے ساتھ سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے جو تقریباً 70 فیصد تک ہوگی۔

اگر آپ ان جیسے لوگوں کے ساتھ دلیل سے بات کریں گے تو وہ آپ کو کافر قرار دیں گے۔ اگر آپ ان سے کہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ "ہم نے بنی نوع انسان کو عزت و احترام بخشی ہے"، تو وہ کہیں گے کہ یہ بندہ قرآن اور حدیث کے بارے میں گستاخی کر رہا ہے اسکو ذبح کرو اور بے دردی سے مارو۔ اس جیسے لوگ انسانی معاشرے میں تنوع اور تکثیریت کے اصولوں کو بالکل نہیں مانتے اور نہ ہی اختلاف رائے کو مانتے ہیں۔ انتہا پسندی کی وبا کسی حد تک ہمارے

ریاستی دستور میں بھی امتیازی قوانین کی شکل میں موجود ہے۔ یہ امتیازی قوانین عدم برداشت کا سبب بنتے ہیں اور کچھ لوگوں کو ریاست کے ٹھیکیدار بناتے ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہمارا میڈیا، مذہبی سیاسی پارٹیاں، تعلیمی نصاب اور کالعدم دہشت گرد تنظیمیں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے سرطان کو معاشرے میں پھیلاتے ہیں۔ اگر ہمارے تعلیمی نصاب کو دیکھا جائے تو یہ محمود غزنوی اور محمد بن قاسم جیسے جنگجو لوگوں کی تشہیر کرتا ہے۔ اور جو امن، ترقی اور خوشحالی کیلئے کام کرتا ہے اسکا کوئی ذکر نصابی کتابوں میں نہیں ہے۔ ہمارا تعلیمی نظام اقلیتی برادری کو معاشرے سے بالکل علیحدہ کرتا ہے اور بار بار نظریہ پاکستان، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، اسلامی ایٹم بم، اور اُردو ذریعہ تعلیم کا پرچار کرتا ہے۔ جس نے پچھلے کئی عشروں سے پاکستان میں انتہا پسندی کے بیج بوئے ہیں۔

1989 میں مولانا صوفی محمد جماعت اسلامی کا سرگرم کارکن تھا، میجر عامر جو پنج پیر مدرسہ ضلع صوابی کے مولانا طیب کے بھائی تھے اور اس وقت انٹیلیجنس کا آفیسر تھا۔ اور ملاکنڈ ڈویژن کے کمشنر سید محمد جاوید نے ملاکنڈ ڈیژن میں شریعت نافذ کرنے کا مطالبہ پیش کیا۔ اس وقت مولانا صوفی محمد نے ملاکنڈ ڈویژن میں لوگوں کو جہاد کی تربیت حاصل کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ ہر بالغ مرد پر جہاد کی تربیت حاصل کرنا فرض عین ہے اور ہم جہاد بھی پاکستانی حکومت کے خلاف کرینگے۔ 2005 میں مولانا صوفی محمد کے داماد مولانا فضل اللہ نے ایف ایم ریڈیو پر شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرنے کی پھر پیش کی۔ اور لاکھوں لوگوں کو گمراہ کرنے کی سازش کی۔ اس نے لوگوں سے شریعت کے نام پر کروڑوں روپے جمع کیے۔ جس میں سونا اور نقد رقم شامل تھی۔ اس طرح آج کل درہ آدم خیل کے طالبان گروپ بھی کوئلے کے ایک ٹرک کے عوض 10,000 روپے لیتے ہیں۔

انسانی ذہن ایک زاویے سے نہیں سوچتا بلکہ مختلف زاویوں سے سوچتا ہے۔ اس لیے تنوع کا عنصر فطری بھی ہے اور سماجی بھی۔ سماجی لحاظ سے انسانی معاشرہ صنفی تنوع، نسلی تنوع، معاشی تنوع، زبانی تنوع، مسلکی تنوع اور ثقافتی تنوع پر مشتمل ہے۔ یہ ایک عالمگیر تصور ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ انسانی معاشرہ ہمیشہ انسانی اقدار، تکثیریت اور باہمی رواداری پر یقین رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے انتہا پسند دوسرے لوگوں پر تشدد کو جائز قرار دینے لگتے ہیں۔ وہ اکثر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب خطرے میں ہے اس لیے ہم ساری دنیا کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

بعض مذہبی روایتی مدرسوں نے بھی انتہا پسندی کے فروغ میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ سرد جنگ کے زمانے سے اس مفروضے کو مضبوط تر بنانے میں، امریکہ، سعودی عرب، برطانیہ، جرمنی اور متحدہ عرب امارات کا بھرپور حصہ ہے۔ جس کا نتیجہ آج کل کی مذہبی انتہا پسند تنظیموں کی شکل میں موجود ہے۔ انتہا پسند سوچ نے اسلام کو شریعت اور جہاد کے الفاظ تک محدود بنایا۔ اسی مفروضے کو مزید پائیدار بنانے کیلئے ریاستی اداروں نے ایک نجی صنعت کی بنیاد ڈالی جس کو ہم آج انتہا پسند تنظیمیں کہتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ ریاست نے مذہبی امور کو سیاسی امور کے ساتھ چھوڑ دیا جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔

سرد جنگ کے زمانے سے اس مفروضے کو مضبوط تر بنانے میں، امریکہ، سعودی عرب، برطانیہ، جرمنی اور متحدہ عرب امارات کا بھرپور حصہ ہے۔ جس کا نتیجہ آج کل کی مذہبی انتہا پسند تنظیموں کی شکل میں موجود ہے۔ انتہا پسند سوچ نے اسلام کو شریعت اور جہاد کے الفاظ تک محدود بنایا۔ اسی مفروضے کو مزید پائیدار بنانے کیلئے ریاستی اداروں نے ایک نجی صنعت کی بنیاد ڈالی جس کو ہم آج انتہا پسند تنظیمیں کہتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ ریاست نے مذہبی امور کو سیاسی امور کے ساتھ چھوڑ دیا جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔

پاکستان میں بین المذاہب / بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری وقت کی اہم ضرورت۔

پروفیسر ڈاکٹر ناصر جمال خٹک (وائس چانسلر کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی)

ہم کیوں دوسرے معاشروں سے اخلاقی، معاشی اور معاشرتی طور پر پیچھے ہیں؟ اس لیے کہ ہمارے ملک کے دستور اور عوام کے درمیان ایک بہت بڑا خلا پایا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے کی مثال امیبا کی طرح ہے امیبا بھی اپنے آپ کو بار بار تقسیم کرتا ہے اور ہمارا معاشرہ بھی۔ ہم اپنی روزمرہ کی بات چیت میں کثرت سے لوگوں کو دوسرا یا دوسرے کہہ کر بلاتے ہیں۔ ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ وہ اور ہم، ہمارا، ان کا، میں اور وہ وغیرہ وغیرہ۔ جب ہم یہ عمل دوہراتے ہیں تو ہم اپنے اور دوسروں کے درمیان فاصلے کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔ اور اپنے اور دوسروں کے درمیان ایک لکیر کھینچتے ہیں۔ یہ سارا معاملہ طاقت اور اختیار سے رشتہ رکھتا ہے۔ اگر مثال کے طور پر میں آپ کو کہوں کہ آپ کے یہ کپڑے ٹھیک نہیں اور نہ یہ ہماری ثقافت کے مطابق ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس کچھ طاقت یا اختیارات ہیں، اس لیے میں تنقید کر رہا ہوتا ہوں کیونکہ وہ طاقت یا اختیارات مجھے اپنا مذہب، ثقافت اور معاشرتی اقدار دیتا ہے۔ اس لیے میں آپ کے کپڑوں کو غلط کہہ رہا ہوں۔ پہلے پہل لوگ اس Otherisation کا عمل شروع کر دیتے ہیں اور بعد میں اس خاص عقیدے، گروپ، مسلک، ثقافت، یا نسل کے خلاف تشدد اور جرم پر اتر آتے ہیں۔ اور پھر بعد میں یہ کوشش ہوتی ہے کہ اسکو ختم کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ عمل ریاست خود شروع کرے جس طرح ہمارے ہاں رواج ہے تو یہ معاشی ناہمواری، معاشرتی توڑ پھوڑ، انتشار، تشدد، نسلی اور لسانی فسادات، رنگ، مذہب اور جنس یا صنفی امتیازات کو پروان چڑھائے گا۔ پاکستانی معاشرہ بدقسمتی سے چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹ چکا ہے۔ زبان کی بنیاد پر، نسلی امتیازات کی بنیاد پر، مذاہب اور مسالک کی بنیاد پر۔ لیکن جب ہم آج یہ کہہ رہے ہیں کہ مذہبی اور مسلکی ہم آہنگی ہونی چاہئے تو یہ بہت بڑی خوشی کی بات ہے کیونکہ ہم نے یہ تسلیم کرلیا کہ مذہبی ہم آہنگی ہونی چاہئے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دوسرے مذاہب کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر یہ بات ہماری ریاست سچے دل سے قبول کرے کہ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی ہونی چاہئے تو پھر ضرور ہوگی کیونکہ ریاست کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے لوگوں کی نفسیات اور زندگی پر۔ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے تو ہمارے پختونوں کی بود و باش اور ثقافت مذہبی تنوع اور تکثیریت کو دل سے تسلیم کرتی ہے۔ اسی ضمن میں ایک پشتو ٹپے کی طرف اشارہ کرونگا۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ''مجھے محبت کی طاقت کا پتہ چل گیا ہے اب اگر ایک ہندو بھی میری بہن پر عاشق ہوگیا تو میں رضامندی سے اس کو ہندو کے حوالے کرونگا''۔ میں پشتو ٹپے کا ایک اور حوالہ بھی دونگا۔ ''میرا یار ہندو ہے اور میں مسلمان ہوں۔ لیکن پھر بھی میں اپنے یار کی خاطر مندر پر روز جھاڑو دیتا ہوں''۔ ان حوالوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پشتون معاشرہ مختلف مذاہب کا احترام رکھتا ہے اور دوسرا یہ کہ مختلف مذاہب کے ماننے والے صدیوں سے یہاں پر مقیم ہیں۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ مذہبی رواداری اور ہم آہنگی باہمی مطابقت، برداشت، احترام، آزادی رائے اور آزادی اظہار کو فروغ دیتی ہے۔

☆☆☆

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 26 دسمبر 2013 سے 25 جنوری 2014 تک کے دوران ملک بھر میں 157 افراد نے خودکشی کرلی۔ خودکشی کرنے والوں میں 41 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران 84 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 28 خواتین شامل ہیں۔ اعدادوشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 82 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور 6 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کرلی۔ خودکشی کے واقعات میں 67 نے زہر کھا/پی کر، 37 نے خودکو گولی مارکر اور 25 نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے 242 واقعات میں سے صرف 74 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

26 نومبر 2013 سے 25 جنوری تک	241+190	431 =

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26دسمبر	زوجہ سرتاج خان	خاتون	-	-	شادی شد	-	خودکو گولی مارکر	لنڈی کوتل، خیبر ایجنسی	درج	روزنامہ آج
26دسمبر	ح	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	کچلاک	درج	روزنامہ انتخاب
26دسمبر	ملک سانول	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	اگوال، شکرگڑھ	-	روزنامہ خبریں
26دسمبر	احمد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	مسلم کالونی منجن آباد، شکرگڑھ	-	روزنامہ خبریں
26دسمبر	س	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	مسلم کالونی منجن آباد، شکرگڑھ	-	روزنامہ خبریں
26دسمبر	ج	خاتون	22برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک64، خانپور	درج	ایکسپریس ٹریبون
26دسمبر	امتیاز احمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	قادرآباد شہر	-	روزنامہ نوائے وقت
26دسمبر	الف	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
26دسمبر	-	مرد	-	-	غیرشادی شدہ		-	نورکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
26دسمبر	سدرہ	خاتون	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	-	روزنامہ دنیا
26دسمبر	عرفان	مرد	30برس		غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سیکٹر 5/c-2 نارتھ کراچی	-	روزنامہ نیوز
27دسمبر	نائب نسیم	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	خٹک کالونی، کوہاٹ	درج	روزنامہ آج
28دسمبر	خالد بھٹی	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	چیچہ وطنی، کسووال گاؤں	-	روزنامہ خبریں
28دسمبر	خورشید احمد	مرد	35برس	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	عثمان والہ، قصور	درج	روزنامہ نوائے وقت
28دسمبر	-	مرد	25برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	منڈی شاہ جیوانہ	-	روزنامہ نوائے وقت
28دسمبر	خرم	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	جڑانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
28دسمبر	عظمیٰ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جڑانوالہ	-	روزنامہ نیوز
28دسمبر	منصور	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گھمن والہ، جڑانوالہ	-	روزنامہ دی نیوز
29دسمبر	زلیخاں	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہڑپہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
29دسمبر	اکبر	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گاؤں کھتر، قمبر	درج	روزنامہ ڈان کراچی
29دسمبر	مہران جلیانی	مرد	30برس	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	گاؤں دودو، جلیانی قمبر	درج	روزنامہ ڈان کراچی
29دسمبر	سکینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	برکی، جنگوپورہ، چنیوٹ	درج	روزنامہ نئی بات
29دسمبر	احمد	مرد	35برس	-	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گلشن کالونی، گجرانوالہ	درج	ایکسپریس ٹریبون
29دسمبر	علی محمد جتوئی	مرد	34برس	-	-	ذہنی معذوری	سمندر میں ڈوب کر	چوہڑ جمالی، ضلع بدین	-	روزنامہ کاوش
30دسمبر	ظاہرشاہ	بچہ	12برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چارسدہ	درج	روزنامہ آج
30دسمبر	زوجہ مرادعلی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	عزیز آباد، نستہ، ضلع چارسدہ	درج	روزنامہ آج
کیم جنوری	حارث عثمان	مرد	24برس	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	آئی-8، اسلام آباد	درج	روزنامہ دی نیشن
کیم جنوری	راشد سلطانی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صفدرآباد، روڈ، سانگلہ ہل	-	روزنامہ جنگ
کیم جنوری	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 265_ فیصل آباد	درج	ایکسپریس ٹریبون

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
یکم جنوری	اکرام بشیر	مرد	30برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ محمد پورہ، نارنگ منڈی	–	روزنامہ دنیا
یکم جنوری	–	مرد	–	–	–	–	خودکودھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	اختر آباد، کوئٹہ	درج	روزنامہ دنیا
یکم جنوری	آکاش کمار	مرد	20برس	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	ضلع جیکب آباد	–	روزنامہ کاوش
2جنوری	بےنظیر	خاتون	40برس	–	غیرشادی شدہ	–	پھندا ڈال کر	سامارو	–	لالہ عبدالحلیم
2جنوری	ابراہیم آرائیں	مرد	17برس	–	–	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	نوشہروفیروز	–	روزنامہ کاوش
2جنوری	سیدندیم شاہ	مرد	30برس	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	سکرنڈ، نواب شاہ	–	روزنامہ کاوش
2جنوری	محمد فیصل	مرد	32برس	–	–	–	چھت سے کودکر	بادامی باغ، لاہور	–	روزنامہ جنگ
3جنوری	اسدخان	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	–	خودکوگولی مارکر	نمک منڈی، پشاور	درج	روزنامہ آج
3جنوری	صابرعلی	مرد	–	–	شادی شدہ	–	خودکوگولی مارکر	خاران	درج	روزنامہ انتخاب
3جنوری	صفیہ	خاتون	24برس	–	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	ڈیفنس اے، لاہور	–	روزنامہ جنگ
3جنوری	نصرت بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چنیوٹ	–	روزنامہ جنگ
3جنوری	طاہرہ	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	78شمال، سرگودھا	–	روزنامہ جنگ
5جنوری	جاوید	مرد	12برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تخت بھائی، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
5جنوری	س	خاتون	17برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گاؤں گجرات، ضلع مردان	درج	روزنامہ آج
6جنوری	اقبال ملک	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ خدا آباد، ٹنڈوآدم، سانگھڑ	–	روزنامہ کاوش
6جنوری	ساجدہ	خاتون	16برس	–	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	جہان خان، پاکپتن	–	روزنامہ نئی بات
6جنوری	محمد رمضان چشتی	مرد	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	–	صحبت پور	درج	روزنامہ انتخاب
6جنوری	–	مرد	–	–	–	–	خودکودھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	ہنگو	درج	روزنامہ جنگ
7جنوری	افضال الیاس	مرد	30برس	–	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکوگولی مارکر	رحمت پورہ، گجرپورہ	–	روزنامہ دی نیوز
7جنوری	لقمان	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ جٹانوالہ، گوجرانوالہ	–	روزنامہ جنگ
7جنوری	نعیم	مرد	30برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈنگہ	–	روزنامہ جنگ
7جنوری	حیدرعلی سولنگی	مرد	35برس	–	شادی شدہ	–	دریا میں کودکر	جانوپاڑے، کوٹری	–	لالہ عبدالحلیم
7جنوری	شیررحمان	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	گاؤں رجڑ، ضلع چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
8جنوری	–	مرد	–	–	–	–	خودکودھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	ڈیرہ اسماعیل خان	درج	روزنامہ نئی بات
8جنوری	شازیہ	خاتون	40برس	–	شادی شدہ	–	–	سکھر	–	ایکسپریس ٹریبیون
8جنوری	لقمان	مرد	20برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شریف پورہ، گوجرانوالہ	–	روزنامہ جنگ
8جنوری	جاوید	مرد	28	–	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نئی آباد، جیون والا، میانی	–	روزنامہ جنگ
8جنوری	–	مرد	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	جوہرآباد	–	روزنامہ جنگ
8جنوری	غلام ضمیر	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	رحیم یارخان	–	روزنامہ جنگ
8جنوری	عبدالستار	مرد	–	–	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	وہاڑی	–	روزنامہ جنگ
8جنوری	–	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	–	زہرخورانی	فتح پور	–	روزنامہ جنگ
8جنوری	حبدارگوپانگ	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کنڈیارو، نوشہروفیروز	–	روزنامہ کاوش
9جنوری	رمضان	مرد	–	–	شادی شدہ	–	پھندا ڈال کر	منکیرہ	–	روزنامہ جنگ
9جنوری	–	مرد	–	–	–	–	خودکوآگ لگاکر	پاکپتن	–	روزنامہ دی نیشن
9جنوری	مہربان علی	مرد	23برس	–	غیرشادی شدہ	–	پھندا ڈال کر	گجرات	–	روزنامہ جنگ
9جنوری	–	مرد	–	–	–	–	خودکودھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	لیاری ایکسپریس وے، کراچی	درج	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9 جنوری	زوجہ جمعہ خان	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جنک شاپ، کوئٹہ	درج	روزنامہ انتخاب
10 جنوری	-	مرد	15 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	صاحب لکھو پھاٹک، گجرات	-	روزنامہ جنگ
10 جنوری	مرتضیٰ	مرد	20 برس	-	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	عارف والہ	-	روزنامہ جنگ
10 جنوری	محمد الیاس	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	ملاکنڈ ایجنسی	درج	روزنامہ آج
10 جنوری	زوجہ نصیب اللہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	مشرقی بائی پاس	درج	روزنامہ انتخاب
10 جنوری	اختر محمد	بچہ	10 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پشین	درج	روزنامہ انتخاب
11 جنوری	سدرہ	خاتون	18 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع پاتو کی، دھونکل	-	روزنامہ جنگ
11 جنوری	امجد	مرد	20 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	تھانہ چک بیدی	-	روزنامہ نئی بات
11 جنوری	مرتضیٰ	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 53، ای بی، قصور	-	روزنامہ نئی بات
11 جنوری	تنویر	مرد	60 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	پاکپتن	-	روزنامہ نئی بات
11 جنوری	اللہ دتہ	مرد	60 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	پھولنگر	-	روزنامہ نئی بات
12 جنوری	رخسار	خاتون	18 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نواباں والا، مظفر کالونی، فیصل آباد	درج	روزنامہ خبریں
12 جنوری	عظیم خان	مرد	20 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	تخت بھائی	-	روزنامہ دی نیوز
12 جنوری	ر	خاتون	25 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	پہاڑی پور، پشاور	درج	روزنامہ آج
13 جنوری	شرافت	مرد	24 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں رانا بھٹی، شرقپور روڈ لاہور	درج	روزنامہ نوائے وقت
13 جنوری	جنید	مرد	16 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سول لائن، سرگودھا	-	روزنامہ جنگ
13 جنوری	عظیم خان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	شیر گڑھ، مردان	درج	روزنامہ آج
13 جنوری	احمد شاہ	بچہ	10 برس	-	غیر شادی شدہ	ذہنی معذوری	خود کو گولی مار کر	خروٹ آباد، کوئٹہ	درج	روزنامہ انتخاب
14 جنوری	ارم	خاتون	15 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	طارق گارڈن، کاہنہ	درج	روزنامہ جنگ
14 جنوری	نسیم بی بی	خاتون	24 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ٹھیکری والہ، فیصل آباد	درج	روزنامہ جنگ
14 جنوری	محمد ارسلان	مرد	20 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	فیکٹری ایریا، لاہور	درج	روزنامہ جنگ
14 جنوری	جلال کھوسو	بچہ	14 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	نیو سعید آباد، ٹیاری	-	روزنامہ کاوش
14 جنوری	رشید چانڈیو	مرد	22 برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	خیر پور	-	روزنامہ کاوش
14 جنوری	شاہد علی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	ڈہرکی، گھوٹکی	-	روزنامہ کاوش
16 جنوری	رضوان	مرد	35 برس	-	شادی شدہ	اولاد نہ ہونے پر دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	سید پور، سبزہ زار، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
16 جنوری	الطاف عالم	مرد	15 برس	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گاؤں بیا کند، سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
16 جنوری	طور خان	مرد	21 برس	-	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	دالبندین	درج	روزنامہ انتخاب
18 جنوری	ابوسفیان	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گرمولہ گاؤں	-	روزنامہ جنگ
18 جنوری	حکیم اللہ	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
18 جنوری	محمد خان	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گاؤں نستہ، چارسدہ	درج	روزنامہ آج
18 جنوری	کامران	مرد	26 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	سول لائنز، لاہور	درج	روزنامہ نئی بات
18 جنوری	-	بچی	14 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	چھت سے کود کر	صدر، کراچی	درج	روزنامہ دی نیشن
18 جنوری	سویرا	خاتون	19 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پاکپتن	درج	روزنامہ نئی بات
18 جنوری	روبینہ	خاتون	21 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پاکپتن	درج	روزنامہ نئی بات
18 جنوری	ن	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع ڈسکہ پاکپتن	درج	روزنامہ نئی بات
18 جنوری	جاوید الباق	مرد	15 برس		غیر شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	جھرکل پاکپتن	درج	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
18 جنوری	-	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	چیچہ وطنی	درج	روزنامہ نئی بات
18 جنوری	شاہد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	ڈسکہ	درج	روزنامہ نئی بات
18 جنوری	جاڑل کوری	مرد	30برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مدیجی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
19 جنوری	صدام	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکو آگ لگاکر	تھانہ بمبانوالہ، سکے چک، ڈسکہ	-	روزنامہ دنیا
19 جنوری	پیر مسیح	مرد	15برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	ماڈل کالونی، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
19 جنوری	گ	خاتون	18برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ستیانہ روڈ، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
19 جنوری	عرفان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
19 جنوری	-	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
19 جنوری	محمد احمد	مرد	25برس	-	-	-	زہرخورانی	اٹھارہ ہزاری	-	روزنامہ نوائے وقت
20 جنوری	-	مرد	-	-	-	-	خودکو دھماکہ خیز مواد سے اڑاکر	جنرل ہیڈکوارٹر، راولپنڈی	درج	روزنامہ ایکسپریس
20 جنوری	شبیر	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گاؤں رب، جڑانوالہ	-	روزنامہ خبریں
20 جنوری	وقاص	مرد	18برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ کڑھی اعوان، حافظ اباد	-	روزنامہ جنگ
20 جنوری	تصور حسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	-	-	روزنامہ جنگ
20 جنوری	عرفان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ٹیل والہ	-	روزنامہ جنگ
20 جنوری	صابو مائی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
20 جنوری	احمد یار	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	واں بچھراں	-	روزنامہ جنگ
20 جنوری	کرن	خاتون	20برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	داد فتیانہ، ہڑپہ	-	روزنامہ ایکسپریس
20 جنوری	عثمان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ انعام آباد، پاکپتن	-	روزنامہ ایکسپریس
20 جنوری	محمد شاہد	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	12/L، چیچہ وطنی	درج	روزنامہ نئی بات
20 جنوری	ارشد	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	فیاض آباد، مردان	درج	روزنامہ آج
21 جنوری	عدنان	مرد	17برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنڈی بھٹیاں	-	روزنامہ جنگ
21 جنوری	صائمہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
21 جنوری	آصف	مرد	30برس	-	-	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کودکر	کالیکی منڈی، حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
21 جنوری	جنت بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ گوجرانوالہ، حاصل پور	-	روزنامہ جنگ
21 جنوری	شہزاد مسیح	مرد	-	-	-	پولیس کے رویہ سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	کرسچن ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
21 جنوری	-	مرد	-	-	-	-	دریا میں کودکر	کمالیہ	-	روزنامہ جنگ
21 جنور	-	مرد	-	-	-	-	خودکو دھماکہ خیز مواد سے اڑاکر	مستونگ	درج	روزنامہ جنگ
21 جنوری	عباس	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	فیز تھری، حیات آباد، پشاور	درج	روزنامہ آج
21 جنوری	عبدالغفور گاہو	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ گل محمد گاہو، ڈرو	-	روزنامہ کاوش
21 جنوری	پریم کوہلی	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	ٹنڈو باگو، بدین	-	کاوش اخبار
21 جنوری	ارجن میکھواڑ	مرد	-	-	شادی شدہ	-	کنویں میں کودکر	تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
21 جنوری	سجاد عمران	مرد	17برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	پنوعاقل، سکھر	-	روزنامہ کاوش
21 جنوری	نانوڑی کوہلی	خاتون	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ جلال ابڑنگ، میرپور خاص	-	روزنامہ کاوش
21 جنوری	ح	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	ژوب	درج	روزنامہ انتخاب
21 جنوری	سعید احمد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	کوئٹہ	درج	روزنامہ انتخاب
21 جنوری	امام دین بروہی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	جعفرآباد	درج	روزنامہ انتخاب

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
22جنوری	قیصر	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوٹھیاں، گوجرانوالہ	درج	روزنامہ نئی بات
23جنوری	اقراء بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تنگ کلاں، سمبڑیال	-	روزنامہ جنگ
23جنوری	غلام فرید	مرد	65برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک R-6/85-ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
23جنوری	سیماں شاہد	خاتون	-	-	-	-	-	چک R-6/85-ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
23جنوری	نسرین	خاتون	25برس	-	-	-	زہرخورانی	گاؤں عنایت کے چک، کنجوانی	-	روزنامہ جنگ
24جنوری	سعید	مرد	-	-	-	ذہنی معذوری	خودکوگولی مارکر	گاؤں علی بیگ، نوشہر	درج	روزنامہ آج
24جنوری	آصف کھوسو	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
24جنوری	زرین	مرد	22برس	-	-	-	خودکوگولی مارکر	سعیدآباد، کس کورنہ، چارسدہ	درج	روزنامہ آج
24جنوری	عطامحمد	مرد	-	-	شادی شدہ	بیوی کی موت پر دلبرداشتہ	خودکوآگ لگاکر	مقام حیات، سرگودھا	-	روزنامہ جنگ
24جنوری	-	-	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	مرالی والا، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
24جنوری	صابر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	گاؤں بنیاں، گجرات	-	روزنامہ جنگ
24جنوری	اصغر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گجرات	-	روزنامہ جنگ
24جنوری	خاتون بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چنیوٹ	-	روزنامہ جنگ
25جنوری	محمود مغل	مرد	-	-	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گلشن راوی، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
25جنوری	ظہیر عباس	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	محلّہ ڈھاب والہ، حافظ آباد	-	روزنامہ نئی بات
25جنوری	امجد	مرد	-	-	-	-	پھنداڈال کر	شکرگڑھ، سیالکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
25جنوری	بشیراحمد	مرد	-	-	-	-	پھنداڈال کر	گاؤں بہورچھ	-	روزنامہ نوائے وقت
25جنوری	اذان حسین	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	راولپنڈی	درج	روزنامہ ڈان
25جنوری	خضرحیات	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	قصبہ ناماں جندریکا، اوکاڑہ	-	روزنامہ دنیا
25جنوری	شانی	مرد	-	-	-	گرفتاری کے خوف سے	خودکوگولی مارکر	چک جھمرہ	-	روزنامہ جنگ

اقدام خودکشی

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26دسمبر	احمد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	مسلم کالونی، مخچن آباد	-	روزنامہ جنگ ملتان
26دسمبر	س	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	مسلم کالونی، مخچن آباد	-	روزنامہ جنگ ملتان
26دسمبر	امتیازاحمد	مرد	40برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	پھالیہ	-	روزنامہ جنگ ملتان
26دسمبر	مٹھوبھیل	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ کولوبھگت شہدادکوٹ، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
26دسمبر	-	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	وٹہ الہ دیال شاہ، فیروزوالہ	-	ایکسپریس
27دسمبر	احسان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	ہیڈفقیریاں	-	روزنامہ جنگ ملتان
27دسمبر	نواب زادی	خاتون	27برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ میر محمد، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
28دسمبر	ریحانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بکرمنڈی، نواں کوٹ، لاہور	-	نوائے وقت
28دسمبر	وسیم	مرد	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نصیرآباد، لاہور	-	نوائے وقت
28دسمبر	ثریا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چوبرجی، لاہور	-	نوائے وقت
28دسمبر	ذکیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بچیکی، ننکانہ صاحب	-	ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29دسمبر	عامر	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سکیم موڑ، لاہور	-	جنگ
29دسمبر	شکیلہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دھرم پورہ، لاہور	-	جنگ
29دسمبر	-	خاتون	32برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چھچھڑوالی، گوجرانوالہ	-	ایکسپریس ٹریبون
29دسمبر	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ باراہان، چیمہ گاؤں	-	ایکسپریس ٹریبون
29دسمبر	ثانیہ سہتو	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گھمبٹ، خیرپور	-	روزنامہ کاوش اخبار
29دسمبر	خادم حسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	تیز آلے سے	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
29دسمبر	میرخادم دایو	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
30دسمبر	بلال	مرد	26برس	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	جوہر ٹاؤن، لاہور	-	نوائے وقت
30دسمبر	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چنیوٹ	درج	نوائے وقت
30دسمبر	ذوالفقار	مرد	50برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ننکانہ صاحب	درج	نوائے وقت
30دسمبر	احمد	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	منچن آباد	-	خبریں
30دسمبر	سونیا	خاتون	16برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	منچن آباد	-	خبریں
30دسمبر	شکیلہ	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کودکر	موضع نورپورکوٹی، پھالیہ	-	جنگ
30دسمبر	وسند بھیل	مرد	60برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	دادو	-	روزنامہ کاوش
31دسمبر	اسداللہ	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ہریانہ پایاں، خزانہ، پشاور	درج	روزنامہ آج
31دسمبر	عصمت علی	مرد	-	-	-	ذہنی معذوری	خودکو گولی مارکر	بیاکند، تحصیل مٹہ، سوات	درج	روزنامہ آج
یکم جنوری	ق	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	109امداد پور، حاصل پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
2جنوری	شازیہ بی بی	خاتون	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈنورحسن، رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
2جنوری	شہروز	مرد	20برس	-	-	-	-	صادق آباد	-	روزنامہ جنگ ملتان
2جنوری	اختر حسین	مرد	18برس	-	-	-	-	بستی نورے والی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
3جنوری	محمد حسن	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	گاؤں سومرفقیر، شہداد پور	-	لالہ عبدالحلیم
3جنوری	صابر علی	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	-	درج	روزنامہ جنگ ملتان
3جنوری	سلمٰی	خاتون	35برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں محراب شاہی، شہداد پور	-	لالہ عبدالحلیم
4جنوری	اللہ وسایا	مرد	28برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پلی لوہاراں، تلمبہ	-	روزنامہ جنگ ملتان
4جنوری	عطامحمد	مرد	25برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ٹنڈوآدم، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
5جنوری	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	-	نوائے وقت
7جنوری	انیس چنو	مرد	15برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دادو	-	روزنامہ کاوش
7جنوری	نورخان	مرد	15برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ٹنڈومستی، خیرپور	-	روزنامہ کاوش
7جنوری	ناصر	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	ارباب روڈ، پشاور	درج	روزنامہ آج
8جنوری	غلام ضمیر	مرد	27برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ڈہرکی	-	روزنامہ جنگ ملتان
8جنوری	عبدالستار	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	وہاڑی	-	روزنامہ جنگ ملتان
9جنوری	عابد	مرد	-	-	-	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو آگ لگا کر	نقشبندیہ کالونی، ملتان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10جنوری	پریتم میگھواڑ	بچہ	10برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سامارو، عمرکوٹ	-	روزنامہ کاوش
11جنوری	غلام حسین	مرد	30برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان بیلہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
11جنوری	صاحبزادی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
11جنوری	-	مرد	-	-	-	-	خودکو آگ لگا کر	لاہور	-	پاکستان ٹائمز

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12 جنوری	نائلہ شیخ	خاتون	۔	۔	غیر شادی شد	استاد کے رویے سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	میر پور خاص	۔	روزنامہ کاوش
12 جنوری	آسیہ بی بی	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں جھوک ملکانی، ڈی آئی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
13 جنوری	پپو	مرد	20 برس	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
13 جنوری	غلام قادر	مرد	25 برس	۔۔	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
13 جنوری	عاصمہ راجپور	خاتون	20 برس	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
13 جنوری	کالی راجپوت	مرد	22 برس	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
14 جنوری	ثناءاللہ بنگلانی	مرد	45 برس	۔	غیر شادی شدہ	۔	خود کو آگ لگا کر	ٹھل، جیکب آباد	درج	روزنامہ کاوش
14 جنوری	جنید ملک	مرد	28 برس	۔	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	دادو	۔	روزنامہ کاوش
14 جنوری	ک	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	دادو	۔	روزنامہ کاوش
14 جنوری	۔	خاتون	۔	۔	۔	۔	زہر خورانی	کچی فتو مند، گوجرانوالہ	۔	ایکسپریس ٹریبون
14 جنوری	۔	مرد	۔	۔	۔	۔	زہر خورانی	ڈی سی روڈ، گوجرانوالہ	۔	ایکسپریس ٹریبون
14 جنوری	۔	مرد	۔	۔	۔	۔	زہر خورانی	کامونکی	۔	ایکسپریس ٹریبون
14 جنوری	۔	مرد	۔	۔	۔	۔	زہر خورانی	فتح مند، گوجرانوالہ	۔	ایکسپریس ٹریبون
14 جنوری	۔	مرد	۔	۔	۔	۔	زہر خورانی	تھری سانسی، گوجرانوالہ	۔	ایکسپریس ٹریبون
14 جنوری	ثناءاللہ	مرد	50 برس	۔	شادی شدہ	۔	خود کو آگ لگا کر	جیکب آباد، گڑھی حسن ٹھل	درج	دنیا
16 جنوری	آصف علی کھوسو	مرد	۔	۔	۔	۔	خود کو آگ لگا کر	چانڈکا میڈیکل کالج، لاڑکانہ	درج	ایکسپریس ٹریبون
16 جنوری	پونم	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ٹنڈو آدم، سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
18 جنوری	نذیر احمد	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	تیز دھار آلے سے	رضا آباد، فیروزوالہ	درج	جنگ
18 جنوری	کامران	مرد	23 برس	۔	غیر شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	لاہور	درج	روزنامہ جنگ ملتان
18 جنوری	مشتاق ملک	مرد	۔	۔	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	خود کو آگ لگا کر	کھڈرو، نواب شاہ	۔	روزنامہ کاوش
19 جنوری	ارسلان	مرد	۔	۔	۔	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	شاہ پور ٹاؤن، لاہور	۔	ایکسپریس
19 جنوری	عبداللہ	مرد	20 برس	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	حیات آباد، پشاور	۔	روزنامہ آج
20 جنوری	صابو مائی	خاتون	25 برس	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوٹلہ نواب، رحیم یار خان	۔	روزنامہ جنگ ملتان
20 جنوری	مرید	مرد	26 برس	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	میر پور خاص	۔	روزنامہ کاوش
20 جنوری	عرفان	مرد	۔	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	بہاولپور	۔	مقبول حسین
20 جنوری	زبیدہ چانڈیو	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	۔	خود کو آگ لگا کر	حیدر آباد	۔	روزنامہ کاوش
20 جنوری	نذیر احمد	مرد	۔	۔	غیر شادی شدہ	شادی نہ ہونے پر دلبرداشتہ	زہر خورانی	ٹھٹھہ سیالاں، ننکانہ صاحب	۔	روزنامہ ایکسپریس
20 جنوری	سہیل احمد	مرد	34 برس	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	نواب ٹاؤن، فیصل آباد	۔	روزنامہ ایکسپریس
21 جنوری	جنت بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	ڈیرہ گجرانوالہ، حاصل پور	درج	مقبول حسین
21 جنوری	غلام مرتضیٰ کھوسو	مرد	15 برس	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	عمر کوٹ	۔	روزنامہ کاوش
21 جنوری	رمضان	مرد	25 برس	۔	۔	۔	زہر خورانی	جاکے چیمہ، ڈسکہ	۔	روزنامہ جنگ ملتان
21 جنوری	شمشاد مائی	خاتون	22 برس	۔	۔	۔	۔	ٹھل حسن، رحیم یار خان	۔	روزنامہ جنگ ملتان
21 جنوری	محمد ستار	مرد	بچہ	۔	۔	۔	۔	صادق آباد، رحیم یار خان	۔	روزنامہ جنگ ملتان
22 جنوری	بلال	مرد	۔	۔	غیر شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
24 جنوری	سمیراں بی بی	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	لاہور	درج	روزنامہ خبریں
23 جنوری	ندیم	مرد	۔	۔	۔	۔	خود کو گولی مار کر	امید آباد نمبر 2، پشتخرہ، پشاور	درج	روزنامہ آج
25 جنوری	صفیہ بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	۔	زہر خورانی	چشتیاں	۔	روزنامہ جنگ ملتان

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا نوٹس لیا جائے

زیارت ضلع زیارت اوراس کے آس پاس کے علاقوں میں مسلسل ایک ہفتے بجلی بند رہی ہے۔ پورا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے، لوگوں کو پینے کا پانی میسر نہیں کیونکہ پانی کے قدرتی چشمے ختم ہوگئے ہیں اور پورے شہر میں پانی ٹیوب ویلوں کی مدد سے مہیا کیا جاتا ہے جو بجلی کی بندش کی وجہ سے ہے۔ بجلی کی بندش سے بچوں کی پڑھائی بھی متاثر ہوئی ہے۔

(حمید اللہ)

زیارت میں گیس پریشر بحال کیا جائے

زیارت ضلع زیارت میں موسم سرما انتہائی شدید ہوتا ہے اور کئی ماہ تک جاری رہتا ہے۔ اس موسم میں گیس پریشر انتہائی کم ہوتا ہے۔ اس شدید سردی میں علاقے کے مکین گرم علاقوں کی طرف چلے جاتے ہیں جن میں سبی، ہرنائی، لورالائی، پنجاب شامل ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سردی سے بچاؤ کا کوئی متبادل انتظام نہیں ہے۔ محکمہ جنگلات نے درختوں کی کٹائی پر سخت پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہاں قدیم جونیپر کے درخت لگتے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس سرد موسم میں گیس پریشر بحال کیا جائے تاکہ جو لوگ نقل مکانی نہ کر سکتے ہوں ان کے لیے سردی سے بچاؤ ممکن ہو سکے۔

(حمید اللہ)

سیوریج کی نکاسی کا ناقص بندوبست

لاہور لاہور اربن کینال میں مختلف ہاؤسنگ سکیموں کی جانب سے سیوریج پھینکے جانے کا معاملہ تقریباً 14,15 سال پرانا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس حوالے سے گاہے بگاہے شہریوں اور مختلف شہری تنظیموں کی جانب سے عدالتوں میں کیس بھی دائر کیے گئے، جن پر ٹربیونل بھی بنتے رہے ہیں۔ ہاؤسنگ سکیموں کی جانب سے نہر میں سیوریج پھینکے جانے کے حوالے سے عدالتی احکامات بھی موجود ہیں۔ جہاں تک قانون کی بات ہے تو کوئی ہاؤسنگ سکیم اپنا سیوریج اس طرح کسی نہر، دریا یا کھلے میں نہیں پھینک سکتی۔ اصل میں یہ سارا معاملہ ایل ڈی اے کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ ایل ڈی اے ان ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری دیتا ہے اور کوئی ہاؤسنگ سکیم بغیر سیوریج پلان کے منظور نہیں ہوسکتی۔ معاون تنظیم نے دو سال پہلے بی آر بی سے لے کر ہربنس پورہ تک نہر میں مختلف ہاؤسنگ سکیموں کی جانب سے اپنا سیوریج پھینکنے کے حوالے سے واسا لاہور کی درخواست پر ایک سٹڈی کی تھی جس میں نقشوں کے ذریعے بارہ ایسے پوائنٹس کی نشاندہی کی گئی تھی جہاں سے نہر میں سیوریج پھینکا جا رہا تھا۔ معاون تنظیم نے یہ نقشے تیار کرکے واسا لاہور کے حوالے کر دیئے تھے۔ لیکن تا حال اس پر کوئی عمل پیش رفت دیکھنے میں نہیں آسکی۔

(رپورٹ: پنجاب اربن ریسوس سنٹر: عمار ملک)

تنخواہوں کی عدم ادائیگی کیخلاف احتجاج

سکردو محکمہ تعلیم بلتستان کے 674 اساتذہ گزشتہ 6 ماہ سے تنخواہوں کی وصولی سے محروم ہیں۔ بلتستان ریجن سے تعلق رکھنے والے اساتذہ نے تنخواہوں کی بندش کے خلاف 21 دسمبر کو سکردو کمشنر آفس کے سامنے شدید احتجاج کیا۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ 6 ماہ سے انہیں تنخواہوں سے محروم رکھا گیا ہے۔ تنخواہیں نہ ملنے کے باعث ان کے گھروں میں فاقوں کی نوبت آگئی ہے۔ احتجاجی دھرنے سے تنظیم اساتذہ کے صدر قمر عباس سمیت ممبر قانون ساز اسمبلی حاجی فدا محمد ناشاد نے خطاب کیا۔ مقررین نے 22 جنوری تک تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی صورت میں بھوک ہڑتال کرنے کا اعلان کیا ہے۔

(وزیر مظفر)

بنیادی سہولیات کی فراہمی کا مطالبہ

زیارت ضلع ہرنائی بلوچستان کا ایک پسماندہ علاقہ ہے جہاں پر لوگوں کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں اور انہیں مختلف قسم کے مسائل اور مشکلات درپیش ہیں۔ لوگوں کو پانی، بجلی اور تعلیم کی بنیادی سہولیات میسر نہیں۔ ہرنائی کا پانی جس میں سلفر کی شرح زیادہ ہے، صحت کے لیے خطرناک ہے۔ ہرنائی کے لوگ مہلک بیماریوں کا شکار ہیں جن میں خاص طور پر ہیپاٹائٹس، گردوں اور مثانوں کی بیماریاں عام ہیں۔ ضلع میں کوئی فلٹریشن پلانٹ نہیں۔ گورنمنٹ آف بلوچستان کو چاہئے کہ ضلع میں فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں تاکہ ہرنائی کے عوام صاف وشفاف پانی سے مستفید ہوں۔ علاوہ ازیں مقامی شہریوں کو تعلیم، صحت، نقل وحمل، روزگار سمیت تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لیے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

(حمید اللہ)

تحفظ فراہم کیا جائے

حیدرآباد 4 جنوری کو حیدرآباد کی رہائشی گل زار بیگم نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس کی بیٹی لطیف اوڈھ کو اغواء کیا گیا تھا جسے عدالت کے حکم پر بازیاب کرایا گیا تھا۔ واقعہ کا مقدمہ بھی درج کیا گیا۔ اب ملزمان انہیں سنگین نتائج کی دھمکیاں دے رہے ہیں جبکہ پولیس ملزمان کے خلاف کارروائی نہیں کر رہی۔

(لالہ عبدالحلیم)

بجلی کی بندش کا مسئلہ

بارکھان بارکھان شہر کی نصف آبادی بجلی کی سہولت سے محروم ہے۔ گندم کی فصل کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے زمیندار مالی بحران سے دوچار ہیں۔ کیسکو کے اہلکار مسئلے کی سنگینی سے آگاہ ہونے کے باوجود اس کے حل کے لیے کوئی پیش رفت نہیں کر رہے۔ بجلی کی بندش کے سبب متعدد علاقوں میں پانی ناپید ہو چکا ہے۔ گندم کی فصل پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہو رہی ہے۔ جس کے باعث زمینداروں کو کروڑوں روپوں کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ دریں اثناء بارکھان شہر اور قریبی محلوں کے کئی ٹرانسفر جلے ہوئے ہیں جن کی ابھی تک مرمت نہیں کی گئی۔ عوامی حلقوں نے واپڈا چیف سے مطالبہ کیا تھا کہ جلد از جلد ان کی مرمت کروائی جائے۔ ضلع بارکھان کے عوامی وسماجی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ بارکھان شہر اور گردونواح کے دیہات میں بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور اس حوالے سے عملی اقدامات کئے جائیں۔

(غلام قادر)

☆ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1- وقوعہ کیا تھا:			
2- وقوعہ کب ہوا؟	سال	مہینہ	تاریخ
3- وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ	
	ڈاک خانہ	تحصیل وضلع	
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں	
5- وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)			

6- وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل

7- وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8- وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کا رکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9- وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	1-			
	2-			
	3-			

10- وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثر ورسوخ

11- وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	1-			
	2-			
	3-			

12- وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13- اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں

14- اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ

15- وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے

رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

نوٹ: اگر تفصیلات فارم پر نہ آسکیں تو نمبر لکھ کر سادے کاغذ پر تفصیل درج کریں

☆ تمام ساتھی جو انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹیں بھیجتے ہیں آئندہ اس فارم کی فوٹو کاپی پر کوائف پُر کرکے بھیجیں۔ حسین نقی

کراچی: ایچ آر سی پی نے لیاری میں اقلیتوں کو لاحق عدم تحفظ کے معاملے پر پریس کانفرنس کا انعقاد کیا

29 جنوری 2014، اسلام آباد: FIDH اور ایچ آر سی پی نے ''پاکستان میں اقلیتوں کی حالت زار: مشکلات اور ردِّعمل پر'' پریس کانفرنس کی

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15